

کہ وہ درگاہِ کونیوں کی میں تصویر

تحقیق المسدین الی المسدین الوہابین

۱۳۹۹ھ

دبیف

حقیر عبدی محمد احمد مدنی محمد بن فیض محمد سکن جہاں تھل

نشر
محمد ضیاء الرحمن سیاوی و محمد حفیظ الرحمن سکن
جہاں تھل ضلع خوشاب

بمصطفیٰ برسال خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باد نہ رسیدی تمام بوالہیسی است

فرقہ ہائے ضال و ضل کی عریانی تصویر بنام تاریخی
تحقیق المسین الی تلخیص الوہابین 1399ھ
بلقیہ

قرن الشیطان کے سر پر ایٹم بم

تالیف

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشران

محمد ضیاء الرحمن سیالوی و محمد حفیظ الرحمن

ساکنان بہرقام جمالی تھل و ڈاکخانہ خاص ضلع خوشاب

جملہ حقوق طباعت و اشاعت محفوظ

کتاب کا نام:	تحقیق المبین الی تلخیص الوہابین
مصنف:	ولی محمد چشتی گولڑوی خطیب جامعہ مسجد غوثیہ
اشاعت:	پہلا ایڈیشن
کمپوزنگ:	پروفیشنل کمپوزر C/10 دربار مارکیٹ میلارام ملز لاہور
طابع:	محمد ضیاء الرحمن و محمد حفیظ الرحمن جمالی تھل ضلع خوشاب
تعداد:	1000
سائز:	16-36X23
صفحات:	186
قیمت:	70.00

ترتیب کتاب

عنوان اول:	عرض حال
عنوان دوم:	تقدیم
عنوان سوم:	الاحدی
عنوان چہارم:	متن کتاب
عنوان پنجم:	تقریظات علمائے کرام
عنوان ششم:	الاعتذار و تشکر

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1-	عرض حال	4
2-	تقدیم	6
3-	ہدیہ ثواب	14
4-	آغاز حدیث کی زبانی	16
5-	فتنہ وہابیت	18
6-	نئے روپ	20
7-	ابن عبد الوہاب نجدی	21
8-	وہابی مذہب	24
9-	عقائد ابن تیمیہ	24
10-	فتویٰ وہابیہ نجدیہ	26
11-	تحریک اسماعیل دہلوی	33
12-	دیوبندی یاد یو بندیت	42
13-	اثر ابن عباس کی حقیقت	46
14-	تقریر مولانا گولڑہ شریف	
15-	دیوبندی عقائد	66
16-	توہین خدا تعالیٰ	72
17-	توہین رسالت	80

18-	توہین قرآن	98
19-	توہین اہل بیت	100
20-	تبلیغی جماعت	103
21-	تبلیغی جماعت کا مقصد	111
22-	تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر	118
23-	تنظیمی جماعت	122
24-	عقائد تنظیم	124
25-	مسلک اہل سنت	132
26-	خلافت علیؑ	134
27-	امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ	138
28-	جماعت اسلامی یا مودودیت	141
29-	تشخص مودودی	142
30-	مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا قتل	153
31-	وہابیہ کی کہانی حدیث کی زبانی	165
32-	چبھتا ہوا کانٹا	173
33-	کانٹے کا علاج	173
34-	نسخہ شفاء	175
35-	دعائے مؤلف	177
36-	تقریظات علمائے کرام	178
37-	الاغترار و اظہار تشکر	182

عنوان اول

عرض حال

الحمدو لله رب العالمين والعاقبة للمتقين - الصلوة
والسلام على سيد المرسلين وخاتم النبيين وعلى اله الطاهرين
واصحابه الذين فاضوا بالصدق واليقين وعلى اولياء امتهم و
علماء اهل سنة اجمعين ط

اما بعد لاشي ولي محمد حنفی مذهباً چشتی مسلکاً
”گولڑوی بیعتا“ و جمالوی مولدایوں عرض گزار ہے کہ اس
مقالہ کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بہت لوگ جن میں پیر
و مشائخ و علماء کرام بھی شامل ہیں ان میں بعض پیر امام مولوی خطیب
شرعی لباس پہن کر خانقاہوں، مسجدوں میں اور ممبروں پر بیٹھ کر سادہ
روح اہل سنت و جماعت کے عقائد صحیحہ مسح کرنے میں مصروف ہیں اور
ان کو وہابیت، دیوبندیت، مودودییت، تبلیغیت و تنظیمیت کے لباس سے
ملبوس کر رہے ہیں۔ ان پیشہ وروں کی ظاہری شکل و صحت جبہ و دستار
اہل سنت کے ساتھ کمال مشابہت رکھتی ہے اس وجہ سے عام لوگ ان
کو نہیں پہچان سکتے۔ ظاہری طور پر تو یہ محاسن القعل ہیں مگر باطن فی
الحقیقت میں کٹروہانی ہیں۔ مخبر صادق رسول امین بشیر و نذیر رؤف رحیم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خداداد غیبی علم و ادراک سے صدیوں
پہلے ان دھوکہ بازوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے اعمال و
افعال کی چشیتیں امت مرحومہ کے سامنے بیان فرمادی تھیں ”کچھ
لوگ زمانہ کے اخیر میں ظاہر ہوں گے وہ دین متین کو ظاہر کر کے دنیا

کمائیں گے۔ ”أَلَسْتَهُمْ أَحْلَى مِنَ الْسُّكْرِ“ زہائیں ان کی شکر سے
میٹھی ہوں گی ”وَقُلُوبُهُمُ الذُّبَابُ“ اور قلب ان کے بمانند بھیڑیوں
کے ہو گئے انہی کا ذکر فاضل بریلوی مجدد مائتہ حاضرہ رضی اللہ عنہ نے
اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

اندریں فرصت ان ہی لوگوں کے نقاب کو الٹ دیا گیا ہے تاکہ ان
کی حقیقت بے حجاب ہو کر عریاں ہو جائے اور ہر خاص و عام عوام ان کے
خوش نما چہروں کی طرف التفات نہ کریں نہ ان کی صورت و سیرت پر
توجہ دیں اس مقالہ میں جو شواہد پیش کئے گئے ہیں ان ہی کی اپنی ہی
دستائیں ہیں جن کو ان لوگوں نے اپنی سوانح حیات کی کتابوں میں مختلف
جگہوں پر ثبت کر رکھی ہیں ان کو تلاش کر کے ایک ساتھ پیش کیا جا رہا
ہے تاکہ دھوکہ بازوں کا ظاہری و باطنی عکس (فوٹو) اظہر الشمس اور بین
کالا مس ہو کر کاشف رموز ہو جائے غرضیکہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ ان کی
اپنی تحریرات - اقوالات اور فرسودہ خیالات - قلمی تسویدات کا پلندہ ان
کے سامنے آئے گا۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
ناچیز ولی محمد گولڑوی عفا اللہ عنہ

تقدیم

از حضرت علامۃ العصر مولانا القاری شیر محمد صاحب سیالوی

پر نیشنل جامعہ حسنیہ چشتیہ شمس القرآن نور پور

الحمد و للہ حمداً حامداً و اصلی مصلیاً و مسلماً

ہماری زیر نظر یہ کتاب کوئی بحث و مباحثے یا مناظرانہ صنف نہیں ہے وہ اس لئے کہ اس حوالے سے اس موضوع پر لکھی جانے والوں کی کتابوں میں کمی نہیں قبل ازیں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت سے علماء متقدمین نے اس جولانگہ میں اپنے توفیق خاتمہ رواں رکھ چکے ہیں یہ تو خدائے عزوجل کے علم میں ہے کہ علمائے متاخرین بعد میں اس موضوع پر کہاں تک قلم فرسائی کریں گے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلہ میں رب کائنات کی توحید اور واحدیت اور نجات دہندہ انسانیت کے نبی نیاز مندی عشق و قبلہ عبادت گزاران شوق حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے نام ملت اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد و استغاثہ پیش کرنا ہے بخدا اس سے ہمارا مقصد پہلے سے موجود کلمی میں زہر گھولنا نہیں بلکہ مقصد وحید صرف اور صرف یہ ہے کہ صدق دل اور اخلاص نیت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نکتہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کے نام لینے والوں کو تقسیم کر کے کئی حصوں میں بانٹ دیا ہے ملت اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف

سہی غور نہیں کیا۔ کیا وجہ ہے سواد اعظم اہل سنت و جماعت اور دیگر پڑ جو اپنے آپ کو واحد نیت کے پجاری کہلائے پھرتے ہیں ان کے اختلاف ختم ہونے کو نہیں آتے بلکہ ان میں اور اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ ان اختلافات کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی سے کچھ زائد اوسطاً تین اہلیں گزر چکی ہیں اگر نئی نسل کا پڑھا لکھا طبقہ اسے سنی (سواد اعظم اہل سنت و جماعت) اور وہابیہ (دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، غلام خانی، ندوی، احراری، خاکساری، اہلحدیثی) کے علماء کا جھگڑا سمجھتا ہے تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے یا پھر مذہب و عقائد سے اس کی وابستگی برائے نام ہے۔

بندہ نواز! آج ملت اسلامیہ کو شمار اور اتفاق کی جو ضرورت ہے وہ کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں خصوصاً ہمارا ملک پاکستان جس دور اسے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر ایک فرد جسم واحد کی شکل میں اپنی جگہ بنیان مرصوص بن جائے اور ہر حال کی سختی کو اپنا کر پاکستان کا ہاتھ بٹائے تاکہ یہ اسلامی ملک اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے، مگر افسوس قوم گروہ در گروہ میں بٹ رہی ہے پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ گروہ مختلفہ آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل سوائے اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اس اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اسے باہر نکال پھینکیں۔ یاد رہے کہ کوئیں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہیں تو کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ ٹنڈے دل سے ہر مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اس کی تحلیل کر لیجئے

وہابیوں..... کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی کی ہے اور باقی سب لوگ بدعتی، قبر پرست پیر پرست گیارہویں کھانے والے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس سواد اعظم جماعت جو اہل سنت و جماعت ہی ہے انہیں نظر انداز کر کے آخر اسلامی اور دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کس طرح اٹھایا جاسکتا ہے اگرچہ کچھ علماء اپنی طرز پر یہ کہتے ہیں اجی! یہ تو میلاد خوانی لوگوں کی جماعت ہے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں ہم نے جس درد مندی کے ساتھ اور سوز و دل سے اپنا استغاثہ ملت اسلامیہ کے پیش کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں و دراز کا تفصیل اور غیر ضروری ہارکیوں کی بجائے سیدھے سادھے دو ٹوک الفاظ میں اپنا مطلب واضح کریں اصولاً پہنے یہ طے ہونا چاہئے کہ برصغیر کے قدیم مسلمانوں کا مسلک اور عقیدہ کیا تھا یہ لوگ آج کے اصطلاحی وہابی دیوبندی تھے یا بریلوی پھر یہ بات دیکھی جائے کہ اختلاف کہاں پیدا ہوئے اور کہاں ہوئے اور ان کے موجد کون ہیں اور ان اختلافات کا نکتہ آغاز کیا ہے اس ساری کدو کاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے بلکہ خدائے عز و جل اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ملت اسلامیہ کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا بیان کرنا مقصود ہے آئیے یہ بھی عرض کئے چلوں کہ اس برصغیر ملک پاکستان میں عام لوگ کس عقیدہ و مسلک کے تھے سو اس کے متعلق

نمبر ۱:- سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے ”تیسرا

فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اور اس گروہ کے زیادہ پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔

حیات شبلی ص ۴۵-۴۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱
نمبر ۲:- مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی سید سلیمان ندوی کی تائید کرتے ہیں حوالہ پڑھئے ”امرتسری میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے (شیخ توحید ص ۴۰ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱) و اتہامات عبد الرزاق ص ۱۷۶۔

نمبر ۳:- دور حاضر کے ایک معروف مورخ شیخ محمد اکرم موج کوثر میں صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔

نمبر ۴:- ہندوستان کا مشہور محقق مالک رام رقمطراز ہے ”جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر اور قدیم الخیال عالم تھے برصغیر کے مسلمانان کے عقیدہ و مسلک کی واقفیت حاصل کر چکنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف کسی بات پر شروع ہوئے کیا اختلافات کی بنیاد فاتحہ، میلاد و قیام گیارہویں شریف حاضر و ناظر پر مسئلہ علم غیب نور و بشر اور دعا بعد نماز جنازہ ایسے ہیں یا کچھ اور (نذیر عرشی ص ۱۳۰ دعوت فکر ص ۱۳) اس سلسلہ میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد مولوی منظور نعمانی اس طرح ذکر کرتے ہیں ”شاید بہت سے لوگ نادانستی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام عرس و قوالی فاتحہ تیجہ و دسواں و بیسواں اور چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز

ونا جائز اور بدعت وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو اختلافات پایا جاتا ہے یہی دراصل بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلافات تو اس وقت سے ہے جبکہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہیں ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلافات نہیں کہا جاسکتا۔

فیصلہ کن مناظرہ ص ۵ مصنفہ نعمانی صاحب

ہاں اصل اختلاف جو ہے وہ صرف عبارات دیوبندیہ وہابیہ ہیں جن میں گستاخیاں اور بے باکیاں متصور ہیں اس بارے میں ہمارے ممتاز عالم دین حضرت علامہ عزالی زماں ورازی دوراں جناب مولانا احمد سعید کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ دیوبندی (وہابی) حضرات اور اہل سنت و جماعت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کھلی توہین کی گئی ہے۔

الحق المبین ص ۱۲-۱۳

دونوں طرف کے ممتاز اور معتمد علماء کی زبانی آپ نین لیا کہ اصل اختلاف یہ نہیں ہے جو ایک عرصہ سے عوام کو بتائے جا رہے ہیں یہ محض گستاخانہ عبارات سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق بھی بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کاظمی شاہ صاحب نے بیان کی ہے۔ پروفیسر صاحب یوں لکھتے ہیں۔

”اس جگہ اس بات کی جانب اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ اثر ابن

عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولوی محمد احسن نانوتوی شد و مد سے مخالفت کی بریلوی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان (والد ماجد مولانا احمد رضا خان) اور بدایوں کے ابن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے یہی بریلوی اور دیوبندی کے اختلاف کا نکتہ آغاز ہے جو بعد کو ایک بڑی وسیع غلطی کی شکل اختیار کر گیا۔

مولانا احسن نانوتوی ص ۹۳ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۳

یاد رہنا چاہئے کہ قادری صاحب کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ آدَمَ كَادَمَكُمْ وَنُوحَ كَنُوحَكُمْ وَآبِرَاهِيمَ كَبِرَاهِيمَكُمْ وَمُوسَى كَمُوسَىكُمْ وَعِيسَى كَعِيسَىكُمْ وَنَبِيَّ كَنَبِيِّكُمْ“ اس حدیث کو اثر ابن عباس کہا جاتا ہے اور یہ (وہذا الحدیث من الأقسام الاحداث شاذ) اس حدیث پر غیر مقلدوں نے اصرار کیا اور مولوی احسن نے اس پر ان کی تائید کی جبکہ ہندوستانی علماؤں نے اسے قبول نہ کیا کیوں کہ یہ اثر عقیدہ ختم نبوت پر چوٹ لگاتا ہے اور ماننے والا اس اثر کا منکر عقیدہ ختم النبوة ٹھہرتا ہے اسی اثر کے زیر اثر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب بنام ”تخذیر الناس عن اثر ابن عباس“ لکھ دی اس کتاب نے بحث و مباحثے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی اس کتاب نے قادیانیت کا رستہ بھی ہموار کر دیا دیکھئے تخذیر الناس کا صفحہ نمبر ۲۵ وہاں صاف لکھا ہے ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

دوستو! یہی اختلاف ہیں جو مین التفریق ہیں مولوی محمد شاہ پنجابی اور

مولانا قاسم کے درمیان اس عبارت پر مناظرہ بھی ہوا۔ تحذیر الناس کے رد میں کئی کتابیں منظر عام پر آ گئیں دوسری طرف تقویۃ الایمان کے چار خانہ انداز نے مسلمانوں کے دلوں کو رنجاکر اور ان کے دماغوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ تقویۃ الایمان دراصل تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تقویۃ الایمان ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر کا ملاحظہ کیجئے چنانچہ لکھا ہے ”اس شہنشاہ کی تویہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ اور جبرائیل و محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے“ اس عبارت کی شدید لے دے پر مسئلہ امکان نظیر اور امتناع نظیر پیدا ہو گیا اور علماء کے درمیان ایک اور اختلاف رونما ہو گیا اسی عبارت کے پیش نظر مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھنا پڑا دیکھئے (آزاد کی کہانی ان کی زبانی ص ۷۹ بحوالہ دعوت فکرہ) مولانا اسماعیل نے جب جلاء العینین اور تقویۃ الایمان لکھیں اور ان کے مسلک (وہابیت) کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہل چل پڑ گئی۔ غرض یہاں ایک اختلاف شروع ہوا بات معمولی نہ تھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی اگر بات یہاں ختم ہو جاتی تو خیر تھی یہاں تو ماشاء اللہ شب تار کی طرح زلف دراز ہوتی رہی تقویۃ الایمان کے بعد براہین قاطعہ، حفظ الایمان فتاویٰ رشیدیہ کی قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے منظر عام پر آئیں کہ جن کی گستاخانہ عبارات نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ان کے دلوں پر آرسے چل گئے ان کتابوں میں شاہکار قدرت حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے آدم برسر مطلب مولف نے ایسی عبارات جو باعث اختلاف ہیں بلا کم و کاست اصل کتابوں سے نقل کر دی ہیں تاکہ قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ یہ تمام گروپز دیوبندی، وہابی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، اہل حدیثی سب کے سب مختلف لاسماء ہیں لیکن عقائد ان سب کا واحد و متفق ہے اب ملت اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار کو معلوم ہونا چاہئے کہ آقائے دو جہاں سرور عالمیاں کو کائنات ارضیہ سماویہ و مافیہا سے افضل جاننے والے ہر کلمہ گو کے سامنے درد مند نہ اپیل ہے کہ اہل سنت و جماعت اور وہابیہ کا اختلاف نہ مسلمہ علم غیب پر ہے نہ ہی حاضر و ناظر پر اور نہ اختلاف گیارہویں شریف کے بارے میں اور نہ ہی وعا بعد نماز جنازہ سے متعلق یہ تو سب کے سب فروعات میں ہیں۔ درحقیقت اصولی اختلاف ان عبارات کے بارے میں ہے جن میں رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توحید کی گئی ہے۔

مرے محبت محترم مولانا ولی محمد گولڑوی مدظلہ نے وہ عبارات جو ان کی کتابوں میں درج ہیں انہی کو دیانت و امانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر یک جا جمع کر دیا ہے اب جو کتابی صورت میں تمہارے سامنے ہے۔

والحمد للہ ذالک متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بکلامہ

نوک فخر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی

خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

الراقم الحروف :- دعا گو شیر محمد سیالوی نورپور

الاهدی

رب کائنات کے محبوب دعاغائے غیوب راحت الصلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ جلیلہ سے اس بھائی (پٹواری عبد الرحمن انور) کی جانب جسے اپنے عملہ (پٹواری، گرد اور اور قانون گو وغیرہ) والے جامی صاحب کر کے پکارا کرتے اگرچہ وہ میرا بھائی بھرم مجھ سے کسمن تھا مگر ذوق میں بڑا تاریخ عالم کے جاننے والا اور معلومات عامہ کا خزانہ ہر گھڑی زندہ دلی کا مظاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر اپنی دھن میں مست اور ہر حال صابر و شاکر سورج اور چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی آسمان کے برج کہکشاں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی ہر موضوع پر سیاسی ہو یا مذہبی بحث تاریخی ہو یا ادبی گفتگو معاشی ہو اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی جانب ہو شاعری اور اس کے اشعار پر پوری دسترس رکھنے والا حقیقت شناس بھائی زندہ دل خوش مزاج اور صاحب ذوق اور حسن اخلاق کی دولت انسانیت کا خزانہ شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اپنی بھرپور جوانی کو پھولوں کی طرح پاک و صاف رکھنے والا اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور آلودگیوں سے دور روکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی جامی آد! افسوس وہ بھی قبر کے آغوش میں جا لینا گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

بھائیاں باہجہ نہ جوڑیاں تے پترال باہجہ نہ نانواں

حضرات گرامی! خون کے مقدس رشتہ کی اس بندھن میں ہم تین

سامی تین کے دانوں کی طرح سے پروئے ہوئے تھے جن میں قائد کی حیثیت اس ناچیز کو حاصل تھی آخر کار میرے بھائی جامی پر موت بجلی بن کر گری جس کے بچانے کیلئے میری سب کوششیں ناکارہ ثابت ہوئیں۔ مہموں، ڈاکٹروں کے علاج معالجے کا آمد نہ ہوئے آخری مرحلے پر میرا میرا بھائی (P.F.SAR) پی ایف سرگودھا کے ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ کر دم توڑ گیا تصور میں جب یہ منظر آنکھوں میں ابھرتا ہے تو زبان بولنے سے گنگ اور قلم نوشت سے محروم ہو جاتی ہے اس مقالہ خیر رکھ کا ثواب اس بھائی کی جانب ہدیہ نظر کیا جاتا ہے۔

نقطہ

عنوان چہارم

آغاز حدیث کی زبانی

فتنہ نجد :-

(۱) عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ
 اللَّهِ فِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي
 يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأُظِنُّهُ قَالَ النَّاسُ هُنَاكَ
 الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

مشکوات مترجم ج ۳ ص ۳۰۹

حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوند ہمارے لئے ملک شام اور
 یمن کیلئے برکت نازل فرما کچھ لوگ نجد کے موجود تھے انہوں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ ہمارے نجد کیلئے بھی دعا فرماویں اس پر حضور علیہ السلام
 نے دوبارہ دعا مانگی لیکن نجد کا نام پھر بھی نہ لیا راوی کا بیان ہے غالباً
 تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زلزلوں
 اور فتنوں کی جگہ ہے اور اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ (اس جگہ
 سے شیطان کی سینگ نکلے گی)۔

(۲) عن ابن عمر أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ إِنْ الْفِتْنَةُ هَهُنَا إِنْ الْفِتْنَةُ هَهُنَا مِنْ
 حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

مترجم مسلم شریف کتاب فتن جلد ۶ ص ۴۳۶
 عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مشرق کی طرف
 منہ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ یہاں سے فتنہ اٹھے گا جہاں
 سے قرآن الشیطان طلوع ہوگی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فتنہ کے ظہور کی خبر
 رسول معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں وہ فتنہ علاقہ
 نجد سے ظاہر ہو گا اول الذکر ارشاد عالیہ میں تو صریحاً نجد کا نام موجود
 ہے اور دوسرے ارشاد گرامی میں مشرق کی جانب اشارہ ہے جس کا اشارہ
 الیہ بھی نجد ہے اگر جغرافیائی اٹلس کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مدینہ
 منور سے نجد مشرق کی طرف برآمد ہوتا ہے۔ مَنْ شَاءَ الْاِطْلَاعِ
 فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهِ۔

نجد کی گروہ :- عن شریک ابن ابن شہاب مرقوعاً (ال ان قال)
 يُخْرُجُ فِي اخِرِ الزَّمَانِ قَوْمًا كَانَ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَأُ وَاَنَّ الْقُرْآنَ
 لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُونَ السَّهْمَ مِنَ
 الرَّمِيَةِ سَيِّمًا هُمْ التَّحْلِيْقُ۔

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۵۳

حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں حضور علیہ
 السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت نکلے گی
 ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے
 نہیں اترے گا وہ لوگ دائرہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس
 طرح تیر کمان سے ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

علامت کی توثیق :- عرب کے مشہور مورخ علامہ زینی دحلان کی صاحب فرماتے ہیں۔ سَيَمَّا هُمْ التَّحْلِيْقُ تَصْرِيْحٌ بِهَذِهِ الطَّائِفَةِ التَّجْدِيَّةِ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَأْمُرُونَ كُلَّ مَنْ اتَّبَعَهُمْ أَنْ يَخْلُقَ رَأْسَهُ۔

الدر السنيہ ص ۵۰

ابن عبد الوہاب کے قبعین کی تصریح میں ہے جو قوم مشرق سے نکلی اس نے اپنے تتبع کو سرمنڈانے کا حکم دیا۔

نوٹ :- یعنی آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی علامت سر منڈانا ہوگی نجدی وہابی گروہ کے بارہ میں بالکل صراحت ہے کیونکہ سر منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔

گروہ کا نام :- مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ ”محمد بن عبد الوہاب (جس نے علاقہ نجد میں نیا مذہب نامہذب تدوین کیا) کے مقتدیوں کو وہابی کہا جاتا ہے ان کے عقائد عمدہ تھے۔“

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

فتنہ وہابیت :- خطہ نجد وہ منحوس خطہ ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے جس کے بارے میں باوجود توجہ موجد عالیہ مبذول کروانے کے اس خطہ کو دعائے برکت سے محروم رکھا آخر کار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیہ سچ نکلا اسی نجد میں ایک شخص ابن عبد الوہاب محمد نامی پیدا ہوا جو معمولی تعلیم حاصل کر کے وہابی مذہب کے ایجاد کرنے کا موجب اور موسس ہے شروع میں یہ تحریک وہابیت مذہبی تحریک تھی

بعد میں سیاسی تحریک بن گئی فرمانروایان نجد نے اس کا ساتھ دیا اور وہابی مذہب بزور شمشیر پھیلانے لگا پہلے پہل اس کا ساتھ درعیہ کے مولوی مود نے دیا اور مسلمانوں کا خون بہا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کر کے اپنی حکومت قائم کر لی جواب تک نجدی حکومت چلی آرہی تھی اسی امداد حاکمیہ سعودیہ سے وہابی مذہب اشاعت پذیر ہوا اس کے بعد یہ مذہب نجد سے نکل کر مکہ اور مدینہ سے ہوتا ہوا بمبئی کے راستے ہندوستان میں داخل ہو کر دہلی تک آ پہنچا دہلی شہر کے ایک علمی نامدان کے گھرانے کا ایک فرد جس کو مولوی اسماعیل شہید کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس نے وہابی مذہب کو اپنا شروع کر دیا اس مولوی کا نامدان اس فتنہ وہابیت سے پہلے سنی مذہب حنفیہ کا پاسان تھا انہوں نے مولوی اسماعیل کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنی انانیت کی وجہ سے راجع الی الحق نہ ہوا اور ابن عبد الوہاب نجدی کے نئے ایجاد کردہ وہابی مذہب کے مدد و معاون اور پشتیان ہو کر اس برصغیر میں وہابیت کے پھیلانے میں مصروف ہوا۔ قبل ازیں اس ملک میں وہابیت کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن مولوی اسماعیل نے تحریک وہابیت چلا کر اس ملک کی پرسکون فضا کو مگر کر کے رکھ دیا اس کے بعد بد قسمتی سے ضلع میانوالی میں ایک شخص حسین علی نامی پیدا ہوا جو ہوش سنبھالنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان میں جا نکلا جہاں وہابیت پروان چڑھ رہی تھی مولوی حسین علی وال بھروی جب ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس لوٹا تو اس وقت یہ بھی وہابیت کی دستار باندھ چکا تھا گھر پہنچتے ہی وہابیت پھیلانے میں مصروف ہو گیا اور بے جا مسلمانوں پر کفر و شرک کی

اندھادھند لاکھی چلانے لگا اور اپنے آپ کو پکا موحد کہلانا شروع کر دیا مغربی پنجاب میں غالباً وہابیت کا بیج تقریباً اسی نے بویا گویا اس طرح یہ وہابیت پورے ملک میں پھیل گئی جو آج کل مختلف لہادے اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد صحیحہ کو برباد کر رہی ہے۔

نئے روپ :- ابن عبد الوہاب نجدی کا نام نہاد وہابی مذہب نجد سے آگے بگولے کی طرح اٹھ کر اطراف و اکناف عالم میں پھیلنے لگا صحیح العقائد مسلمانوں کے ایمان مذہب ہونے لگے تو علمائے حق سے خاموش نہ رہا گیا فوراً اپنے اپنے توسن خامہ کو حرکت میں لا کر جولانگاہ میں اتر پڑے اور وہابی مذہب کے اصول و ضوابط اعمال و عقائد کی تصویر کو تقریر و تحریر سے عریاں کر کے اس مذہب کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑ دیا اور نجدیوں نے جو جو سلوک مسلمانوں اور مقامات مقدسہ مثل مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اور روضہ اطہر کے ساتھ کئے ان کے جو رجحان کی داستانیں لوگوں کے سامنے تحریراً تقریراً پیش کیں جیسا کہ کتب سیر التواضع پر نگاہ رکھنے والوں پر کچھ بوجھل نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ ہو چنانچہ علامہ ابن عابدین المعروف شامی لکھتے ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِي خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوا يَعْتَبِرُونَ إِلَى الْحَنَابِلَةِ الْكَفَرُ هُمْ اَعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ وَاَنْ مَنْ خَالَفَ اَعْتَقَا دَهُمُ الْمُشْرِكُونَ وَاِسْتَبَاحُوا اَبْدَالَكَ قَتَلَ اَهْلَ السُّنَّةِ وَعِلْمَاءَهُمْ

رد المحتار شامی باب الیفات ص ۴۲۸

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا ہے یہ لوگ نجد سے نکلے

اور حرمین پر انہوں نے غلبہ کر لیا یہ اپنے آپ کو ضلی مذہب سے نسبت کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اس لئے انہوں نے اہل السنۃ کا قتل کرنا جائز کہا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔

ان حالات کے پیش نظر مسلمانان عالم خبردار ہو چکے تھے اور وہابیت کی بدعقیدگی کو سمجھ کر وہابیوں سے دور رہنے لگے مگر پھر بھی وہابیت کی آگ سلگتی رہی جو پھر ایک بار شعلہ زن ہوئی مگر مسلمانان عالم نفرت ہی نفرت کرنے لگے اس لئے آج کل وہابیوں نے وہابیت پر نقاب ڈالنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح وہابیت کو برقرار رکھا جائے چنانچہ آج وہابیت پھر اپنے مختلف روپ میں مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے میں مصروف عمل ہے خواہ دیوبندی ہوں یا مودودی اسلامی جماعت خواہ تنظیمی ہوں یا تبلیغی وہابی نجدی وغیرہ یہ سب جماعتیں مختلف الاسماء ہیں لیکن مسمیٰ ان کا ایک ہی ہے عقائد کے لحاظ سے سب متحد و متفق یا یوں جانئے کہ یہ سب کے سب ایک ہی منزل کے مسافر ہیں مگر راستہ ہر ایک کا الگ الگ ہے۔ گویا یہ سب ایک ہی رشتہ کے افراد ہیں اب ان ہی گروہوں کی آئندہ صفحات میں عریانی تصویر پیش کی جا رہی ہے تاکہ ان کے باطل عقائد کی تصویر سامنے آجائے۔

ابن عبد الوہاب :- یہ نجد کے گاؤں عنینہ میں ۱۷۰۵ء کو پیدا ہوئے وہاں ضلی تھا اس کے عقائد پر زیادہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا تھا تعلیم اس نے مدینہ اور بصرہ میں حاصل کی (مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے اساتذہ اور مشائخ اپنی قوت فراست سے اس میں الحاد بے دینی کے آثار پاتے اور

فرماتے تھے ”سَيُفْلُ هَذَا وَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ أَبْعَدَهُ وَاشْقَاهُ“ یعنی عنقریب یہ گمراہ ہو گا اور اس کی وجہ سے بہت سے بد بختوں کو گمراہ کرے گا خدا کا کرنا کہ بعد کے واقعات نے اس پیشنگوئی کا حرف بہ حرف صادق کر دکھایا اساتذہ تو الگ اس کا باپ عبد الوہاب جو علمائے صالحین سے تھا ایسا ہی اندازہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ فتنہ کسی دین قیامت خیز ہو گا اور حد یہ ہے کہ اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب بھی اس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

از آشوب نجد علامہ سلیمانی ص ۲

شروع شروع میں ابن عبد الوہاب نجدی نے جب عرب قبائل کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے تو اس کی اتنی مخالفت ہوئی کہ عرب قبائل ان کے جانی دشمن ہو گئے یہ عینینہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور دراعیہ کے حکام محمد بن سعود کے ہاں پناہ پکڑ لی اور ابن سعود کو اپنے نئے مذہب نامذہب میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گیا آخر کار ۱۷۴۳ء میں محمد بن سعود نے اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور نجدی کے تمام عقائد بھی قبول کر لئے اس طرح محمد بن سعود نجد کے پہلے وہابی امیر ہوئے اور یہی سلسلہ اب تک چلا آ رہا ہے ابن سعود نے قرب وجوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو وہابی عقائد پر پابند کیا قصیم احساء اور عینینہ پر قابض ہو کر پورے نجد کا مالک بن گیا دراعیہ اس کا در السلطنت تھا جسے اس نے مساجد اور محلات سے خوب آراستہ کیا ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبد العزیز بن سعود حکمران ہوا عبد العزیز نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کربلا معلیٰ پر قبضہ کر لیا اور بہت لوگوں کو تہ تیغ کیا اس حرکت مذمومہ

سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی وسیع لہر پھیل گئی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں اس سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکتیں بھی سرزد ہوئیں مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کے خلاف اتار لیا اور اسے برہنہ کر دیا آخر کار ۱۸۰۴ء میں عبد العزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبد القادر تھا قتل ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسرا سعود تھا وہ تخت پر بیٹھا اس نے من و عن اپنے باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر و تشدد کو روک رکھا۔ مثلاً رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور بیش قیمت سامان کو اونٹوں پر لدوا کر اپنے دار السلطنت میں بھیج دیا اور حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلمبر کو گرا دینے کا ارادہ کر لیا لیکن بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی ابن سعود نے حکم دیا تھا کہ سوائے وہابیوں کے اور کوئی شخص حج نہیں کر سکتا چنانچہ کئی برس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے..... ابتداً یہ وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی..... لیکن بعد میں آہستہ آہستہ یہ تحریک سیاسی رنگ اختیار کر گئی جب فرمانروایاں نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ و جدل کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس تحریک کے تمام حامی سلطنت کے باغی قرار دیئے گئے..... مصیبت یہ تھی کہ وہابیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ و مکالمہ کی بجائے ہر جگہ لوگوں کو بزور شمشیر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا اس جبر و تشدد کا رد عمل لازمی تھا چنانچہ وہابیت دلوں میں گھرنے لگی اور لوگ اس سے متنفر ہوتے چلے گئے مکہ معظمہ مدینہ

منورہ اور کربلائے معلیٰ میں وہابیوں نے جو حد درجہ قابل اعتراض حرکتیں کی انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو رنج و غم میں مشتعل کر دیا تھا۔

بحوالہ ماونامہ ماہ طیبہ ۱۹۵۸ء

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

وہابی مذہب :- ابن عبد الوہاب نے ملت اسلامیہ میں فتنہ و انتشار پھیلانے کیلئے جو وہابی مذہب ایجاد کیا اس کی بنیاد ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ پر تھی جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ابن عبد الوہاب کی وہابیت سے خود اس کے گھروالے حتیٰ کہ باپ اور بھائی بھی بیزار تھے مولوی مسعود عالم ندوی نے اس کی سوانح عمری بنام ”محمد بن عبد الوہاب“ لکھی ہے اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہے (محمد بن عبد الوہاب نے) توحید کی دعوت دی تھی..... بس پھر کیا تھا مخالفت کا سیلاب اٹھ آیا اعزہ اور اقرباء درپے آزاد ہو گئے خود باپ کو بھی یہ (وہابیانہ) اداپسند نہ آئی۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۴

شیخ کے بھائی سلیمان بن عبد الوہاب بھی ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تردید میں رسالے بھی لکھے سلیمان بن عبد الوہاب کا رسالہ الصواعق البیہ فی الرد علی وہابیہ کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۴۸

محمد بن عبد الوہاب کے استاد چونکہ ابن تیمیہ تھا اس لئے ابن تیمیہ کے عقائد کا مختصر حال بھی سن لیجئے۔

عقائد ابن تیمیہ :- ابن تیمیہ ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے ۷۲۸ھ میں وفات پائی اگرچہ یہ ایک بڑا جید عالم تھا مگر سنیاناس ہو استاذ الملکوت

المیس لعین کا جس نے ابن تیمیہ سے مالک حقیقی خالق کائنات اور رسول مظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اولیاء عظام کے متعلق استاخانہ کلام اور طعن و تشنیع پر آمادہ کیا ابن تیمیہ گمراہی میں پھنس کر اتنا بے باک ہو گیا تھا کہ توحید خداوندی کی آڑ لے کر وہ کہہ گزرا جو شان الہی کے سراسر منافی تھا اب ابن تیمیہ کا عقائد نامہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کتنا ایک گستاخ ہے اور اتنا بڑا عالم ہو کر جادہ حق سے کس قدر دور جا پڑا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱ :- كَانَ تَقِيَّ الدِّينِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ جَنَلِيًّا وَ تَجَاوَزَ عَنِ الْخُدُودِ - یعنی ابن تیمیہ جنہلی تھا اور حدود شرعی سے تجاوز کر کے خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

بحالہ بر موسالہ ص ۴۱

نمبر ۲ :- وَقَدْ جَسَّارَتِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَإِدْعَىٰ إِنَّ السَّفَرَ لِرِيَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُحَرَّمٌ بِالْإِجْمَاعِ - یعنی ابن تیمیہ نے جسارت کی..... اور دعویٰ کیا کہ وضو اطہر رسول انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔

شواہد الحق

نمبر ۳ :- أَنَّهُ ذَكَرَ عَلَىٰ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي مَجْلَسٍ آخَرَ فَقَالَ إِنَّ عَلِيًّا أَخْطَاءَ فِي أَكْثَرِ ثَلَاثِ مَائَةِ مَكَانٍ فَيَأْتِيَتْ شِعْرَىٰ مِنْ أَيْنَ يَحْصِلُ لَكَ لِلصَّوَابِ إِذَا أَخْطَىٰ عَلَيٌّ بِزَعَمِكَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَ وَ عُمَرَ ابْنِ خَطَّابٍ -

فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۱ بحوالہ براہمن ساطعہ ۲۷

یعنی ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت علی کا ذکر کیا اور کہا کہ علی کرم اللہ وجہہ سے تین سو سے زائد غلطیاں ہوئی ہیں اے ابن تیمیہ تجھ پر افسوس کہ اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔ نمبر ۴:- وقد تجاسر ابن تیمیہ حبلی و الی بالخرافات لم یقل عالم قبلہ وصار بہابیین الاسلام مثلاً فانکر الاستعانة والتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - یعنی ابن تیمیہ نے ایسی جرات کی اور ایسی خرافات سے بھرپور باتیں کیں کہ قبل ازیں کسی عالم دین نے نہیں کیں اسی وجہ سے علمائے اسلام کی نظر میں مسئلہ ہو کر رہ گیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت اور توسل کے طلب کرنے کا انکار کیا۔

مقدمہ شواہد الحق بحوالہ مذکور بالا
نوٹ:- اب اندازہ لگائیے کہ ابن تیمیہ کے ان عقائد کے پیش نظر خداوند قدوس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی توہین نہیں ہے اور ضرور ہے اس ہی ابن تیمیہ کی تعلیم کے اثر سے ابن عبد الوہاب نجدی وہابی بڑا دریدہ دہن ہو گیا تھا آئیے ان وہابیوں کے جوہر و جفا کی کہانی سنئیے وہابیوں نے مسلمانوں کے متبرک مقامات اور زیارت گاہوں کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کئے جن سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت بھینسی پہنچی۔ آئیے سب سے پہلے ایک وہابی فتویٰ پڑھ لیجئے۔

فتویٰ وہابیہ نجدیہ:- انا من قال لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وهو مقیم علی الشرحہ بدعو الموتی ویثنا ثلثم قضاء

الحاجات و تفریح الکروبات فهذا کافر و مشرک حلال الدم و المال وان قال لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وہ صلی و صام و زعم انه مسلم.

محمد ابن عبد الوہاب ص ۱۵۲
یعنی جو مردوں سے دعائیں مانگتا ان سے ضرورتوں کے پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اس کا خون اور مال حلال ہے اگرچہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا ہے اور اپنے کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔

نوٹ:- نجدی حکومت نے اس فتوے کو دستور العمل بنا لیا تھا اسی قانون کے تحت قتل عام کیا اور مسلمانوں کے مال لوٹے، زیارات کو منہدم کیا اور جن جن کر علمائے اہلسنت و جماعت کا صفایا کیا۔ ذرا نجدی وہابی حکومت کے کارناموں پر نگاہ ڈال لیجئے۔

مکہ معظمہ:- ۱۰۸۳ء کو سعود بن عبد العزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا..... تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبة زمین کے برابر کر دیئے..... کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے قبلہ گرائے گئے بعض مجاور قتل کئے گئے۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۷۷-۷۸
مدینہ منورہ:- ۱۸۰۵ء کے آغاز میں اہل مدینہ نے بھی اطاعت قبول کر لی اور سمع و طاعت کا عہد کیا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۸۲

کر بلا معلیٰ :- اس سال ۱۲۱۶ء سعود تمام نجد، جنوب، حجاز اور تہامہ سے ایک جرار لشکر لے کر کر بلا کے ارادہ سے چلا اور بلد النخسین کے باشندوں پر حملہ کیا یہ ذی العقدہ کا واقع ہے مسلمانوں (وہابیوں) نے اسی پر دھاوا بول دیا اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور زبردستی (عنوة) داخل ہو گئے اور اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور اس کے قہ کو جو ان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا منہدم کر دیا تھا قہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے..... کی تمام چیزیں لے لی قہ زمر دیا قوت اور جواہرات سے آراستہ تھا اور اس کے علاوہ شہر میں جو کچھ مال متاع [تھیں، لباس، سونا، چاندی، قیمتی مصاحف اور سب چیزیں] ملا سب کو لے لیا اور شہر میں ایک پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرے (اولم یلبثوا فیہا الا ضحوة) اور ظہر کے وقت تمام مال لے کر وہاں سے نکل آئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً دو ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

موذن کا قتل :- ایک نابینا موذن اذان دینے کے بعد درود پڑھتا تھا پہلے اس کو منع کیا جب اس نے سماعت نہ کی تو اسے بے دردی سے قتل کر ڈالا۔

آشوب نجد ص ۴۲ الدور السنیہ ص ۴۲

نوٹ :- وہابیوں کے مزید ظلم و ستم کے حالات کا جائزہ لینا ہو تو ”سیف الجبار“ اور ”شب جائیکہ من بودم“ کا مطالعہ کیجئے۔ الغرض وہابیوں کے جو رد و جفا کی داستان بڑی طویل ہے جس کے پڑھنے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے قبرستانوں کی غارت گری

قہ جات کا گرانا مقامات مشہرہ کی بے جرمتی مشاہدہ و ماثراً صفا یا وغیرہ اور اہل بیت و صحابہ کرام کے قبوں کو توہیناً مسمار کرنا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ والدہ مکرمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کو گرانا قہ مولد النبی، قہ حضرت عثمان، قہ حضرت خاتون جنت کا انہدام وغیرہ حد یہ ہے کہ مسجد ابو قتیس، مسجد بلال، مسجد کوثر یہ مسجدیں بھی گرا دی گئیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

وہابی جہاد :- وہابی مذہب نامہذب کے بانی ابن عبد الوہاب اور اس کے متبعین نے نہ کبھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جہاد کیا ہے نہ کبھی کوئی میخانہ توڑا ہے ان کے جہاد کی حقیقت صرف یہ ہے کہ محبوبان خدا کی عظمت و شان پر آوازے کسان کے مزارات کو گرانا اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا اور تہ تیغ کرنا چنانچہ سب سے پہلے حضرت زید بن خطاب (جو یوم یمامہ میں شہید ہوئے تھے) کے نام سے مقام جبیلہ میں ایک قبر تھی..... اس پر شیخ (ابن عبد الوہاب) نے ہتھوڑا (فاس) لیا اور اپنے ہاتھ سے قبر کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۶-۳۷

نوٹ :- یہاں تک ان کے اعمال و افعال کی اختصاراً داستان بیان کی گئی اب ان کے عقائد کے خلاصہ کو ملاحظہ کیجئے۔

عقائد وہابیہ :- (۱) ممن اعتقد انه ذکر اسم نبی فیطلع ہو علیہ صار مشرکاً لا اعتقاد شرك سوا كان مع نبی او ولی او ملك او جنی او صنم او وثن وسوا كان یعتقدوا حصوله بذاته او باعلام الله تعالى باي طریق كان یصیر مشرکاً ومن اعتقد

النبی وغیرہ و ولیہ و شفیعہ فهو ابو جہل فی الشریک سوا۔

عجلہ برد و سالہ جلد ۲ ص ۳۰ و سیف الجبار ص ۱۲۲
یعنی جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر نہیں جو شخص اپنے حاجات کے وقت یا محمد کہتا ہے اگرچہ ان کے متعلق سب باتوں میں بندہ عاجز ہو بنے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مشرک ہو جاتا ہے ابن عبد الوہاب نجدی نے جو رسالہ اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا تھا اس میں یہ بھی ہے اما السابقون فاللات والسواع والعزی واما اللہ حقون محمد وعلی و عبد القادر (معاذ اللہ) یعنی پہلے بت لات سواع اور عزنی تھے اور پچھلے بت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی رضی اللہ عنہ و عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مہر متیر ص ۲۶۲ سیف الجبار ص ۱۵۲
یہ تھا ابن عبد الوہاب نجدی وہابی کا تشخص او اب اس کے عقائد کی تفصیل بزبانی مولوی حسین احمد دیوبندی سے بھی سینے۔

(۱) شان نبوت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷
(۲) انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانہ تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔

الشہاب ص ۶۵
(۳) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل

عرین پر سخت نفیس اس نداء خطاب پر کرتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۵
(۴) برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، استغانت لغير اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔

الشہاب ص ۶۵
(۵) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم (نہ ہونے کے برابر) تک پہنچا دیتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷
(۶) جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۷
(۷) ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام قبیح اور بدعت کہتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷
(۸) اولیاء صالحین سے تو سل حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸
(۹) انبیاء صالحین کی قبور کی زیارت حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸
(۱۰) دلائل الخیرات قصیدہ بردہ قصیدہ ہمزئیہ وغیرہ..... ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۶
نوٹ :- یہ ہیں وہابیہ نجدیہ کے عقائد ان امور کے علاوہ ول پر ہاتھ

(۱) جدی (ابن عبد الوہاب کے پیروکار) عقائد کے معاملہ میں اچھے ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳

(۱) ایسے عقائد تو نہایت پختہ ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۷۷

(۲) اس لقب (وہابی) کے یہ معنی ہیں کہ جو مسلم میں ابن عبد الوہاب بدی کا تابع ہو یا موافق ہو۔

فتاویٰ امدادیہ ج ۵ ص ۳۳۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۸۱

نوٹ :- ہر دو مولوی صاحبان دیوبندیت کے عمائد و قائد ہیں اور وہ برین میں شمار ہوتے ہیں یہ دونوں اکابر نجدی گروہ کے نغمہ سرائے ہیں یہ وہ نجدی گروہ ہے جس کے مظالم اور عقائد کا بیان کیا جا چکے ہیں اب ان کی یہ عقیدت صاف بتلا رہی ہے کہ ان کا اور نجدیوں کا عقیدہ بھی وہابیانہ اور نجدیانہ ہے اگر ایسے نہ ہوتا تو ایسے ظالم شخص جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضہ اللہ عنہ اور محبوب سبحانی قطب ربانی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو لات اور سوار اور عزنی جیسے بتوں کے ساتھ ملا دیا ہے ان کی نغمہ سرائی ہر گز ہرگز نہ کی جاتی۔ آئیے اب اس تحریک وہابیت کا ہندوستان میں آنے کا واقعہ پڑھ کر اپنے دماغ کو منقش فرمالیجئے۔

تحریک اسماعیل دہلوی :- ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک کے بانی اور سربراہ غیر مقلد وہابی حضرات کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی ہیں اسماعیل وہابی تحریک نجدی وہابی تحریک ہی کی شاخ ہے ماہ نامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ بحریہ ۱۹۵۸ء روزنامہ امروز کے حوالے سے لکھتا ہے

رکھ کر ایک لرزادینے والی عبارت اور بھی پڑھ لیجئے زبان و قلم تو گوارہ نہیں کرتی کہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے مگر تحمل مزاجی کا دامن تھام کر وہ عبارت پیش کر رہا ہوں کیونکہ وہابیوں کا عقیدہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ لرزہ خیز عبارت :- ان کے بڑوں کا مقولہ سے معاذ اللہ نقل کفر کفر بنا شد کہ ہمارے ہاتھ کی لائٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰات والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

الشہاب ثاقب ص ۷۷/۱۱-۱۳

آئیے اب علمائے دیوبند کی چند جھلکیاں بھی دیکھ لیں جس ابن عبد الوہاب نجدی کے چند عقائد تم ابھی پڑھ چکے ہو ایسے ضال و مضل آدمی کے دیوبندی صاحب بڑے مداح خواں ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

جھلکیاں :-

(۱) محمد ابن عبد الوہاب کے متقدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حبلی تھا ان کے مزاج میں شدت تھی مقتدی ان کے اچھے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

(۲) اس وقت ان اطراف میں وہابی تبع سنت کو کہتے ہیں اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل صف ۴۰۵

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے علاوہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی سینے۔

ہاں تک کہ عورتوں میں بھی اس کی گفتگو شروع ہو گئی اور وہ بھی اپنے مخالفت کے ہتھیاروں کو مولانا کے مقابلہ میں استعمال کرنے لگیں یعنی سنے دینے اور مولانا کا نام لے کے پیٹنا ایک دن مولانا شہید عصر کی نماز پڑھ کے جامع مسجد میں حوص پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بڑھیا دہلوی کے پاس آئی اور اس نے کہا مولوی صاحب مویا اسماعیل کون نیا دہلوی پیدا ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے بیوی کی صحتک (خوفاتھ اور توشہ بغرض ایصال ثواب جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دیا جاتا ہے اس کو اصطلاحاً زمانہ مروجہ میں صحتک بی بی فاطمہ کہتے ہیں) نہیں کرنا چاہئے۔

حیات طیبہ ص ۶۳

(۲) ایک دن آپ شاہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں وعظ فرما رہے تھے ایک صوفی نے باواز بلند جھر جھری میں یہ کہا آپ کیوں ہاتھ دھو کے دین کے پیچھے پڑے ہیں ہمارا استیانس ہو گیا اور آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا اپنے باا اور چچا ہی کو دیکھو انہوں نے کبھی ایسی باتیں سنیں کی حالانکہ وہ بھی بڑے فاضل ہیں۔

حیات طیبہ ص ۱۲۹-۱۳۰

نوٹ :- مرزا حیرت دہلوی کے ان بیانات سے ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے والد اور چچا کے مسلک سے علیحدہ ہو کر نیا مذہب (جسے وہابیت کہا جاتا ہے) ایجاد کیا اور ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک کتاب بنام تقویۃ الایمان (جو فی الحقیقت تقویۃ الایمان نہیں تقویۃ الایمان ہے) شائع کی اس کتاب میں توہین خدا اور توہین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبان خدا

”جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید احمد بریلوی (مرشد اسماعیل دہلوی) اور اسماعیل شہید کی تحریک پر یقیناً نجدی کی وہابیت کا کافی اثر ہے..... شاہ اسماعیل شہید و سید احمد بریلوی نے اس سے واپس آکر اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

”اس پر پادری بیوجیز یہ تحریر کرتے ہیں کہ عبد الوہاب کے جانشین نے وہابیت کے اصول سید صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں بتا دیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد یہ کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک ہاتھ لگتے ہیں۔

حیات طیبہ ص ۲۲۸

اسماعیلی وہابی فتنہ :- مولوی اسماعیل دہلی کے ایک مشہور و معروف صاحب علم و فضل گھرانے کا ایک فرد تھا یہ شاہ عبدالغنی فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز محدث کا برادر زادہ تھا یہ خاندان مذہب حنیفہ میں مسلک اور عقائد صحیحہ کا پیروکار تھا مگر اسماعیل نے اپنے خاندان سے الگ ہو کر ابن عبد الوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہوئے وہابیت پھیلانے کی ایک مہم چلا دی وہابیت کے اختراعی اصول جب اسماعیل نے لوگوں کے سامنے بیان کئے تو لوگ ان کی مخالفت کرنے لگے کیوں کہ وہابی عقیدہ عقائد اہل السنۃ والجماعت کے برعکس تصادم ہی تصادم تھا چنانچہ مرزا حیرت دہلوی بیان کرتا ہے۔

(۱) ”ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق مولانا کی مخالفت پر ٹوٹ پڑا اور شہر دہلی میں نئی نئی افواہیں نئی نئی باتیں مولانا رشید کی نسبت اڑنے لگیں

کے متعلق جی بھر گستاخیاں درج کیں مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان لکھ کر ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد کھڑی کر دی اس کتاب سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو الگ الگ گروہ بن گئے ایک تو ائمہ اربعہ کی تقلید سے منحرف ہو گئے اور دوسرے بظاہر حنفی رہے پہلے گروہ نے اپنا نام غیر مقلد (الجدید) ظاہر کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے آپ کو حنفی دیوبندی نام سے مشہور کیا ان دونوں گروہوں کے نام تو الگ ہیں مگر اعتقاد متحد و متفق ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی سے مقلد اور غیر مقلد کی بابت جب سوال ہوا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ”عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال مختلف ہوتے ہیں“

دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۱۰

الغرض مولوی اسماعیل جنہوں نے ہندوستان میں وہابی تحریک کی بنیاد کھڑی کر کے مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کیلئے مذہبی جنگ لڑنے کا دروازہ کھول دیا اور بذات خود ضدی ثابت ہوا کیونکہ اس کا خاندان علمی لحاظ سے عروج پر پہنچا ہوا تھا اقرباء اس کو سمجھاتے رہے مگر یہ اپنی وہابیت پر مضبوط رہا مولانا محمد رضا علی بنارسی صاحب اسماعیل کے متعلق یہ بیان کتے ہیں کہ ”ایک دفعہ میری ملاقات مولوی مخصوص اللہ (پسر شاہ رفیع الدین) سے دھلی ہوئی میں نے پوچھا درباب اسماعیل آپ کیا فرماتے ہیں کہا ہم نے اس کو (اسماعیل دہلوی) بہت سمجھایا نہیں مانا اور جتنا فتنہ ہندوستان میں پھیلا ہے اسی کی ذات سے پھیلا ہے۔“

دیکھئے سیف الجبار ص ۲۰۹

نافرمانی - جس وقت اسماعیل نے ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا

مطالعہ شروع کیا شاہ عبد العزیز محدث کو اطلاع ملی کہ اسماعیل کتاب التوحید مصنفہ ابن عبد الوہاب کو اپنا رہا ہے تو شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے سخت ناراض ہوئے اور اس کو سخت الفاظ سے ڈانٹا چنانچہ فرماتے ہیں میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب التوحید بہمنی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ وہ (کتاب التوحید) بے ادبی بد نصیبی سے بھری پڑی ہے میں آج کل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہونا حق شور و شر برپا نہ کرو۔

انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۷۷

لیکن بد قسمت مولوی اسماعیل نے وہابیت کا بیج بو بھی دیا یہاں پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر قسین اسماعیل اس بات پر بڑے نازاں ہوتے ہیں کہ اجی ہمارے شیخ نے سکھوں سے جہاد کیا انگریزوں سے لڑے یہ کیا اور وہ کیا آخر کار سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے آئیے ذرا اس شہید کی شہادت کا منظر بھی دیکھئے چلئے۔

نظارہ:- تاریخی آئینہ میں اگر جھانک کر دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس بین کلامس ہے کہ مولوی اسماعیل سکھوں کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اپنی بد عقیدگی کی بنا پر مسلمان افغانی پٹھانوں کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے قتل ہو گئے تھے مسلمانوں کے غیر اسلامی طریق پر لڑ کر مرنا شہادت نہیں کہلاتا یہ تو انگریزوں سے مشورہ کر کے سرحدی علاقہ میں فتح حاصل کر کے وہابیانہ حکومت بنانا چاہتے تھے یہ ہرگز شہید نہیں دئے بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے چنانچہ ان کے ممد و مورد مورخ

مرزا حیرت کی زبانی سنئے۔

”سید صاحب کے پاس مجاہد جمع ہونے لگے تو سید (احمد بریلوی) سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پنجاب کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کا تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیفٹنٹ نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں امن میں خلل نہ پڑے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۳۱

اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسماعیلی جہاد قرآن اور حدیث کی روشنی یا اسلامی تقاضے کی بنا پر نہ تھا انگریزوں کی ایما اور ان کی اجازت پر مبنی تھا سب سے پہلے مولوی اسماعیل نے جو پہلا جہاد کا وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا۔

صاحب توارخ عجیبہ کا کہنا ہے کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی جب مقام پنج تار پینچے تو وہاں کے رئیس فتح خان نای نے شروع میں ان لوگوں کی خاطر تواضع کی یہ لوگ چند دن وہاں رہے لیکن ان دونوں (سید احمد اور اسماعیل) نے وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور ان کو بد عقیدہ اور بد مذہب ٹھہرایا (جیسا کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے سوائے متبعین کے تمام مسلمانوں کو شرک اور کافر قرار دے کر ان کے ساتھ جنگ کرنا ان کا مال لوٹنا جائز و حلال قرار دیا بعینہ اسماعیل اور سید احمد ان دونوں نے افغانی مسلمانوں کو بد مذہب اور بد عقیدہ قرار دے کر ان لوگوں سے لڑنے کی ٹھان لی) بات بڑھ گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو

میں ختم کر دیا۔

خون کے آنسو ج ۱ ص ۳۹

مولوی عاشق الہی میرٹھی تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ ص ۳۷۵ پر رقم طراز ہے ”مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی محمد حسین رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جنگ مسکی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

ارواح ثلاثہ ص ۱۷۳

نوٹ :- دیکھئے جناب اسماعیل دہلوی کے جہاد کی ابتداء مسلمانوں کے ساتھ ہوئی صرف یہی نہیں بلکہ نو عدد جنگ مسلمانوں ہی سے ہوئے جن کے مقامی نام یہ ہیں۔ (۱) جنگ اوتمان زئی، (۲) جنگ پنڈاول، (۳) جنگ زیدہ، (۴) جنگ بنڈ دوم، (۵) جنگ کیزڑی، (۶) جنگ کھلا بٹ، (۷) جنگ مردان، (۸) جنگ مایار، (۹) جنگ چھتر بائی ان جنگوں میں جو مسلمان مارے گئے ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف نمونہ کے طور پر سن لیجئے وہ یہ کہ مولوی غلام رسول مہر سید احمد شہید نامی کتاب کے صفحہ ۴۵۳ پر لکھتے ہیں۔

”(سید صاحب) خود تو پکچوا کر ایک اونچی جہلہ لائے پھر وائی خود نشست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو پہلے ہی گولے میں دو سواڑ گئے“

حقائق تحریک بالا کوٹ ص ۱۳۳

جنگ زیدہ کے بارے میں غلام رسول مہر لکھتے ہیں ”اس پورش میں یار محمد خان کے تین سوسا تھی مارے گئے۔

حقائق تحریک بالا کوٹ ص ۱۳۳

جب اسماعیل دہلوی صاحب نے مجاہدین تیار کرنے کیلئے قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں وعظ کہنے شروع کئے تو ان ہی واعظوں سے ایک وعظ ملاحظہ فرمائیے جس سے اس جہاد کی حقیقت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔
وعظ :- کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپن گورنمنٹ پر آئینہ آنے دیں۔

سوانح احمدی ص ۵۲ و حیات طیبہ ص ۴۲۳-۴۲۴

اب ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسماعیل دہلوی کے اس وعظ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کو نہ انگریزوں سے دشمنی تھی نہ سکھوں سے بیر تھا دشمنی تھی تو کلمہ گو اہل اسلام سے جن کو ہر مقام پر تحریر القریہ اکافر و مشرک کہتے رہے ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ مولانا کو سکھوں سے دشمنی تھی اور انہی کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں تو یہ بات تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے سکھوں کے ساتھ ان کی عداوت ہوتی تو سکھ ان کی لاشوں کو تلاش کر کے ان کی مزاریں ہر گز نہ بناتے بلکہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر

کے تلف کر دیتے۔ سوچئے یہاں تو معاملہ بھی کچھ اور ہے مورخ دہلوی کا بیان سنئے۔

”یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل) کی نعشوں کو شناخت کروا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالا کوٹ میں دفن کروادیا۔

حیات طیبہ ص ۴۴۳

مزید تسلی کیلئے اشرف علی تھانوی کی مصدقہ عبارت بھی پڑھ لیجئے۔
”انہوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو ہو جب وصیت کے جدا کر کے دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بہ تعظیم اکرام عام مزار تیار کیا۔

امداد المشتاق و شفاء امدادیہ ص ۶۱-۹۹

نوٹ :- کیا شیر سنگھ اور امر سنگھ مسلمانوں کے نام ہیں اور مسلمانوں کے ناموں کے ساتھ ”سنگھ“ استعمال ہوتا ہے نہیں ہر گز نہیں آج تک یہ کہیں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ناموں کے ساتھ یہ سنگھ کا لفظ استعمال کیا ہو۔ کیا دو قومیں جن میں ایک طرف مسلمان اور دوسری جانب سکھ نبرد آزما ہوں اور معاملہ کشت و خون تک پہنچ جائے تو مسلمانوں کو سکھوں اور سکھوں کو مسلمانوں نے سنبھالا ہے نہیں اور ہر گز نہیں مگر شیر سنگھ یا امر سنگھ کا اسماعیل کو دفن کرنا ایسے ویسے ہمیں بلکہ عز و احترام کے ساتھ کس چیز کی عکاسی کرتا ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے مگر صاف لکھا ہے کہ تلاش کر کے دہلوی صاحب کو شیر سنگھ نے دفن کیا پھر ان وہابیوں کا کہنا کہ سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ معاملہ کہاں تک حق بجانب اور درست ہے اگرچہ یہ سکھوں کے

اور سکھ ان وہابی لیڈروں کے باہم یک دگر ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تو سکھ ان کے قتل ہو جانے کے بعد دفن ہر گز نہ کرتے بلکہ ان کا قیمہ کر کے اپنی ایک ایک ضرب کا بدلہ لیتے۔ بس میں اور کچھ نہیں کہوں گا صرف ایک منصفانہ فیصلہ آپ سے طلب کروں گا وہ یہ کہ اسماعیل شہید ہے یا قاتل۔

اب آئیے ذرا دیوبندیت کے متعلق بھی کچھ بیان ہوتا ہے۔

دیوبند کی یاد دیوبندیت :- مولوی قاسم نانوتوی جب دینی تعلیم سے فارغ ہوا تو یہ وہابیت پھیلانے میں مصروف ہوا کیوں کہ یہ اپنے استاد کی تربیت سے بڑا سخت وہابی ہو چکا تھا۔ مولوی قاسم کا جو استاد تھا وہ اسماعیل دہلوی کا خاص حواری تھا اور بڑے پرلے درجے کا غیر مقلد وہابی تھا اس استاد کی تعلیم نے مولانا قاسم پر گہرا اثر کیا اسی کی بدولت یہ وہابیت کا مستعمل ہوا اس کو استاد نے دوران تعلیم میں تاکید اہدایت کی ہوئی تھی کہ جتنا ہو سکے سر توڑ کوشش کر کے لوگوں کو اپنے عقائد وہابیہ کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرنا اور ساتھ ترکیب بتائی کہ تبلیغی دورے کرنے کی بجائے ایک دینی مدرسہ کھول کر اس درسگاہ میں طالب علموں کو خوش اسلوبی اور احسن طریقہ استعمال کر کے وہابیت میں ڈھال لینا چاہئے اسی نکتہ کے پیش نظر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک درسگاہ بنام مدرسہ قاسمیہ دیوبند کے نام سے قائم کی اور اس میں سلسلہ تعلیم جاری کر دیا اسی درسگاہ کو آج کل دارالعلوم دیوبند کے نام سے پکارتے ہیں اس درسگاہ کا طالب علم جب اپنی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو وہ پورا پورا وہابیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑے فخر سے فاضل دیوبند کے

لقب سے ملقب کرتا پھرتا ہے اس مدرسہ کی طرز و فکر اور اعمال و عقائد کو مسلک دیوبندی یا دیوبندیت کہا جاتا ہے اس دیوبندی وہابی مذہب کی بنیاد جن پیشواؤں کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی غلیل احمد انیشہوی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی حسین علی والی پھر وی اب ان عمائدین اور قائدین کا مختصر طور پر ذکر سنیں، کیونکہ وہابی مذہب کے یہی صاحبان موصوف و موجد ہیں۔

پیشوائے اول :- مولوی اسماعیل دہلوی مسلک دیوبند کے پہلے اساس ہیں جس نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوش چینی کر کے وہابیت کا مجسمہ تیار کیا ان کا ذکر بلا تاخیر اور اراق گزشتہ میں ہو چکا ہے وہاں پلٹ کر سرخی تحریک اسماعیل دہلوی سے سرخی دیوبندی یا دیوبندیت تک ملاحظہ فرمائیں۔

پیشوائے دوم :- مسلک دیوبند کے دوسرے پیشوا کا نام مولوی قاسم نانوتوی ہے یہ مولوی مملوک علی کا شاگرد ہے جس نے مولوی اسماعیل کے وفات پا جانے کے بعد سارے ہندوستان میں دہابیت پھیلائی مولوی مملوک علی خود تو اس قدر کام نہ کر سکا کیونکہ یہ مولوی اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن اس نے اپنے شاگردوں سے کام لے کر خوب پرچار کیا یہ اپنے طور شاگردوں کو سخت تاکید کرتا تھا کہ اس زمانہ میں سب مسلمان کافر و مشرک ہو چکے ہیں سوائے وہابیوں کے کوئی مسلمان نہیں رہا مگر عام طور پر لوگ دہابیت سے نفرت کرتے تھے مملوک علی نے اپنے شاگردوں کو ایک طریقہ یہ بھی سکھایا تھا کہ تقیہ کئے جاؤ مگر وہابیت ضرور پھیلاؤ۔ خود رفع یدین نہ کر دو اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتے رہو مولوی مملوک علی خود اسی پر عامل تھا اس کے پاس جو شاگرد صحیح العقیدہ سنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتا تو ان کے سامنے یہ بزرگوں کی تعریف کرتا تھا اور گاہے بگاہے تقیہ ان کی ایسی تعظیم کر گزرتا جس کو وہ اپنے عقیدہ میں شرک و بدعت سمجھتا تھا چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ ”ایک روز سق ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آنکے ان کو دیکھ کر مولوی (مملوک علی) مع تمام مجمع کے کھڑے ہو گئے (یہی قیام تبغیسی ہے جسے وہابیہ شرک و بدعت کہتے ہیں)

امداد المشتاق ص ۱۹۱

فائدہ :- مولوی مملوک علی اپنے شاگرد مولوی قاسم نانوتوی کو یہ مشورہ دے رکھا تھا کہ تبلیغ کا بزاوریہ درس و تدریس سے کارگر ہو گا جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مولوی نانوتوی نے مدرسہ عربیہ قاسمیہ المعروف دارالعلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ میں کھول دیا بات صرف تعلیم تک محدود نہ رہی بلکہ مولوی قاسم نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا چنانچہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا مشہور عقیدہ جس کو وہ تقویت الایمان صفحہ نمبر اٹھارہاں پر لکھتا ہے ”اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن ہی میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے“ نوٹ :- اس مندرجہ عبارت مولوی اسماعیل پر معتبر علمائے کرام نے معاوضہ کیا کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علی وآلہ وسلم کی مثل کو ممکن تسلیم کیا جائے تو اللہ مجدہ الکریم کیلئے امکان کذب کا ماننا لازم آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کذب سے پاک اور منزہ ہے کیونکہ کذب جیسی قبیح صفت کا زیر قدرت ہونا محال عقلی ہے مولوی دہلوی کے اس عقیدہ کی تائید میں مولوی قاسم نانوتوی امام دیوبندیت نمبر دوم نے حضور علیہ السلام کے مثل و نظیر کے امکان کی دلیل کہیں سے کرید کرید کر ایک اثر ابن عباس تلاش کر ہی لیا اور خوش ہوا کہ اوہو بات بن گئی ہے ہمیں اپنے پیشوا کی عبارت کی تائید میں حدیث مل گئی وہ حدیث یہ ہے۔ قال ابن عباس فی کل ارض ادم کتابکم و نوح کنو حکم و ابراہیم کا براہیم کم و عیسیٰ کعیسیٰ کم و بنی کنیکم۔ اس اثر کو اپنا موید سمجھ کر ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام ”تخذیر الناس عن اثر ابن عباس“ ہے اس کتاب کے چند اقتباس پیش کئے جائیں گے جس سے اس مصنف کا حال بھی روشن ہو جائے گا۔

اثر ابن عباس کی حقیقت

اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ کہا ہے اور شاذ ضعیف ہوتی ہے چنانچہ نخبة الفکر میں لکھا ہے کہ اگر راوی زیارت کی اس سے قوی تر کے ساتھ مخالفت کی جائے تو اس کو ارجح یعنی قوی تر کو محفوظ کہتے ہیں اور ضعیف یعنی مرجوح کو شاذ کہتے ہیں۔ بے شک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کیلئے ہے جیسا کہ زمین پر خلقت ہے پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل بیچ پوچ ہے اور باوجود اس ضعف کے یہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبیین کے برخلاف ہے اور حدیث لانی بعدی اور اجماع جو اس پر ہو چکا ہے اس کے بھی مخالف ہے اس لئے کہ یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اثر حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہی وارد ہوئی ہوگی اور خبر امام جب مخالف قرآن و اجماع و صحیح حدیث کے ہو تو اس کا کیا اعتبار ہے چہ جائیکہ اثر شاذ ہو پھر کیفیت طبقات میں اختلاف ہے مگر نے کہ ہے کہ وہ طبقات ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر طبقہ نہیں سوا فضل کے برخلاف آسمانوں کے اور یہ بھی کہا ہے کہ سات زمینیں ایک دوسرے پر طبقے ہیں اور ہر زمین میں فاصلہ ہے پس پہلے دو قول صریح دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ان زمینوں میں کوئی جاندار چلنے پھرنے والی خلقت نہیں

ہے اور انہیں حضرت ابن عباسؓ سے جب نافع بن ارزق نے پوچھا تھا کہ زمین کے نیچے بھی کوئی خلقت ہے تو آپ نے جواب دیا تھا کہ ہے پھر پوچھا وہ کیا خلقت ہے آپ نے جواب دیا کہ یا فرشتے ہیں یا جن پس اس روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔

تقدس الوکیل ۱۳۲-۱۳۳ ہجری شفا الصدور

اب مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے جو مولوی قاسم صاحب کا تشخص ظاہر کریں گی وھو ہذا (۱) ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فرق نہیں۔

تحذیر الناس ص ۳

(۲) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ (امتی) بڑھ جاتے ہیں۔

تحذیر الناس ص ۵

(۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرض نہیں آئے گا۔

تحذیر الناس ص ۶

نوٹ :- العیاد باللہ! دیکھئے جناب من ارشاد قرآنی خاتم النبیین کا معنی لا

نبی بعدی پر تمام امت محمدیہ کا اجتماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ آخری نبی ہیں اور یہ تاخر زمانی حضور علیہ السلام کے فضائل میں سے ایک مخصوص فضیلت ہے دوسرے کتنا ہی کوئی شخص امتی جو محنت شاقہ سے صالح اعمال کے حصول میں منہمک رہے نبی تو نبی ہے صحابہ نبی کے مقام و مراتب کو بھی نہیں چھو سکتا چہ جائیکہ بڑھ جائے تیسرے یہ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا یہ عقیدہ قطعاً ناحق اور باطل الالباطل ہے اس کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو دروازہ نبوت کھل جائے گا جس کے کھلنے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آ جائے گا یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف مولوی قاسم کا نہیں بلکہ تمام دیوبندی اسی عقیدہ پر کاربند ہیں اور کتاب تحذیر الناس کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے علمائے حق کے ساتھ مناظرے اور مجادلے کرتے ہی رہتے ہیں اب آگے چلے اور پیشوائے دیوبندیوں کے تیسرے قائد کی حقیقت کو سن کر دماغ کے ایک اور گوشے کو روشن کر لیجئے۔ تاکہ معلوماتی خزانہ میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔

پیشوائے سوم:- دیوبندیوں کو تیسرے پیشوا کا نامی نامی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی ناظم درس دیوبند کے وفات پا جانے کے بعد اس نے مدرسہ دیوبند کا اہتمام و انتظام کے عہدہ کو سنبھالا اور وہابی مذہب کی خوب اشاعت کی کیوں کہ یہ بھی مولوی مملوک علی کا شاگرد ہی تھا جو مولوی اسماعیل دہلوی کے خاص حواریوں میں تھا اور نہایت بد عقیدہ شخص تھا اور کٹر وہابی تھا اپنے شاگردوں کو کہتا تھا کہ گو

مرے والد نے میرا نام مملوک علی رکھا ہے مگر یہ نام مشرکانہ ہے اس میں تملیک کی نسبت علی کی طرف ہے اس لئے میں نے اپنا نام بدل کر مملوک العلّی رکھ لیا ہے اب مجھے ملوک العلّی کے نام سے پکارا اور لکھا کرو اس نام کے تبدیل ہونے کی شہادت میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

”مولانا شیخ محمد صاحب نے اپنے استاد کا نام بجائے مملوک علی کے مملوک العلّی لکھا ہے کیوں کہ حضرت علی کے نام کے ساتھ الف لام داخل نہیں کیا جاتا۔“

اضافات الیومیہ ص ۲۱۳ جلد ۷

”مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے عربی استاد کی بدولت ان سے اتنا متاثر ہوا کہ یہ بھی بزرگان دین اور محبوبان خدا کا دشمن ثابت ہوا اس نے جب اپنے علاقہ گنگوہ میں بسلسلہ تبلیغ کام شروع کیا تو وہابیت کا پرچار کرنے لگا اس کی تبلیغ سے پہلے اس علاقے کے باشندے سب کے سب سنی تھے اس لئے اس کی وہابی تبلیغ سے یہ علاقہ متنفر ہونے لگا اس نے اپنے وہابی عقیدہ پر نقاب ڈالنے کیلئے ایک چال چلی وہ یہ کہ سوچا ظاہری طور پر کسی بزرگ سے بیعت ہو جانا چاہئے چنانچہ اسی خیال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے شرف بیعت حاصل کر لیا یہ مرید تو ہونے کو ہو گیا مگر درپردہ پیر کے عقائد سے الگ ہو کر اپنے مشن اور پروگرام کے مطابق مخالفت کرتا رہا چاہئے تو یہ تھا کہ صدق دل سے اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلتا مگر شومئی قسمت یہ ویسے کا ویسا رہا نا چیز یہ الزام نہیں لگا رہا اس کی تصدیق ان کے گھر ہی سے سنئے۔“

تصدیق:- یہ واقعہ ہے حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت

مولانا گنگوہی کے مسلک میں کسی قدر فرق تھا۔

اضافات ایومیہ ۳۸۰ ج ۲

نوٹ :- جب تک حاجی امداد اللہ صاحب اپنے ملک ہندوستان میں رہے تو گنگوہی صاحب بلحاظ مرشد کچھ دبے رہے اور درپردہ سی وہابیت کا کام کرتے رہے جس وقت حضرت حاجی صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہو کر کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرنا شروع کر دی اور حضرات مشائخ پر شرک کے فتوے صادر کرنے شروع کر دیئے اور ذکر الصالحین کرنا بھی ناجائز و حرام قرار دے دیا اب مولانا رشید احمد کے چند فتاوے ملاحظہ کیجئے اور خود اندازہ لگائیے کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہتے کیا ہیں۔

فتویٰ :- (۱) ماہ محرم الحرام میں حضرت امام حسینؑ کا ذکر کرنا اور ان کے ایصال ثواب کیلئے شربت پلانے کے متعلق رشید احمد صاحب یہ فتویٰ دیتے ہیں۔

”محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کا کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یاد و دھ پلانا سب نادرست اور تلبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔“

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۳۵

(۲) سوال : پیران کلیر (شریف) وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کیلئے جاناد درست ہے یا نہ جواب : درست نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۵۵

نوٹ :- دیکھئے! فتویٰ نویسی مولوی رشید گنگوہی کی ذکر امام حسین کو حرام اور بزرگان دین کے شہر میں برائے تجارت تک جاناد درست نہیں۔ غیر وہ وغیرہ ابراہیم کے تعصب کا کہ اس ک بھی کوئی حد ہوتی ہے یہاں ایک دل سوز فتویٰ اور بھی سنتے جائیے جس سے گنگوہی صاحب کی رسول دشمنی مترشح ہوتی ہے ”مولود شریف (ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عرس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو..... اس زمانہ میں درست نہیں۔“

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۱۰

فائدہ :- اے قارئین کرام اس کا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اس زمانہ میں ناجائز ہے۔

میرے عزیز بھائیو! یہ عقیدہ بالکل ہی غلط ہے میلاد شریف منانا اور اس میں دیگر اوصاف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنا یہ تمام امور جائز و حلال اور مستحسن موجب خیر برکات ہیں لہذا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کما جاء فی الحدیث ”ماراہ المؤمنون حسن فہو عند اللہ حسن“ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ فعل عند اور بھی اچھا ہوتا ہے اسی فتاویٰ میں ایک مقام پر گنگوہی یہ گوہر ریزی بھی فرماتے ہیں وہ فتویٰ بھی سینے پر ہاتھ رکھ کر سن لیجئے وہ لکھتا ہے کہ لفظ ”رحمۃ العالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔“

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۰

فقط اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس فتویٰ پر خود عمل کر کے لوگوں کو رحمت اللعالمین کا وصف غیروں پر استعمال کر کے ثبوت بھی پیش کر

دیا چنانچہ جس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے وصال فرمایا تو ان کی یاد میں مولوی رشید گنگوہی اس طرح پکار رہے تھے ”بار بار فرماتے تھے ہائے رحمت اللعالمین ہائے رحمة العالمین۔“

اشرف السوانح ص ۵۳ ج ۳ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۷۳ نوٹ :- دیکھئے صفت جو خاصہ رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے انکار کیا جا رہا ہے حالانکہ قرآن مجید کی صریحاً آیہ شریفہ موجود ہے وما ارسلناک الا رحمة العالمین یعنی اے محبوب ہم نے تجھ کو دو نون جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس آیہ پاک کی تفسیر علامہ اسماعیل حقانی نے تفسیر روح البیان میں اس طرح بیان فرمائی ہے: ”آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ کبھیج مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و غیبیہ وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ و غیرہ ذالک تمام جہانوں کیلئے عالم ارواح میں یا عالم اجسام ذو العقول ہوں یا غیر ذی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔“

تفسیر خزائن العرفان، تفسیر روح البیان فائدہ :- دیکھئے اس دیوبندیت کے تیسرے پیشوا نے کتنا تعالیٰ اور انانیت سے بھرپور ہو کر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاٹا ہے حالانکہ مولوی دوست محمد قریشی سابق صدر تنظیم اہل سنت ملتان جو عقیدہ بھی انہی کا ہم نوالہ وہم آلہ تھا وہ اپنی ایک کتاب میں اس لفظ کو یا ہر اس صفت کو جو قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال ہے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختص ہے بلفظ

”قرآن مجید میں جو صفحات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیلئے مختص کئے گئے پس مخلوق میں کسی کو حضور کے برابر ماننا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات میں اور کسی کو شریک کرنا) شرک فی النہوت ہے۔“

اہل سنت پاکٹ بک ص ۳۴۹
اس مقام پر اس سے زیادہ ہم کچھ اور نہیں کہنا چاہتے مگر رسول عربی کی وفادار امت ذرا بھی عشق و ایمان کی غیرت رکھتی ہو تو اپنے آقا کے حرماتوں کے خلاف وہابی یا دیوبندی جماعت کے ان شرم ناک منصوبوں کو خاک میں ملا دے اور وہابی جماعت کو بھی خبردار ہونا چاہئے کہ آج بھی رسول عربی کے دیوانے اپنی جان کا مصرف خوب جانتے ہیں جیتے جی وہ دنیا میں کوئی دوسرا اور رحمت اللعالمین سنیں بنے دیں گے اور ہم ہر ایسے گستاخ کو گستاخیوں کا منہ توڑ جواب دیتے رہیں گے۔

اے ناظرین رسالہ صاحب اس بات کو ذرا سوچیں تو سہی ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل عمیمہ اور الطاف شمیمہ کا انکار اور ساتھ دعویٰ بھی امتی ہونے کا۔

واحسر تاویا - غاہ

پیشوا چہارم :- دیوبندیوں کا چوتھا پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی سے سارے دیوبندی حضرت مولوی اشرف علی کو اپنا حکیم الامت مانتے ہیں اس نے اپنے میلاد نامے میں خود لکھا ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور میرا نام بھی اس مجذوب نے تجویز کیا تھا میری والدہ کو اس نے تسلی دی پہلے تو تیرے بیٹے مر جاتے تھے اب کے نہیں

میں گے اور تیرے دو فرزند ہوں گے ایک کا نام اکبر علی خان اور دوسرے کا اشرف علی رکھنا میری والدہ نے اسی بیچ پر میرا نام اشرف علی رکھا اور اس مجذوب نے قبل از وقت میری ماں کو کہا کہ اشرف علی بڑا مولوی بنے گا چنانچہ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی اس بزرگ کی دعا و خبر سے بڑا عالم فاضل بنا مولوی اشرف علی نے اپنے عقیدہ کی اور اپنے خاندان کے عقیدہ کی خود ترجمانی اس طرح کی ہے۔

”ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں (وہابیوں) کے خلاف تھا صاحب سماع (قوالی سنتے) تھے اور اس میں غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا مگر باتیں ماموں کی حکیمانہ ہوتی تھیں ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کسی دوسرے کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گٹھڑی نہ اٹھوا دینا“

اضافات الیومیہ ص ۷۹ ج ۵

نوٹ :- کیسی سچی حکیمانہ پیش گوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی کہ تھانوی صاحب دوسروں کو بدعتی و کافر کہتے کہتے اور حضور علیہ السلام کی توہین کر کے اپنے ایمان کی گٹھڑی اٹھوا ہی بیٹھے اب اس چوتھے قائد دیوبندیہ کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے اس کی بے ادبی گستاخی ضلالت اور گمراہی مترشح ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے متعلق ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے پر ابولہب جیسے کافر کو آخرت میں صلہ ملا مسلمان اگر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائیں تو انہیں ثواب ملے گا یا نہیں اس سوال کا

دیوبندیوں کے چوتھے پیشوا کا جواب سنئے ”ہماری خوشی جائز ہوتی اگر دلائل شریعہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح اور غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے“

کمالات اشرفیہ ص ۴۴۴ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۶۶
نوٹ :- مباح ہر وہ فعل ہے جس کے کرنے سے انسان مجرم نہیں ہوتا اور جو کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اس پر ثواب ضرور ملتا ہے۔ کمالات اشرفیہ کی عبارت سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میلاد پاک منانے کی خوشی مباح بھی نہیں کیوں کہ اس میں مباح وغیرہ مباح مخلوط ہے مگر یہ دیوبندیہ کے پیشوا کا عندیہ قطعاً منظور نہیں اس لئے کہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعت عرب و عجم کے نزدیک میلاد شریف کا پڑھنا پڑھانا اور اس پر خوشی منانا وغیرہ موجب خیر و برکات ہے اور مولوی عبدالحی لکھنوی جو انہی کا ہمدرد ہے وہ بھی لکھتا ہے کہ ”نفس ذکر مولد بدعت و ضلالت نیست بدو وجہ اول ذکر مولد عبارت است ازیں کہ ذکر آیتے از آیات قرانیہ یا حدیث نبویہ کہ تلاوت کردہ و در شرح آنقدرے از فضائل نبویہ معجزات احمدیہ و برخی از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارق کہ بوقت ولادت و قبل ازاں ظاہر گردیدند و امثال آل بابیان سازد..... و وجود اس حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بودم اگرچہ مسمی ہاں تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجلس وعظ تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت سے کردند“

فتاویٰ عبدالحی جلد نمبر ص ۴۲-۴۳

اظہار محبت :- ہم اگر آقائے دو جہان کے میلاد شریف میں اظہار

محبت کو بروئے کار لائیں اور میلاد یہ خوشی منائیں تو نہ جانے مخالفین و منکرین ہمیں کیسے کیسے گھٹاؤ نے الزام دیں اگر بات ان کی اپنی ہو تو اس بات کو آئی گئی کر کے یک لخت الزام تراشی اور فتوے لگانا وغیرہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اس سلسلہ اظہار محبت میں ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کا سنئے جس سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے سنئے! مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک پیارے مرید نے اپنا حال اس طرح ظاہر کیا ہے۔

”میرے دل میں یہ بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضور کے نکاح میں“ اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔

بحوالہ اشرف السوانح ج ۲ ص ۲۸ تبلیغی جماعت ص ۶۷
 انوکھی منطق :- میرے دوستو! اگر ہوش و حواس گم نہیں ہو گئے تو سوچئے یہ کیسی عجیب منطق ہے اگر مسلمان مل کر عید میلاد النبی کا جلسہ منعقد کریں اور اس میں محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر خیر سن کر اظہار محبت کریں اور خوشیاں منائیں تو ان کیلئے تو ثواب ہی نہ ہو مگر دوسری جانب جب تھانوی کا ایک مرید تھانوی کی منکوہ بننے کی خواہش کر کے اپنی اس تمنا پر اظہار محبت کرے تو تھانوی صاحب مرید کے اس خیال کو اظہار محبت تصور کرتے ہوئے یوں کہنے میں دم نہ توڑے اور کہے کہ یہ تیری محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ فیا للعجب ہیا للعجب اللہم احفظنا من مکا مدہم والخرافا تہم

پیشوائے پیغم :- دیوبندیوں کے پانچویں عمائد و قائد کا نام مولوی خلیل احمد ہے یہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی کا دست راست ہے اور عسا کر کذب کا بڑا سپہ سالار ہے تمام دیوبندیوں سے اس کا نمبر بڑا ممتاز ہے، کیوں کہ اس نے عقائد نامہ علمائے دیوبند لکھ کر ان تمام حضرات کی ترجمانی کی ہے۔

نوٹ :- دیوبندیوں کی وہ عبارات اور عقائد جو ان حضرات کے پیشواؤں نے اپنی اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھے ہیں وہ نقل کر کے علمائے حرمین الشریفین کی خدمت میں پیش کئے اور ان سے پوچھا کہ دیوبندیہ کی ان عبارات سے جو عقائد مترشح ہیں یہ حق ہیں یا باطل تو علمائے عرب نے ان عبارات کو پڑھ اور سوچ سمجھ کر تحریر اجواب دیا کہ یہ عقائد سراسر بے بنیاد اور غلط ہیں اور منقولہ عبارات بھی کفریہ ہیں ان عبارات کے مصنف اور ماننے والے اگر مطلع کرنے کے بعد بھی انہی عقائد پر ڈٹے رہیں تو وہ بھی کافر ہونے سے مامون نہیں رہ سکتے یہ تمام تفصیل معلوم کرنی ہو تو ”حسام الحرمین“ کو پڑھئے جب ان علماء حرمین کے جواب کو دیوبندیوں نے دیکھا تو دیوبندیوں نے اپنے بچاؤ کی صورت یہ بنائی کہ یہ کام مولوی خلیل سرانجام دے اور ہم کو اس دلدل سے نکال لے بس یہی بچاؤ کی صورت ہے وگرنہ ان علمائے حرمین کی زد سے بچنا بڑا مشکل ہے اب جب یہ طے پایا کہ مولانا خلیل صاحب ہی کوئی صورت پیدا کریں تو موصوف نے ایک کتابچہ عقائد علمائے دیوبند بنام ”المہند“ ترتیب دیا جس پر اور چالیس دیوبندی علماؤں کے دستخط بھی ہیں۔ ملاں موصوف نے بڑی چابکدستی اور دلیری سے کذب و افتراء کا نقاب اوڑھ

کر ان عبارات کا صاف انکار کر دیا اور کہا یہ عبارات ہماری کسی کتاب میں نہیں ہیں جو ہماری طرف منسوب کر کے لکھی گئی ہیں حالانکہ وہ عبارات جن کا صاف انکار کیا جا رہا ہے اب بھی موجود ہیں دیکھئے تحذیر الناس کا ص ۳، ص ۷، ص ۲۸ اور حفظ الایمان تغیر العنوان ص ۱۳/۸ براہین قاطعہ کا ص ۵۱-۵۲ مگر حیران کن یہ بات ہے کہ یہی کتابیں جن میں یہ عبارات موجود ہیں بازار سے دستیاب ہیں اور ان میں یہی تحریرات موجود ہیں جن کا انکار ہو رہا ہے۔ آئیے اب اسی پیشوائے پیغم دیوبندیہ کی کتاب کے چند اقتباسات سنئے اور اس علامہ کے علمی جواہر ریزے دیکھئے جن سے موصوف کے گستاخ ہونے کا منظر سامنے ابھر آئے گا۔

(۱) شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان و ملک الموت کیلئے محیط زمین کی وسعت علم و دلیل شرعی سے ثابت ہے اور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے اس مفہوم کو مولوی خلیل احمد نے اس طرح لکھا ہے۔

”الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۲) ”اعلیٰ علین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔“

براہین قاطعہ ص ۵۲

(۳) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

براہین قاطعہ ص ۱۳۸

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۵) ایصال ثواب کی غرض سے کھانے کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ یا قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر ہدیہ میت کو کرنا رسم ہنود کہتا ہے لکھتا ہے۔ ”تشبیہ ہنود کا یہی اس میں مقرر ہے کیوں کہ تمام ہنود میں رسم ہے اور ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں جس کا دل چاہے ہنود سے تحقیق کر لے پس مفتیان دیندار رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے“

براہین قاطعہ ص ۷۹

براہین قاطعہ جیسی پوہڑ کتاب جس وقت منظر عام پر آئی تو علمائے کرام نے اس کے مسکت جواب لکھے چنانچہ اسی سلسلہ میں مولانا

غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد اینٹھوی کے مابین ریاست بہاول پور کے مقام پر ایک تاریخی مناظرہ بھی ہوا تھا اس مناظرہ کی مختصر روداد پیش خدمت کی جاتی ہے۔

مناظرہ :- ان ہی دنوں میں مولوی خلیل احمد ہندوستان سے وہابیت لے کر ریاست بہاولپور میں وارد ہوا اور یہاں سے قبل ازیں ریاست بہاولپور وہابیت سے بالکل پاکیزہ تھی تمام کے تمام لوگ مذہب حقہ پر متحد و متفق اور ان لوگوں کی اکثر نسبت پیر چاچاں شریف حضرت غلام فرید چشتی سے تھی ریاست کا نواب بھی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھا اور اس کی نسبت بھی حضرت غلام فرید چشتی سے تھی جب ملاں سہارن پوری نے وہابیت کے اصولوں کی تبلیغ شروع کی تو فوراً ولی ریاست نے مولوی غلام دستگیر قصوری کو بہاولپور میں بلایا اور ۱۳۰۶ھ میں مولوی خلیل سے مناظرہ کروادیا اس مناظرہ میں بطور حکم اپنے پیر صاحب کو مدعو کیا اور مناظرہ کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دینے کیلئے عرض کیا پیر صاحب نے بھی مناظرہ کی صدارت منظور کر کے ہر دو علماؤں کے مناظرہ کی سماعت کر کے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی خلیل احمد کا عقیدہ وہابیانہ ہے اور یہ بے ادب سے مولوی غلام دستگیر کے مسائل درست اور معیار اسلام پر ہیں نتیجہ یہ کہ خلیل احمد نے شکست کھائی چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہو کر شب کو چلنے والی گاڑی پر سوار ہو کر ریاست سے بھاگ نکلا۔

تذکرہ الخلیل ص ۹۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۶۳ پیشوائے ششم :- اس کا نام مولوی حسین علی واں پھروی ہے اس نے

ہمارے علاقہ یعنی پنجاب میں وہابیت کا پودا تقریباً اسی نے پروان چڑھایا ہے موضع واں^۱ ضلع میانوالی کا ایک گاؤں ہے اس کے ایک زمین دار گھرانے میں مولوی حسین علی پیدا ہوا ان کا باپ میاں محمد اور دادا میاں عبداللہ (دلہ) ایک سیدھے سادھے صحیح العقیدہ مسلمان تھے لیکن بد قسمتی سے یہ ان کا فرزند حسین علی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہندوستان میں جا پہنچا اور وہاں جا کر مولوی محمد حسن کانپوری پھر مولوی مظہر دیوبندی سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اس کے بعد رئیس الودابیہ رشید احمد گنگوہی سے تعلیم کی تکمیل کی پھر گھر واپس لوٹے یہاں پہنچتے ہی وہابیت کا پرچار شروع کر دیا گویا مولوی حسین علی نے بھی سابقہ دیوبندیہ سپوتوں کی طرح خوب نمبر لئے اور نہایت بے ادب اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہوائی زمانہ مولوی غلام اللہ خاں راول پنڈی والا اسی کا تیار کردہ اسلام پر کفر باز بمبار تھا۔ مولوی حسین علی جناب عمدۃ الواصلین قدوة السالکین حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے مگر اعتقاد غیر مقلدانہ رکھتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے بھی منکر تھے اور سلسلہ چشتیہ کے بھی سخت مخالف تھے۔

مہر منیر ص ۷۴۳

۱۔ نکتہ عجیبہ :- حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حافظ مولانا سید فخر الدین شاہ صاحب زیب استانہ عالیہ و زچہ شریف نے بوقت ملاحظہ نسخہ ہذا ایک عجیب و غریب نکتہ بیان فرمایا ناچیز مولف اسے بدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نجد کے حرف (نجد یہ وہی نجد ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا برکت

مولوی حسین علی نے جب اپنے دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر کے وہابی بنانا شروع کیا تو علمائے ربانین نے اس کے خیالات و عقائد کا ردِ بلخ کرنے کیلئے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء وال بھڑال کے طبقہ رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ وہابیت کے استیصال کرنے کیلئے شہنشاہِ ولایت پیر ہدایت سیدی و مرشدی مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا پیر صاحب کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی جس وقت اس دعوت نامے کی خبر مولوی حسین علی کو ہوئی تو اس نے بھی اپنے رب کو برقرار رکھنے کیلئے پیر صاحب کی طرف تحریر اطلاع دی اس تحریر میں لکھا کہ جب آپ یہاں آئیں گے تو آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ کیا جائیگا اب اس مناظرہ کی مختصر کہانی پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیے۔

سے محروم رکھا اور اسی علاقہ میں محمد ابن عبد الوہاب موسس مذہب وہابی کا ظہور ہوا) بحساب ابجد یعنی ۵۰ + ۳ + ۴ کے اعداد جمع ستاون ہوتے ہیں بعینہ اس طرح وال کے حروف (وال بھڑال جو غربی پنجاب ضلع میانوالی میں واقع ہے یہ مولوی حسین علی کا مکس ہے غالباً جو اس علاقہ کا موسس مذہب وہابیہ ہے) بحساب ابجد یعنی ۶ + ۱۱ + ۵۰ کے اعداد بھی مجموعہ کے لحاظ سے ستاون ہی ہوتے ہیں جس سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ نجد اور وال کے عددی تناسب نے ثابت کر دیا کہ پہلے وہابی مذہب نامہ مذہب نجد سے ظاہر ہوا پھر وال میں مولوی حسین علی نے اسی مذہب وہابی کی ترویج کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان کے گندے عقائد سے بچائے آمین۔

مناظرہ مابین سیدی و مرشدی پیر مہر علی شاہ گولڑوی و حسین علی وال بھڑال

وعدہ موعودہ کے مطابق رؤسا وال نے پیر صاحب کو منگوا لیا آپ کے ہمراہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی تھے آتے ہی آپ ملک مظفر بھڑال کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ کی قیام گاہ بنی ہوئی تھی اس کے بعد مولوی حسین علی کو بلوا کر مناظرہ شروع کروادیا چنانچہ مولانا فیض احمد فیضی صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

”..... مولوی غلام محمد گھوٹوی کہتے ہیں حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم مولوی حسین علی کے پاس بیٹھ جاؤ میں حسب ارشاد ان کے پاس جا بیٹھا مولوی حسین علی کی دائیں جانب مولوی فضل کریم بندیا لوی اور بائیں جانب میں (مولوی غلام محمد صاحب) بیٹھا تھا۔ حضرت نے مولانا کی طرف منہ مبارک پھیر کر فرمایا مولوی صاحب آیہ مبارکہ قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ ط اس پر آپ کا ایمان ہے مولوی صاحب نے فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا ایمان نام سے تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں ان میں پانچ مردود ہیں اور ایک مقبول وہ کیا کیا ہیں اس کے بعد حضرت نے اس موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔

مہر منیر ص ۴۳۹

تقریر تاجدار گولڑہ شریف :- حضرت گولڑوی کی تقریر کا حاصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم ماکان و مایکون کے قائلین

آپ کے نزدیک اگر مسلمان ہیں تو نزاع ہی نہیں اگر کفر ہیں تو کفر ایمان کی ضد ہے اور ایمان سے تصدیق سے اور تصدیق چھ قسم کی ہیں جن میں سے ایمان شرعی میں فقط ایک قسم ہے جو مقبول ہے اور باقی پانچ مردود ہیں ان کے اقسام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ قائلین علم ماکان و مایکون میں کونسی قسم نہیں پائی جاتی اور آپ میں وہ پائی جاتی ہے جس بناء پر آپ انہیں کافر کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے آیہ شریفہ مندرجہ بالا قل لا یعلم..... اور اس آیہ کے معارض آیہ فلا یظہر علی غیبہ احدا من ارتضی من الرسول وغیرہ بھی تلاوت فرمائی اس کا جواب دینے کی بجائے مولوی حسین علی صاحب سر نیچا کر کے خاموش بیٹھے رہے تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اس پر میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے کہا آپ خاموش ہیں اور میدان مناظرہ گرم ہے کچھ منہ سے بولے چپ کا وقت نہیں مولوی صاحب نے سر اٹھایا حضرت نے پھر تقریر شروع کی اور مولوی حسین علی پھر مراقبہ میں چلے گئے اور حضرت نے تقریر ذرا بسط سے فرمائی مگر مولوی صاحب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو چپ چاپ رہے آخر ہم دونوں نے پھر انہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی تو مولوی صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں معمولی ملاں ہوں موٹے موٹے مسائل جانتا ہوں ان باریکیوں کو میں نہیں جانتا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے بٹھانا چاہا مگر مولوی صاحب نہ ر کے تیزی سے باہر نکل گئے۔

نوٹ :- مولوی حسین علی حضرت علامہ سیدی مرشدی فاضل گوڑوی کے مناظرہ میں پہلے مرحلے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور زباں حال سے کہا کہ میں معمولی ملاں ہوں اتنی باریکیوں کو نہیں جانتا پھر خاموشی سے روافر اختیار کی بعض مشاہدین مناظرہ کا کہنا ہے کہ جس وقت مولوی تیزی سے مجلس مناظرہ چھوڑ کر چلے گئے تو ان پر علامہ گوڑوی کا رعب اس قدر چھایا ہوا تھا کہ مولوی حسین علی کی چادر بوجہ خوف دہرا اس پسینے سے تر بہ تر تھی بعض تو کچھ اور..... بھی کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا محبت النبی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ کا بیان ہے کہ بعض متوسلین کے ایمان پر صاحب نے تصدیقات کی تعریف اپنی زبانی یوں بیان فرمائی۔

اول تصدیق :- بذلتہ ہے یعنی کسی صفت یا دلیل کے بغیر مان لینا۔

دوم تصدیق :- بعنت ذلتہ ہے مثلاً ولئن سالتہم من خلق اسمائوت۔

سوم تصدیق :- مثلاً ایک تکلیف پیش آئی جو خدا کے نام لینے سے ٹل گئی یہ ایک حال پیدا ہو گیا جس میں دل خود بخود اپنے حال کی وجہ سے تصدیق کرنے لگا۔

چہارم تصدیق برہہ :- ہے جسے عالم کی پرورش اور ربوبیت عامہ کو دیکھ کر ماننا۔

پنجم تصدیق بعنت ربہ :- اس کی ربوبیت خاصہ کو دیکھ کر تصدیق جیسے پتھر میں کیڑے کو رزق دینا ذاتی احسان کا خیال آیا یا احسان کے زیر تجربہ

آنے پر تصدیق۔

ششم تصدیق بامر ربہ :- اللہ کے حکم کی وجہ سے تصدیق یہی تصدیق مقبول ہے پہلی پانچوں جبری ہیں فقط چھٹی اختیاری ہے اور ایمان اختیاری ہی مقبول ہے۔

اے میرے مخلص بھائیو! آپ کو چھٹے پیشوائے دیوبند یہ کابلان علم تو ضرور معلوم ہو گیا ہو گا اب آئیے اور چند عقائد دیوبند یہ ملاحظہ فرمائیے تاکہ یہ معلوم ہو جائے دیوبندی کوئی الگ شے نہیں ہے بلکہ یہ بھی سب وہابی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱ :-

دیوبندی عقائد :- (۱) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کوئی وکیل اور سفارشی سمجھے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سوا ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۶

عقیدہ نمبر ۲ :- غیب کی بات اللہ جانتا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا خبر۔

تقویۃ الایمان ص ۳۴

عقیدہ نمبر ۳ :- کسی (نبی، ولی، پیر امام شہید) کی قبر پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

تقویۃ الایمان صف ۲۳

عقیدہ نمبر ۴ :- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا ہے ”میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“

تقویۃ الایمان ص ۳۵

فائدہ :- حدیث پاک کی کسی کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں ہے جس کا ترجمہ یہ بنالیا گیا ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں بلکہ اس کے برعکس ابن ماجہ شریف جو صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں یہ حدیث موجود ہے نبی اللہ حی یرزق یعنی اللہ پاک کے بھیجے ہوئے نبی زندہ ہیں اور وہ رزق دیے جاتے ہیں اور طبرانی شریف میں مروی ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اب ناچیز مولف ذریت وہابیہ کو چیلنج کرتا ہے کہ تمام اکابر و اصاغر مل بیٹھ کر کوئی ایک ایسی حدیث تلاش کر لائیں جس کا ترجمہ یہ ہو سکے جیسا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ان سے کبھی نہ ہو سکا ہے نہ ہو سکے گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

عقیدہ نمبر ۵ :- اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن کن کے حکم

سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویت الایمان ص ۱۸

عقیدہ نمبر ۶:- اللہ کا سا علم اور کیلئے ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے..... خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کی اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویت الایمان ص ۷

عقیدہ نمبر ۷:- ایک ختم ہے اس میں یوں پڑھتے ہیں ”یا عبد القادر جیلانی شیاء للہ غرضیکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے بوشرک کی آوے یا بے ادبی کی آوے۔

تقویت الایمان ص ۳۳

عقیدہ نمبر ۸:- سو اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

تقویت الایمان ص ۳۵

عقیدہ نمبر ۹:- نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں..... بنی آدم ہونیکی وجہ سے آپ کو بھائی کہا تو خلاف نص کے کہہ دیا

براہین قاطعہ ص ۳

عقیدہ نمبر ۱۰:- انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۲۶

اے ناظرین صاحبان! اب یہاں سے ورق الٹ کر وہابی نجدی عقائد اور

دیوبندی عقائد کا موازنہ کر لیجئے گا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فی الواقعہ یہ دونوں مسلک دو قالب یک جان ہیں اب یہاں تقویت الایمان کا جائزہ لئے چلتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کتاب کی دیوبندیوں کے نزدیک کتنی اہمیت حاصل ہے اور اس کتاب کے متعلق صاحب کتاب کے قریبی رشتہ دار کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی جس کو شہید کا لقب دیا جاتا ہے حالانکہ ہماری نگاہ میں شہید نہیں بلکہ قاتل ہے بہر حال تقویت الایمان نامی کتاب اسی اسماعیل کی تصنیف جو دراصل ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا خلاصہ ہی ہے یا پوں جانئے کہ کتاب التوحید بزبان عربی ہے اور تقویت الایمان بزبان اردو ہے اس کتاب میں اول سے لے کر آخر تک جو لکھا ہے اس کی تعلیم سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا بلکہ سب کے سب کافر و مشرک ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ مصنف صاحب خود بھی اپنے فتوؤں کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے یہ عقائد نامہ جو ابھی ابھی بیان ہوا ہے اسی کتاب تقویت الایمان سے نقل شدہ ہے جو درحقیقت تقویت الایمان نہیں بلکہ تقویت الایمان ہے دیوبندی حضرات اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلامی تعلیم سمجھتے ہیں اور اس کتاب کی بے حد تعریف، توصیف و مدح خوانی کرتے ہیں۔

تقویت الایمان:- یہ وہ کتاب ہے جس پر دیوبندیوں کے عقائد کی دیوار مستعد ہے تمام دیوبندی حضرات اس کتاب کی مدح خوانی میں رطب السان ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اس کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں۔ ”کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور روم و شرک و بدعت میں لا جواب کتاب ہے اور اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین

اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کمال ص ۳۵۲

نوٹ :- لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ دیکھا جناب تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس کی سطر سطر سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بے ادبی اور گستاخی ٹپکتی ہے اسی کتاب کو دیوبندی صاحبان عین اسلام ہی سمجھتے ہیں حالانکہ جو اس کتاب کے مولف و مصنف ہیں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے بعض جگہ تیز الفاظ اور تشدد بھی ہو گیا ہے اس کے شائع ہونے پر تشدد بھی ہو گا وغیرہ وغیرہ دیکھئے۔

اردو اجماع ثلاثہ حکایت نمبر ۵۹ ص ۱۰۳

جو مولوی اشرف علی تھانوی کی تالیف شدہ ہے اور اس سے تقویۃ الایمان کی حقیقت کھل جائے گی قدرت خداوندی دیکھئے ایک طرف فاضلان و دیوبند اس کتاب کو رشد و ہدایت کا ذریعہ سمجھ کر دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں دوسری جانب اسماعیل کے قریبی رشتہ دار اسی کتاب کو ذالالت و گمراہی کا سبب بیان کرتے ہیں چنانچہ سیف الجبار میں مولانا رضا علی صاحب کا ایک مضمون درج ہے وہ کہتا ہے ”کہا مولوی مخصوص اللہ نے (مخصوص اللہ صاحب شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادہ ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے برادر زادہ ہیں) کہ اس (اسماعیل دہلوی) کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق ایسے

پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پردائی سے چھن گیا تھا مانند قول مشہور ہے۔ ع

گر حفظ مراتب کنی زندیقی ایسے ہی زندیق ہو گئے

تحقیق الحقیقت ص ۱۳ بحوالہ سیف الجبار ص ۲۱۰

اے تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والو! اور اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلام کہنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جس کتاب کا خود مولف یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں بعض جگہ تشدد بعض جگہ تیز الفاظ اور شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس پر شورش کا خطرہ ہے گھر والے مصنف کو زندیق اور اس کی کتاب کو برائی اور بگاڑ کا مجموعہ کہتے ہیں۔ مگر اسی کتاب کو تم حق و سچ اور عین اسلام سمجھتے ہو سچ ہے کہ ع

”پیر غمے پرند مریدان مے پرانند“

یہ تھی داستان تقویۃ الایمان اب آگے چلتے ہیں یہاں تک تو دیوبندیوں کے عمائدین ستہ کا ذاتی تعارف تھا اور اب ان کے اجتماعی اصول سنئے جن اصولوں کے پیش نظر نہ عظمت الہیہ محفوظ رہ سکی اور نہ عزت و حرمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ ہی عزت و احترام اولیاء کرام چین پاسکا۔ اسی طرح نہ شان اہل بیعت رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے خوں چکار قلم سے مامون و محفوظ رہ سکی اور ستم بر بالائے ستم یہ کہ ہر جگہ مسلمانوں پر شرک و کفر کی توپ چلا کر ان کو کافرو مشرک قبر پرست۔ پیر پرست اور نہ جانے کیسے کیسے فتنج الفاظوں سے نوازا جا رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ

عبارات ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن سے توہین الہی کا مفہوم مترشح ہوتا ہے۔

توہین الہی :- اس شہنشاہ کی توشان ہے کہ ایک آن ہی ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۸

نوٹ :- اہل سنت (بریلوی) کے نزدیک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور بعثت آپ کی تمام انبیاء سے آخر ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں سو ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح ختم الانبیاء ہونے میں بھی تعدد محال اور ممتنع ہے۔ لذاتہ

اگر مثل و نظیر کے امکان کا عقیدہ اپنایا جائے تو مطابق ارشاد ربانی ”وَالْكَينَ الرَّسُولَ اللّٰهُ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔“ کے منافی ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو قول خداوندی کا جھوٹ ہونا ثابت ہوتا ہے مگر اللہ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت بھی نہیں ہے جیسا کہ علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۹۲۸ میں لکھتے ہیں ”الْمُحَالُ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ قُدْرَتِهِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذَلِكَ النُّقْصُ فِي الْقَادِرِ“ یعنی محال عادی تحت قدرت نہیں اور نہ اس سے قدرت خداوندی میں کوئی نقص ہے ایسا ہی کتب فقہ المسامرہ ص ۱۸۰

ج ۳ میں بھی لکھا ہے اس مرقومہ عبارت کو بے غبار کرنے کے لئے اسماعیل دہلوی صاحب خداوند کریم کے جھوٹ کو اسی طرح ثابت کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) اگر مرا از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست لا نسلم کہ کذب مذکورہ محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع والقاآں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الہیہ نیست الا لازم آید کہ قدرت انسانی زائد از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقتہ للواقع والقاآں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است۔

رسالہ میکر و زہ اسماعیل دہلوی ص ۱۷۷-۱۷۸

یعنی اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ کے خدا تعالیٰ کے تحت قدرت نہیں تو ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں کے واسطے سے نبیوں کو پہنچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ورنہ آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بڑھ کر ہونا لازم آتا ہے۔ اسلئے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بنا کر لوگوں کو سنانے پر قادر ہے۔

نوٹ :- اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر جھوٹ کا پایا جانا خدا تعالیٰ میں تسلیم نہ کیا جائے تو خدا کی قدرت انسانوں کی قدرت سے کم ثابت ہوتی ہے۔ اس وہابیہ اصول پر اگرچہ اعتماد کر ہی لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے مثلاً کھانا، پینا، سونا، پاختنہ کرنا، چوری کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ تو خدا کیلئے بھی یہ سب کچھ ممکن ہوگا مگر اللہ تعالیٰ ان مجموعہ صفات سے بالکل منزہ ہے اور پاک ہے۔

استغفر اللہ! اللہ مجہدہ الکریم کے مقدسہ صفات عالیہ کو مخلوق سے

اشتباہ کرنا، توہین اور سنگین قسم کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔
(۳) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۰۷
نوٹ :- کذب (جھوٹ) ایک ایسا قبیح فعل ہے جس سے ابزد تقدس تعالیٰ کی ذات و صفات بالکل منزہ ہے کیونکہ جھوٹ نقص ہے عیب ہے اور یہ محال عقلی ہے جو زیر قدرت بھی نہیں ہے۔ معززین کرام نے اس مسئلہ پر شرح و بسط سے گفتگو فرمائی ہے چنانچہ حضرت علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْكِذْبَ وَالْخُلْفَ فِي قَوْلِهِ مُحَالٌ تفسیر کبیر زیر آئمہ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا اور علامہ قاضی امام عبدالرحمان تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ فَإِنَّهُ لَا يَنْطَرِقُ الْكِذْبُ إِلَىٰ خَبْرِهِ بِوَجْهِهِ لِأَنَّهُ نُقْصٌ وَهُوَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَىٰ مُحَالٌ۔ یعنی امام رازی فرماتے ہیں کذب اور خلف (وعدہ خلافی) اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے اور بیضاوی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی خدا سے زیادہ سچا نہیں اسلئے کہ جھوٹ خدا کی طرف راہ نہیں پاتا اس وجہ سے کہ جھوٹ عیب ہے اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔ فَقَدْ جَوَزَ وَالْكَذِبَ هَذَا خَطْأً عَظِيمًا بَلْ يَقْرَبُ مَنْ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا فَإِنَّ الْعُقَلَاءَ اجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ تَعَالَىٰ مُنْزَهُ عَلَى عَنِ الْكُذْبِ انْتِیٰ بیشک (معتزلہ) نے کذب کو جائز کیا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب الی الکفر ہے اس واسطے عاقلوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ

تعالیٰ کذب سے منزہ ہے۔ علامہ علاء الدین بغدادی تفسیر خازن میں اسی آیہ کے تحت رقم کرتے ہیں۔ اَيُّ لَأَ أَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فَإِنَّهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْكِذْبُ انتہی۔ یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر کذب جائز ہے۔ لہذا تمام مفسرین کرام کا اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ اہل ملل (یہودی۔ نصرانی) اور ہر سمجھدار کافر بھی اتفاق کئے ہوئے ہے جیسے نیر اس شرح عقائد میں لکھا ہے۔ وَأَعْلَمُ إِنَّ أَهْلَ الْمَلَلِ اجْمَعُوا عَلَىٰ أَنَّ الْكُذْبَ مِنَ اللّٰهِ مُحَالٌ۔ ص ۲۱۹

یعنی تمام ملت والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال عقلی ہے۔ پس ان بزرگان دین کے اقوال سے معلوم ہوا کہ اللہ مجہد الکریم کو جھوٹ تصور کرنے میں انسان ایمان سے خارج ہو جانا ہے گویا اس سلسلہ میں علامہ رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَجُوزُ اَنْ يَتَعَلَّقَ بِاللّٰهِ الْكِذْبَ يَخْرُجُ بِذَلِكَ عَنِ الْاِيْمَانِ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ یعنی مومن کیلئے کوئی جواز نہیں کہ اللہ کے متعلق کذب کا گمان کرے ورنہ اس کا قائل بے ایمان ہو جائے گا۔

(۴) امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انیسٹھوی نے ایک خوش نمادہ دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اسماعیل دہلوی کی پشت پناہی کر سکے لیکن یہ بھی ادھر ادھر کی مارتے رہے مگر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے بلکہ اپنے ایمان ہی کو ضائع کرتے رہے۔ اب اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے توضیح عرض کی جاتی ہے۔

وضاحت :- کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے اور کسی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری پر انعام و اکرام کا اعلان کرنا وعدہ ہے اب وعید اور وعدہ کی تعریف معلوم ہونے کے بعد خوب سمجھ لیں کہ خلف وعدہ یعنی وعدہ خلافی کرنا یہ ایک عیب ہے اور نقص ہے اللہ مجدہ الکریم اس نقص و عیب سے پاک ہے اور کسی جرم کے کرنے والے کو جرم کی سزا نہ دینا اور معاف کر دینا یہ عیب نہیں اور نہ ہی نقص ہے بلکہ یہ ایک رحم و کرم کی بات ہے جس کو خلف وعید کہا جاتا ہے اشاعرہ صاحبان اسی خلف وعید کے قائل ہیں کیونکہ یہ عیب و نقص نہیں جو لوگ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں ان کی مراد کفار کی وعید ہے اب واضح ہو گیا ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک معنی جواز خلف وعیدہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدے اور ارادے کے مطابق گنہگار کو بھی بخش دے گا اس جگہ نہ جھوٹ کا ہونا ثابت ہے نہ ہی یہ خلف وعید کی فرع ہے بلکہ یہ اعتبار ظاہر کے مجاز اس کا نام خلف وعید رکھا گیا ہے۔ اس کو خوب سمجھنے کی غرض سے ایک اور مثال عرض کئے دیتا ہوں جس سے اور بھی تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔

مثال :- ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جانبازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور کوئی سپاہی اس جنگ میں پوری جانبازی سے کام لے پھر بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو خلف وعدہ یعنی وعدہ خلافی کہا جائے گا اور ساتھ ہی بادشاہ کو بدنام کیا جائیگا اور اگر وہ ہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے بالمقابل جو جاں بچا کر بھاگ نکلے گا تو اس کو میں پھانسی دے دوں گا پھر کوئی سپاہی جان بچا کر جنگ سے بھاگ نکلے اور

اپنی جان بچالے پھر وہ ہی بادشاہ اس سپاہی کے بال بچوں پر رحم و کرم کرتے ہوئے پھانسی نہ دے تو کوئی عاقل یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے وعدہ خلافی کی ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ بادشاہ نے اس سپاہی پر رحم و کرم کیا ہے اور یہ کہ اس کی جان بخشی کر دی ہے لہذا یہی خلف وعید کا مفہوم ہے یہ عیب نہیں بلکہ رحم و کرم کا کمال ہے اب تو اس مسئلہ کی نوعیت کو آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ جس کی آڑ لے کر دیوبندی پیشوائے پنجم مولوی خلیل احمد نے جو امکان کذب کو خلف وعید کی فرع بیان کی اور رب کریم کی طرف جھوٹ کو زیر قدرت ہونے کی ناکام کوشش کی ہے یہی توہین خداوندی ہے یہاں ایک مسئلہ بھی سن لیجئے۔

مسئلہ :- اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کیلئے جن سزاؤں کا اعلان کیا ہے ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب علمائے کرام نے یہ دیا ہے چنانچہ علامہ شامی نے رد المحتار میں لکھا ہے جسے خلیل احمد نے بھی براہین قاطعہ کے صفحہ نمبر دو پر نقل کیا ہے۔ ”هَلْ يَجُوزُ خَلْفُ فِي الْوَعْدِ فَظَاهَرُهَا فِي الْمَوَاقِفِ وَالْمَقَاصِدِ إِنَّ الْأَشَاعِرَةَ قَالُوا لَا يَجُوزُ لِأَنَّهُ يَعْذُ نَقْصًا بَلْ جُودًا وَكَرَمًا“ یعنی پس کتاب مواقف اور مقاصد کی عبارت سے ظاہر ہے اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہو سکتا ہے کیوں کہ گنہگاروں کیلئے جو عیدیں فرمائی گئی ہیں ان کو ان سے معاف کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ اس طرح کرنا نقص نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اللہ مجدہ الکریم کی بخشش اور کر منوازی تصور کی جائیگی پس معلوم ہوا کہ خلف وعید ہرگز کذب نہیں لیکن دیوبندیوں کے پیشوائے پنجم نے اس خلف وعید کو کذب سمجھ رکھا ہے اس لئے لکھ مارا ہے کہ کذب خلف

وعید کی فرع سے اب آپ ہی سوچیں کہ کذب جیسی مکروہ اور فبیح صفت سے رب کائنات متصف کرنا گستاخی اور توہین ہے یا نہیں ناچیز کے نزدیک تو گستاخی ہی گستاخی ہے۔

(۵) انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو اس کا کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے اللہ کو ان کے کرن کے بعد معلوم ہوگا۔

تفسیر بلغۃ الحران از حسین علی واں پھر وی ص ۱۵۸-۱۵۷
نوٹ :- اہل سنت کے نزدیک علم الہی کا منکر خارج از اسلام ہے ”مَنْ
اعْتَقَدَ انَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ اِلَّا شَيْءٌ قَبْلَ وَقُوعِهَا فَهُوَ كَافِرٌ“ جس شخص کا
یہ اعتقاد ہو اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ
کافر ہے۔ مولوی حسین علی واں پھر وی نے اس آئیہ کریمہ سے مخلوق
الہی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ حربہ اس کا بالکل ناکامیاب ہے
کیونکہ آیت کریمہ ”وَلِيَعْلَمَ الدِّينَ.....“ اور اس قسم کی دوسری آیات و
احادیث ہے مجاہدین و غیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی
مراد ہے اور معافی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر
مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الہی کے
مطابق) انہیں الگ کر دیا جائیگا۔ یہاں علم سے تمیز مراد ہے فلیعلمن
اللہ بمنزلہ فلیميز اللہ کیلئے جسے اللہ تعالیٰ کے قول و یمنیز اللہ
الخبیث من الطیب طمیں خبیث کا طیب سے جدا ہوا نصوص ہے ایسے
ہی اس آیت میں (مولوی حسین علی نے نفی علم الہی کی دلیل سمجھی ہے)
مومنین و منافقین مجاہدین اور غیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا
مذکور ہے یہ مطلب ہر گز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم وخبیر کو ان کا علم

ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو اَنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے اور
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ
ہے۔ یعنی وہ سینوں کے گھومنے والے تصورات کا عالم ہے اور زمین و
آسمان کی مخلوق کے اسرار و اظہار کا بھی عالم ہے مگر یہاں مولوی حسین
علی پھر وی کے متوسلین کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی
صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے یہ
بات انتہائی مضحکہ خیز ہے اس لئے کہ جب مولوی مذکور نے قرآن اور
حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ
معتزلہ کا مذہب ہی کیوں نہ ہو اگر کسی کا مذہب قرآن حدیث سے منطبق
ہو تو اس کا انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے پوری عبارت اس طرح ہے کہ
”انسان خود مختار اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی
نہیں ہو تا کہ کیا کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو
گا اور آئیہ قرآنی جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ
بھی اس مذہب پر منطبق ہیں۔“

بلغۃ الحران ص ۱۵۷-۱۵۸

ناظرین صاحبان! ذرا غور فرمائیے کہ معتزلہ کے عقیدہ کو نقل کر کے اس
پر آئیہ کریمہ اور احادیث کا منطبق ہونا مان لیا تو مولوی حسین علی بھی
اس عقیدہ میں شامل ہو گئے اور اس پر قرینہ یہ کہ بلغۃ الحران کی مندرجہ
مبارت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ مولوی حسین علی نے اس عقیدہ کو صحیح
تسلیم کیا ہے پس یہی بات رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نہایت بے ادبی اور
لٹاخی ہے کیوں کہ اس میں رب کریم کے علم غیب کا انکار پنہاں ہے اب

جو گستاخانہ کلمات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں نے لکھے ہیں ان میں سے چند ایک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

توہین رسالت :- (۱) زنا کے دسوسہ سے اپنی بیوی کی مصباحت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے نبیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے..... غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۶ اور فارسی کے ص ۸۶ پر دیکھو نوٹ :- دیکھئے! اس عبارت میں کیسے سخت مکروہ اور قبیح الفاظوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بیان کی گئی ہے اسماعیل دہلوی اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے تصور مصطفیٰ کو تصور الہ سے الگ اور غیر سمجھا ہے حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال خداوندی کا غیر نہیں بلکہ ان کا ویدار تو دیدار خداوندی ہے اور ان کا ذکر ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے (وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) اور ان بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے (إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ) اور ان کا پھینکنا اللہ تعالیٰ کا پھینکنا ہے (وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَالْكِنَّ اللَّهَ رَمَى) اور ان کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى) اس قدر منزلت کے ماتحت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ عبادت وہ عبادت ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت

وہ تصور شامل حال ہو اس لئے ہم جب تشہد میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں تو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کر کے ہی بطور انشا پڑھتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ تمام فقہائے اجلہ نے ایسے ہی فرمایا ہے کہ سلام بطور دکائیائہ پڑھا جائے بلکہ صیغہ انشاء میں پڑھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشخص کو مد نظر رکھا جائے امام محمد غزالی احیاء العلوم جلد اول میں فرماتے ہیں ”إِحْضَرْ فِی قُلُوبِکَ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَکَاتُهُ“ اور شبیر احمد عثمانی دیوبندی شارح مسلم نے بھی یہی لکھا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں قَالَ الْغَزَالِیُّ فِی الْحَیَّاءِ قَبْلَ ذَٰلِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اِحْضَرْ شَخْصَهُ الْکَرِیْمَ فِی قُلُوبِکَ وَلِیَصْدَقَ اَمْلَکُ فِیْ اَنَّهُ یَبْلُغُهُ سَلَامُکَ وَیُرَدُّ عَلَیْکَ۔

مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۲۵

یعنی امام غزالی فرماتے ہیں (تشہد پڑھنے سے پہلے یوں کیفیت ہونی چاہئے) کہ السلام علیک پڑھنے سے پہلے اپنے دل میں حضور علیہ السلام کو حاضر کر کے سلام پڑھیں اور اس میں یہ امیدیں وابستہ رکھیں کہ تمہارا سلام ان کو پہنچ رہا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دے رہے ہیں وہ تیرے سلام سے اکمل والے ہے اب اس واقعہ کو حدیث سے موید کرتا ہوں تاکہ جو معروضات پیش نظر ہیں ان کی توثیق ہو جائے اور یہ عقیدہ صاف ہو جائے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور آجانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(حدیث)

حضرت سہیل بن سعد الساعدیؒ روایت کرتے ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے وہاں سے آپ کی واپسی میں دیر ہو گئی اور ادھر نماز کا وقت آگیا مسجد نبوی میں اذان دے دی گئی صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے مسجد میں چونکہ نماز باجماعت شروع تھی اور آپ بھی مسجد میں پہلی صف کے قریب پہنچ گئے بعض صحابہؓ نے تالیاں بجا کر صدیق اکبرؓ کو متنبہ کرنے کیلئے اشارہ کیا تاکہ اسے نبی پاک کے آجانے کا علم ہو جائے مگر صدیق اکبرؓ کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی (صدیق اکبر جب نماز میں مصروف ہو جاتے تو ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے توجہ نہ کر سکے) پھر دوبارہ صدیق اکبرؓ کو توجہ دلانے کیلئے اکثر صحابہؓ نے تالیاں بجا بجا کر خبردار کیا تب صدیق اکبرؓ سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چکے ہیں فوراً خیال آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں صدیق کا مصلائے امامت پر جے رہنا ادب و ایمان کے سراسر خلاف ہے اٹھ پاؤں مصلائے امامت کو چھوڑ کر صف اول کی جانب پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلائے امامت پر تشریف لائیں اور نماز کی تکمیل فرمائیں رسول خدا نے جب صدیقؓ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو اشارہ سے فرمایا ”اُدّ

اُمُكْتُ مَكَانَكَ“ صدیق مصلائے امامت پر ہی کھڑے رہو مگر حضرت صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی خاطر مصلائے امامت سے اتر آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور بقیہ نماز کی تکمیل فرمائی اور نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا اے صدیق جب مصلیٰ پر کھڑے رہنے کی تمہیں اجازت دے دی گئی تھی تو پیچھے کیوں آگئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول خدا کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی عرف الشدی کے صفحہ نمبر ایک سو ستر پر لکھتا ہے ”وَجَدْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي أَحَدِ عَشَرَ كِتَابًا“ یعنی یہ حدیث کی گیارہ کتابوں میں پائی ہے۔

نوٹ :- غور فرمائیے! صدیق اکبرؓ تو نبی اکرمؐ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحالت نماز پیچھے چلے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مصلیٰ خالی کر دیا صدیق اکبرؓ کے اس فعل کو دیکھ کر نہ نبی پاکؐ فرماتے ہیں اے صدیق! تم مشرک ہو گئے ہو تمہاری نماز فاسد ہو گئی کیوں کہ تو نے نماز میں میری تعظیم کی ہے اور بحالت نماز ہی میں میرے ادب و احترام کو برقرار رکھا یہ فعل تو نماز کو مشرک کی طرف کھینچ لیتا ہے میرے دوستو! اب انصاف تمہارے پلے ہے خود سوچ لیں اگر دیوبندیہ و بابیہ وغیرہ کی عبارت منقولہ کا یہ پہلو کہ ”غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو (یعنی شیخ یا اس جیسے بزرگ خواہ رسالتہاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں) وہ مشرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے“ درست ہوتا تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صدیق کو جس نے آپ کی تعظیم کیلئے مصلائے امامت خالی کر دیا اور اٹنے پاؤں چل کر پہلی صف میں شامل ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کی تعظیم بجالانے کی خاطر صدیق اکبرؓ کو تالیاں بجا جا کر خبردار کیا انہیں یہ نہ فرمایا کہ اے صدیق! اور اے صدیق کو تالیاں بجا کر خبردار کرنے والو! تم نے سخت غلطی کھائی نماز میں میری تعظیم کا خیال آیا تم مشرک ہو گئے تمہاری نماز فاسد ہو گئی مگر ہوا یہ کہ نہ آپ ان کو نماز کے لوٹانے کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ وہی نماز جو صدیق اکبرؓ نے پڑھائی شروع کی تھی اسی نماز کی تکمیل اس طرح فرمائی حضرت صدیق اکبرؓ نے جو سورت قرأت میں شروع کی تھی آپ نے اس صورت کو اس جگہ سے شروع کیا جہاں سے صدیق نے قرأت چھوڑی تھی۔ اس نماز کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل اس پہلو کا بطلان ہی بطلان ظاہر کرتا ہے اور اس عبارت کا دوسرا پہلو ”شیخ یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے نیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے“ اس پہلو میں شیخ اور بزرگوں اور حضور علیہ السلام کا نیل اور گدھے سے ملا کر ذکر کرنا سخت گستاخی اور بڑی توہین ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے۔ اللھم نجنا من هذا العقائد الدلو بندیدۃ

(۲) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کوئی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے۔

براہین قاطعہ ص ۷۱
نوٹ :- نص قطعی آیہ قرانیہ اور ارشاد نبویہ کی محکم دلیل اور مضبوط براہان کو کہتے ہیں دیوبندی پانچویں پیشوا کا یہ کہنا کہ کوئی نص قطعی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علمی کے ثبوت میں تو میں ایک ادنیٰ متبذی خادم العلماء و کشف برادر علمائے حق عرض کرتا ہوں سن لیجئے۔ قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی نص قطعیہ نہیں ہو سکتی قرآن میں ہی تو ہے۔ (۱) ”وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا“ یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام ان چیزوں کا علم بخشا ہے جس کا علم پہلے سے آپ کو نہ تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر فضل عظیم ہے۔ علامہ معین الدین واعظ کا شفی تفسیر حسینی میں اس آیہ کریمہ کی تفسیریوں بیان فرماتے ہیں ”در بحر الحقائق آمد است کہ اس علم ماکان دما لکون است کہ حق تعالیٰ در شب امری بدال حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بعدم قطرہ در حلق من رختذ فعلمت بہا ما کان وما یکنون چنانچہ حدیث علمت علم الاولین والاخیرین ازیں منے خبر مے دہد یعنی یہ علم ماکان دما لکون ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے قریب تھا ایک قطرہ (علمیہ رحم و کرم کا) میرے حلق میں ڈالا پس میں نے اس وقت گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم ازبر کر لیا علمت علم الاولین والاخیرین یہ حدیث اسی پر شاید ہے۔ یہ ہے جناب وسعت علمیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نص قطعی اور سنئے (۲) ”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ

شَهِيدًا۔ (۳) فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ۔ (۴) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ (۵) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (۶) اَنَا أَعْطِيكَ الْكَوْثَرَ یہ تمام آیات مشتے از خروار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علمی میں نص قطعی میں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو صرف ان ہی آیات کی تفسیر ان تفاسیر میں ملاحظہ کریں۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبد العزیز دہلوی تفسیر خازن از علامہ علاؤ الدین البغدادی تفسیر معالم التنزیل از علامہ بعوی تفسیر حسینی از علامہ واعظ کا شفی وغیرہ۔

(۳) علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

برائین قاطعہ ص ۵۳

نوٹ :- تمام مخلوق سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مقدس زیادہ ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو دوسروں کے علم سے کم سمجھے وہ نہایت پر لے درجہ کا بے ادب اور گستاخ ہے جیسا کہ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں ”فَإِنَّ مَنْ قَالَ فَلَنْ أَعْلَمَ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَابَهُ وَنَقَصَهُ وَالْحُكْمُ فِيهِ السَّابُّ مِنْ غَيْرِ فُرْقٍ بَيْنَهُمَا“ نسیم الریاض ترشقائے وصی عیاض ج ۴ ص ۲۳۵ یعنی جس نے خدا کی کسی مخلوق کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ مانا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عیب لگایا اور آپ کے علم کی تنقیص کی..... مخلوق خدا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کم بتانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وگالیاں دینے والوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس توہین نمبر ۳ سے معلوم ہوا کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان ملعون اور ملک الموت کے علم سے کم بتا رہے ہیں اور نبی پاک کو عیب دار بنا رہے ہیں یہ نبی پاک پر عیب لگانا توہین ہے اور توہین انبیاء کفر ہے۔

العہاد باللہ من ذالک الافتراء

(۴) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ریزہ و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔

حفظ الایمان مع تغیر العتوان ص ۱۳

نوٹ :- اس عبارت میں دیوبندیوں کے حکیم الامت نے نہایت ملمع سازی اور فن کاری سے کام لیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری اس گستاخ عبارت پر یکدم کوئی لاوہ نہ پھوٹ پڑے۔ لکھنے والے کو پورا یقین تھا کہ اس کا رد عمل ضرور ہو گا اس لئے اس عبارت میں پوری جانفشانی سے ملمع سازی کی گئی اور اسے ایک چیتان بنا دیا گیا مگر عمشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کب چوکنے والی تھی جو نہیں یہ عبارت منظر عام پر آئی تو اہل سنت نے بادی النظر مطالعہ کیا کیوں کہ نبی پاک کی شان کا مسئلہ تھا تو سب کا پول کھل گیا اور ملمع سازی کے پر نچے اڑ گئے لکھنے والے کا سارا بھرم ملیا میٹ ہو کر رہ گیا اور ہر خاص و عام پر واضح ہو گیا کہ یہ عبارت بے ادبی اور گستاخی سے مملو ہے۔ آمنہ کے لال کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ اہل سنت کا ہوشمند مستقبل آشنا طبقہ یہ نہ چاہتا تھا کہ آپس میں مناظرہ کی نوبت

آئے پورے اعتدال پسندی اور سنجیدگی سے تھانوی صاحب کے حامی ہیں اور متوسلین کو سمجھانے لگے **الْإِنْسَانُ مُرْكَبٌ مِنَ الْخَطَايَا وَالنَّسِيَانِ**۔ انسان خطا کا پتلا ہے کوئی تعجب نہیں یہ عبارت کوئی وحی الہی تو ہے نہیں جسے ترمیم نہ کیا جاسکے یہ سو فیصدی آپ کا حق ہے اس عبارت کو بدل کر توہین آمیز کلمات نکال کر عبارت درست کر لی جائے مگر تھانوی صاحب کے باوجود توجہ کرانے کے ادھر التفات ہی نہ کیا اور نموشی سی سادھ لی گئی۔ اس بات پر صرف بے گانے نالاں نہ تھے بلکہ یگانوں سے بھی نہ رہا گیا چنانچہ حیدر آباد دکن سے متوسلینوں نے خط لکھے اور یہی التجا پیش کی کہ اس عبارت میں ترمیم ہونی چاہئے یہ خود تھانوی صاحب کا بیان ہے مری طرف حیدر آباد سے مورخہ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط آیا ہے جس میں مواقع ترمیم کا ارتقاع ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے ”(۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علیت غیبہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی علوم مجاہدین اور بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر سخت سوء ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے۔ (۲) جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دینے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ (۳) وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت تو نہیں جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت بحالہ بالفاظ باقی رکھنا ضروری ہو۔“ (مولوی حکیم الامت دیوبندیہ نے اس خط کا جواب اس عبارت کی کچھ تنقیح کر کے اس طرح کر دیا) ”غرض ان تنقیحات و تصریحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے نہ کسی خلاف مقصود یا نعوذ باللہ سوء ادب کا اصلاً ابہام رہا پس اس بناء پر واقعی ترمیم کی

مطلق ضرورت نہیں۔

ملخصاً تغیر العنوان ص ۲۸-۲۹-۳۰

تھانوی جی کی توجہ نہ کرنے پر تھانوی گروپ اور متوسلین دیوبند تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک وہ جو اندھی تقلید میں مست ہو کر باوجود شک و شبہ دل ہونے کے یہ کہتے رہے۔

یہ آستان یار ہے صحن حرم نہیں

جب رکھ دیا ہے سر اٹھانا نہ چاہئے

اور تھانوی صاحب کے پشت پناہ ہو کر ان کی کمر پر تھکیاں دینے لگے اور شاباش شاباش کے نعرے مارنے لگے دوسرے وہ جن کی ایمانی فراست نے بھانپ لیا اور ان پر حق واضح ہو گیا اور سمجھ گئے کہ گوہر و غلاظت پر عطر اور کیوڑے کا چھڑکاؤ بے سود ہے وہ بھی یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اور تیسرے وہ جو اعتدال پسند تھے نہ ان سے دوستی روار کھی اور نہ ان سے دشمنی کا مظاہرہ کیا۔

کہنے لگے تم ایسوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی

نہ تم سے دوستی اچھی نہ تم سے دشمنی اچھی

جب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تو آخر الامر تھانوی نے سوچا کہ اس کا اب کوئی حل ضرور ہونا چاہئے خیال آیا کہ اپنے متوسلین کی ایک جماعت

کیوں نہ بلانی جائے اور ان سے باہم مشورہ کیوں نہ کر لیا جائے اسی اشار پر ایک مشاورتی کونسل طلب کی جس کے صدر تو علی الاطلاق شیخ نجد تھے اس مجلس میں تھانوی صاحب کی شکل نہایت معنوم سی بنی ہوئی تھی کیونکہ حفظ الایمان کی عبارت نے پریشان کر رکھا تھا جس کے خلاف مسلمانوں میں شور و غل مچا ہوا تھا اس مجلس کا افتتاح شیخ نجدی نے کیا اس کے بعد تھانوی کو گفتگو کا موقع دیا گیا تو آنجناب دھیمی دھیمی آواز میں (یہ مصرع آلاپ کر خاموش سے ہو گئے) ع

خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

مطلب یہ تھا کہ عبارت حفظ الایمان کے واپس لینے پر بار بار متنبہ کیا جا رہا ہوں اس کی دھیمی آواز پر حاضرین مجلس کو نہایت رحم آیا اور بحث و نتیجہ کے بعد فیصلہ طے پایا کہ عبارت واپس لینے میں بڑی رسوائی ہو گی بدنامی ہو گی واپس قطعاً نہ لی جائے اس عبارت کی تاویل اور توجیہ کر کے مناظرے اور مجادلے کے ذریعے سے بے غبار بنائی جائے تب بھرم رہ سکتا ہے وگرنہ ہمارے علم و فضل کا جنازہ نکل جائے گا چنانچہ اس مجلس میں چار اشخاص انتخاب کئے گئے جن کو عبارت کے صاف کرنے کا اختیار سونپا گیا ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری (۲) مولوی حسین احمد ٹانڈوی (۳) مولوی منظور نعمانی (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ حفظ الایمان کی وہ عبارت جو محل نزاع تھی ان کے حوالے کر دی گئی۔ اب تھانوی کا چہرہ پڑ مردگی و پریشانی کے عالم سے ہٹ کر مسکراہٹ میں تبدیل ہوا خوشی و انبساط کے ساتھ کہنے لگے مجھے آن

کے دن تم جیسوں سے یہی امید تھی اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا ہر ذمہ دار اپنی بساط علمی سے حفظ الایمانی عبارت کی تاویل و توجیہ کرنے لگا سب سے پہلے مرتضیٰ حسن چاند پوری نے یہ تاویل پیش کی عبارت متنازعہ فیہا میں ”ایسا“ بمعنی اسقدر اور اتنا کے ہے پھر تشبیہ کیسی (یعنی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ مقدار کیلئے ہے)

توضیح البیان مصنف مرتضیٰ حسن چاند پوری ص ۷۱ بحوالہ

خون کے آنسو از مشتاق نھائی

اس کے بعد دوسرے مبصر صاحب حسین احمد کی تاویل و

توجیہ سنئے۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل

مگر تخریب نظم گلستان تک بات جا پکنی

”حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں لفظ ”ایسا“ فرما رہے

ہیں اتنا تو نہیں فرما رہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ

معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا“

الشباب الشاقب مصنف حسین احمد صفحہ ۱۰۲

(یعنی اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کیلئے ہے مقدار کیلئے تو

نہیں اگر ہوتا تو البتہ قیاحت لازم آتی)

خلاصہ کلام :- مرتضیٰ حسن چاند پوری کا کہنا ہے کہ لفظ ”ایسا“ تشبیہ

کیلئے نہیں اس کے معنی اتنے اور اس قدر کے ہیں اگر تشبیہ کیلئے ہوتا تو

تو بین رسالت ہوتی جو موجب کفر ہے اور حسین احمد کا بیان ہے کہ لفظ

”ایسا“ تشبیہ کیلئے ہے اگر بمعنی اتنا اور اس قدر کے ہو تا تو توہین رسالت ہوتی جس سے کفر لازم آتا۔

نتیجہ کلام :- مر تضی حسن کی تاویل کی بنا پر حسین احمد پر کفر لازم آتا ہے اور حسین احمد کی تاویل کی بنا پر مر تضی حسن کافر ٹھہرتے ہیں۔ ان کے دیوبندی ان دونوں صاحب کو اپنا مقتد اور پیشوا جانتے ہوئے ان کے پیروکار ہیں جو ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔

اظہار حق :- بات اپنی طرف سے نہیں کہی گئی بلکہ حفظ الایمان کی عبارت پر تاویل و توجیہ کا جو نتیجہ ہے ظاہر کر دیا گیا ہے کتنے شرم کی بات ہے ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے مگر یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس عبارت کو خارج کر کے اور عبارت لکھدی جائے جو بالکل بے غبار ہو اور اس میں تاویل و توجیہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہ سچ کہا ہے جگر اکبر آبادی نے ۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

جب بات اتنے تک پہنچی کہ حسین احمد مر تضی کو اور مر تضی حسن حسین احمد کو کافر بنا رہا ہے تو اس وقت منظور نعمانی صاحب بھی حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل و توجیہ لے کر منظر عام پر تشریف لے آئے اور یوں کہنے لگے کہ بھائیو ذرا میری بھی سنو!

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں وہ (ایسا) بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے۔

(۱) ”حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے“
فتح بریلی کادل کش نظارہ مصنفہ منظور احمد نعمانی ص ۳۸-۳۴
نوٹ :- مر تضی حسن اور منظور نعمانی صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ ظ (ایسا) تشبیہ کیلئے نہیں ہے بلکہ معنی کے لحاظ سے اتنا اور اس قدر یعنی مقدار میں مستعمل ہے اب ناظرین صاحبان! یہی فیصلہ فرمائیں کہ منظور نعمانی اس اقرار کے بعد حسین احمد پر شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے ابھی تک اختلاف ہی تھا ایک طرف حسین احمد تھے اور دوسری جانب مر تضی حسن اور منظور نعمانی تھے اتنے تک عبدالشکور لکھنوی بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے آگئے ۔

ایسے محل پر دوستو رخنہ گری ہے خود کشی
تم بھی اسی جہاز میں ہم بھی اسی جہاز میں

کہنے لگے کہ بات ایسی کہنی چاہئے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ کیا تماشہ ہے کہ تھانوی جی کی عبارت کو صاف کرنے کیلئے سب کی بنیادیں کھوکھلی کئے دیتے ہو بھلا بتلاؤ تو سہی ان تاویلات و توجیہات کی بناء پر ہم میں کون مسلمان رہ جاتا ہے اگر ایسا تشبیہ کیلئے لیا جائے تو مر تضی حسن اور مولانا نعمانی سے رشتہ حیات ختم اگر اتنا اور اس قدر کا معنی لیجئے تو حسین احمد کافر ہوئے جاتے ہیں لہذا میری رائے مانو اور تاویل و توجیہ کے چکر میں مت آؤ جس قدر تاویل و توجیہ میں الجھو گے دلدل ہی میں پھنسو گے اب میرا فیصلہ سنو وہ یہ ہے کہ ”جس صفت کو ہم مانتے ہیں ان کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور ہم

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات والا میں صفت علم غیب کی نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔

نصرت ایمانی ص ۱۷ بحوالہ خون کے آنسو ج ۱ ص ۱۸۰
استغفر اللہ = مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے پیشوا کی عبارت منقولہ ”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے“ اس کفریہ عبارت کو صاف کرنے کیلئے کتنی تاویلات و توجیہات کی گئیں مگر نتیجہ صفر نکلا فقط ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے اور اس عبارت کا جواب دینا مشکل سے مشکل تر ہو تا گیا نہ اس کی ترمیم ہو سکی نہ اسے واپس لیا جاسکا یہی عبارت گستاخی اور بے ادبی اور کلمات کفریہ سے مملو ہے جو اہل سنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے مابین محل نزاع بنی ہوئی ہے اس عبارت کو علمائے حجاز مقدسہ بھی برداشت نہ کر سکے چنانچہ مدینہ طیبہ کے مفتی سید احمد بن سید اسماعیل حسین برزنجی فرماتے ہیں ”کہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی براہین قاطعہ ۱ میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نصوص سے ثابت ہوئی۔

فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا ۱ حاشیہ: - براہین قاطعہ کے موقف مولوی غلیل احمد دہلوی ہے اور رشید احمد گنگوہی اس کتاب کے مؤید و مصدق ہیں چنانچہ اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے ”اس اقرار اس خادم اطلبہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ نے اس کتاب مصطب کو اول سے آخر

دو وجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ البیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور علیہ السلام کی شان گھٹانا ہے دوسرے یہ کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہبوں کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شان گھٹانے والا کافر ہے اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی چیز کو شرک ٹھہرائے وہ کافر ہے اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا ہے آپ کی ذلت مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس لئے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولی کفر ہو گا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں۔

(قُلْ اَبَا لِلّٰهِ وَاٰيَاتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ يَعْنِي اے نبی ان سے فرمادے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے محول کرتے ہو بہانے نہ بناؤ عذر نہ کرو تم تو تک بغور دیکھا الحق کہ ہندو کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام حجت دانی ہے بعض وگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب ان کی اپنی لکھی ہے فقط شائع خلیل کے نام سے کی گئی ہے۔

کافر ہو چکے اپنے ایمان لانے کے بعد) یہ حکم ہے ان فرقوں اور ان شخصوں کا۔

حسام الحرمین ص ۷۵-۷۴

انہی گستاخ اور بے ادب عبارات دیوبندیہ وہابیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ سیال شریف مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدان باصفا موضع عینوں کے رہنے کی طرف ایک ناصحانہ مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا جس میں موجودہ دیوبندیوں کے عقائد سے انتباہ کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا کہ ”منکر دیوبندی لوگ قرآن مجید اور احادیث شریف کا غلط معنی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں مسلمانوں کی مساجد میں ایسے لوگوں کو تقریر کرنے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے سنا ہے دیوبندی (مسلک کا بچاری) مولوی لہ آپ کے موضع عینوں میں اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کے درپے ہے لہذا اسے اپنی مسجد میں تقریر کرنے سے بند کرادیا جائے۔ اہل سنت مسلمان ایسے لوگوں (دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں وغیرہ وغیرہ) کی اقتدا میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے کیوں کہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ گستاخ ہیں“ اس مکتوب گرامی کی نقل فوٹو سٹیٹ ناچیز کے پاس موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

نوٹ :- یہ عبارات اہل سنت اور وہابیوں کے درمیان حد فاصل بنی لہ مولوی کا نام بوجہ مصلحت افکار کھا گیا ہے ممکن ہے اس کو ہدایت نصیب ہو جائے کیوں کہ ابھی عمر میں جو اس سال ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

ہوئی ہیں آج تک ان کا حل نہ ہو سکا ان عبارتوں میں مصنفین اور ان کے حامیین لوگوں نے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو برداشت کر لی مگر اپنی گستاخ عبارت کا کوئی صحیح حل تلاش کر کے ترمیم کرنا برداشت نہ کر سکے۔ صد حیف اور افسوس کہ حیات مستعار اور زندگی ناپائیدار کی خاطر نہ جانے انساں کیا سے کیا کر گزرتا ہے۔

وہ عشرت موت ہے یارب جو نظر پر ڈال دے پردے
وہ دولت قہر ہے جو دل کو تجھ سے بے خبر کر دے

اے پروردگار عالم اب اس سے بڑھ کر قیامت کی نشانی اور کیا ہو گی تیری خدائی میں ایسے سرکش اور باغی لوگ ہیں جو تیرا کھاتے ہیں اور تیرے محبوب ہی کو گالیاں دیتے ہیں اے کائنات کے پالنے والے آج انسانوں کی کھلی آبادی میں تیرے محبوب کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے کم بتایا جا رہا ہے۔ شیطان اور ملک الموت وسعت علمی کو نص قرآنی سے ثابت کیا جا رہا ہے مگر آمنہ کے لال کیلئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے اور تیرے محبوب کے پاک علم کو جانوروں اور لڑکوں اور پاگلوں کے علم کی مانند کہا جا رہا ہے۔

اے خالق ارض و سما یہ کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال دل میں لانے سے نماز فاسد ہو جائے اے مالک و مختار رب کریم یہ وقت تیرے محبوب کے جاٹاروں پر کتنا کٹھن ہے اور ان کی عقیدت و محبت کا کیسا سنگین امتحان ہے۔

اے رب قدر ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے ہوئے تیری جناب میں عہد و پیمان کرتے ہیں ہم عمر کے آخری لمحہ تک تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر نفیس و ملامت کرتے رہیں گے اور بے ادب کی تحریر و تقریر کا دنداں شکن جواب بھی دیتے رہیں گے تو ہمیں اسی راہ میں استقلال اور استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا گنجینہ بنادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

تو ہین قرآن:- اس جگہ مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ و فصیح کلام لائیے لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی وضاحت و بلاغت سے نہ تھا۔

کیوں کہ قرآن خاص واسطے فصحاء بلغا کیلئے نہیں آیا اور یہ کمال بھی سینہ تفسیر بلغۃ الحیران از حسین علی و ان بھجروی ص ۱۲

نوٹ:- سبحان اللہ! کیا خوب ہے ایمان و ہابیہ کا کہ قرآنی تعلیم تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فصحاء عرب کے سامنے قرآن مجید پیش فرمایا تو وہ اسے اساطیر الاولین کہہ کر انکار کر گئے اور کہا کہ نہ آپ پیغمبر ہیں اور نہ ہی یہ کلام الہی ہے ان دونوں اعتراضوں کو اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا۔

”وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ“ یعنی اے کافرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو اور کہتے ہو کہ یہ قرآن نہیں یہ غلط ہے تو تم اس قرآن کے بالمقابل تمام فصحاء مل بیٹھ کر ایک ہی سورت بنالادو،

مگر میں سمجھتا ہوں فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا کہ یہ تم سے نہ ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ پھر پورے تیس سال تک معارضت پر معارضہ ہوتا رہا مگر فصحاء و بلغاء عرب خدا کے کلام کے بالمقابل باوجود فصیح اور بلیغ ہونے کے عاجز آ گئے اور کوئی جواب بھی نہ دے سکے۔ اب ذرا اس عبارت پر ذیلہ مندرجہ بالا کی تنقیح عرض کرتا ہوں تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے۔

تنقیح:- اس جگہ مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے (یعنی قرآن پاک کا فصیح و بلیغ ہونا صرف مفسرین کا قول ہے) یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت سے نہ تھا) (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت کی ضرورت ہی نہ تھی کفار اس کے سوا بھی زیر ہو سکتے تھے) اور یہ کمال ہی نہیں (یعنی کلام خدا میں فصاحت اور بلاغت کا ہونا کوئی کمال یعنی کوئی خوبی بھی نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید کا فصیح و بلیغ ہونا اعجاز القرآن میں شامل ہے) ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ دنیا کے تمام فصحاء اور ادیب اسی فصاحت و بلاغت سے مشہور ہوتے ہیں مگر اس نامور وہابی کے نزدیک قرآن پاک تو بے شک ہونا چاہئے تھا۔

فائدہ:- اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ قرآن نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے ا فصیح و الفصحی وبلغ البلغاء و افضل الفصلائے عرب کو عاجز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار بلا تے رہے مگر وہ لوگ سورت تو اپنی جگہ ایک آیت بھی نہ بنا سکے اور قرآن پاک کی یہ شان قیامت تک باقی رہے گی جو

فخص قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کو کوئی کمال نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی توہین کرنے کا موجب نہیں تو اور کیا ہے۔

توہین اہل بیت :- (۱) جس نے اس کے حکم کے خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کی ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں ہمیشی مکہ باہر نہیں چلتا بلکہ سوائیا ہو کے چلتا ہے اور علی وجہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں میں کون اہدی ہو گا۔

کور کورانہ مرودر کر بلا
تاغیبتی چوں حسین اندر بلا

تفسیر بلغۃ الخیر ان ص ۳۹۹

نوٹ :- ظاہر ہے کہ سورہ ملک کی آیت شریفہ اَفَمَنْ يَمْشِي عَلَىٰ مَكْبًا وَجْهَهُ اهْدَىٰ اَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ط کی تفسیر بیان ہو رہی ہے جس میں صریحاً کفار کا بیان ہے کیوں کہ ان اکافرون الا فی غرور اس پر دلالت کرتا ہے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ مکہ سے ابو جہل مراد ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے سارے کفار مراد ہیں۔ مولوی عبدالحق حقانی صاحب اپنی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں دیکھئے تفسیر حقانی۔ لیکن حسین علی واں پھر وی نے سنگ دلی اور بے دردی و بدوینی سے مکہ کا مقصد اراق راکب دوش مصطفیٰ حضرت حسین علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے اور ان ہی کو کور رو (اندھے پن میں چلنے

والا) بنا کر ابو جہل اور کفار سے ملا کر ذکر کر رہا ہے۔ ناظرین کرام! ذرا سوچیں کہ حضرت حسین کو کور رو اور کج رو کہنا یہ جگر گوشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے حالانکہ یہ حسین وہ حسین ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیہ ہے۔ اَلْحُسَيْنُ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ وَمَنْ يُحِبِّ الْحُسَيْنَ فَحَبَّ اللَّهُ ابْنُ الْمَرْفُودِ بَخَّارِي لِلْبَخَّارِي وَالتَّرْمُذِي وَابْنُ مَاجَةَ تَقْلًا عَنْ يَعْلَى بْنِ مَرَّةٍ۔

(۲) غم کرنا امام حسین کا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔

(۳) ذکر شہادت کا عشرہ محرم کے لیام میں کرنا مشابہت روافض کے منع ہے۔

(۴) محرم ذکر شہادت حسنین علیہما السلام اگرچہ بروایت صحیحہ ہو..... دودھ پلانا سب نامور ست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۳۵/۲۷۵-۲۳۴

(۵) حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ (ذکر حسین محرم میں) بے تشبہ بالروافض کی بناء پر ناجائز ہے۔

ص ۴۶، سطر ۱۶-۱۷ اشرف السوانح

(۶) ایک مجلس منعقد کر کے نہایت شرح و بسط کے ساتھ شہادت کا قصہ اس ارادے سے بیان کرنا کہ لوگ اس کو سن کر افسوس کریں اور حسرت و زاری کریں اگرچہ ظاہری نظر سے اس میں کچھ خلل معلوم نہیں ہوتا لیکن درحقیقت یہ بھی مکروہ ہے اور ناپسندیدہ فعل ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۰۳

نوٹ :- دیکھئے تعلیمات دیوبندیہ میں امام حسین کا غم اور ذکر مبارک کرنا

صرف منع نہیں بلکہ حرام ہے مکروہ ہے ناپسندیدہ ہے وغیرہ وغیرہ اہل سنت کہتے ہیں کہ سنیوں کے سینے سے کربلا کی داستان اور ظلم و ستم کی کہانی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی پریشان کر رکھا تھا وہ محو نہیں ہو سکتی عاشور محرم میں ذکر حسین بروایات صحیحہ شرعی قانون کے تحت جائز ہے حلال ہے اور نصیحت حاصل کرنے کیلئے عین راہ صواب ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا طریقہ تھا وہ محرم میں مرشداتین کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور محضر اشیاء پر نیاز بھی تقسیم فرماتے تھے۔

(۷) ایک دن جناب ولایت مآب علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدہ فاطمہ الزہری سلام اللہ علیہما کو خواب میں (سید احمد بریلوی مرشد اسماعیل قتیل دہلوی نے) دیکھا جناب علی المرتضیٰ نے آپ کو (سید احمد کو) اپنے دست مبارک سے شست و شو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست و شو کرتے ہیں اور جناب فاطمہ الزہری نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دست مبارک سے آپ (سید احمد) کو پہنایا۔

صراط مستقیم ص ۲۴۰

فائدہ :- امام حسین کا ذکر شہادت محرم میں کرنا اور ان کا کربلا کی طرف جانے کو کور رو ہو کر چلنے کا الزام لگانا اور حضرت حسین کا ذکر ابو جہل و دیگر کفار کے ساتھ ملا کر کرنا پھر جناب سیدہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمہ الزہری کے ہاتھوں ایک ننگے دھڑنگے اجنبی کو کپڑے پہنوانا اور ایک عاقل بالغ کو حضرت علی کے ہاتھوں شست و شو کرنا یہ اہل بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنتی اہم ترین توہین ہے۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا گھر مبارک وہ گھر ہے جس میں ملائکہ

قربین بھی بدوں پردہ کرائے حاضر نہیں ہوتے۔ اب آگے چلئے اور ایک اور گروہ کا ذکر سنئے اس گروہ کا عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ عقیدہ ہے مگر نشر و اشاعت کا ایک نیا طریقہ اختراع کر چکا ہے اس گروہ کا نام تبلیغی جماعت اور یہ جماعت بھی درحقیقت دیوبندیہ کی ایک جماعت ہے۔

تبلیغی جماعت :- اس جماعت کے بانی مبانی مولانا الیاس صاحب ہیں یہ یعنی ۱۳۰۳ھ میں بستی کاندھلہ میں پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر عالم فاضل ہوئے پھر انہوں نے بستی نظام الدین میں قیام کیا اور وہاں ہی ایک تبلیغی مدرسہ بنام ”کاشف العلوم“ جاری کیا غالباً جو تاحال جاری ہے مولوی الیاس نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی کے زیر سایہ حاصل کی پھر دیوبند پہنچ کر اپنے تعلیم کے بقیہ مراحل طے کئے اور دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد علم معرفت کی تحصیل کیلئے مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اس پر استاد کی تعلیم اور مرشد کی تربیت نے وہ اثر کیا کہ مولوی الیاس صاحب بھی ایک پکے اور سچے وہابی ہو گئے اور وہابیت پھیلانے کیلئے ایک نیاروپ اختیار کر کے ایک تحریک کی بنیاد رکھ دی جو آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے اشاعت وہابیت کیلئے ظاہری اصول یہ بنائے کہ لوگوں کو درپردہ ہم آلہ و ہم نوالہ بنا لیا جائے اور ساتھ ملا کر مختلف شہروں میں لے جا کر کوچہ کوچہ پھر لایا جائے اور رات بسر کرنے کیلئے مسجدوں کا انتخاب کیا جائے ایک چلہ یا دو چلہ (چالیس دن یا اسی دن) اپنے ساتھ بٹھا اٹھا کر اپنے جال میں مقید کر لیا جائے اور وہابیت کے اصول ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیئے جائیں اور

انہیں وہابی بنالیا جائے چنانچہ تبلیغی جماعت کے سنہرے اصول یعنی کلمہ و نماز و چلت پھرت کا یہی ظاہری محاسن کام کر گیا پس سادہ مزاج لوگ ان کے گھراؤ میں گھر گئے۔ الغرض یہ جماعت بھی دہابیت کے سلسلے ہی کی ایک کڑی ہے صرف گروہ کا نام الگ ہے عقیدہ یہ لوگ بھی وہابی ہیں اور اصل میں دیوبندیوں ہی سے برآمد ہوئے ہیں۔

تعارف :- بانی اس گروہ کے مولوی الیاس کا تعارف جن لفظوں میں اس کی نانی صاحبہ نے کیا ہے یا ان نکتہ دال کی طبع ضیافت کیلئے وہ ہی پیش خدمت ہے جو خالی از حکمت نہیں ”امی بی (مولوی الیاس کی نانی صاحبہ) مولانا پر شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر (مولوی الیاس کا تاریخی نام) مجھے تجھ سے صحابہ کرام کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

دینی دعوت ص ۴۲ بحوالہ سوانح یوسف ص ۱۳۲

نوٹ :- اے ناظرین کرام! اب اندازہ لگائیے کہ بچپن میں جن کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کرام کی صورتیں ان کے ارد گرد پھرتی تھیں تو اس کا عالم شباب کیسے قیامت خیز ہوگا۔ ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ جن کے عقیدہ میں ”نقل کفر کفر بناشد“ انبیاء علیہم السلام تک مر کر مٹی میں مل گئے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان سے ذکر کیا جا چکا ہے پھر صحابہ کی صورتیں جنہیں بلاشبہ انبیاء کا مرتبہ حاصل نہیں کہاں سے مولانا الیاس کی نانی صاحبہ نے اخذ کی تھیں جو دماغ میں مستحضر تھیں جسے کہا جا رہا ہے کہ یہ صحابہ کی سی صورتیں ہیں کیا یہ نانی صاحبہ صحابہ کے دور کی تھیں جو

آج تک طویل العمری کی بدولت زندہ رہیں اور وہ صورتیں جو اس دور میں ملاحظہ کی تھیں آج پھر وہی صورتیں نظر آ گئیں یہ کیا معنی ہے یہ فیصلہ آپ کی نظر کیا جاتا ہے خود ہی سوچنا ہوگا میرے خیال میں یہ عقل و ذہانت کا فقدان ہے جو عقیدے کے بگاڑ سے مفقود ہوا ہے اب مولانا الیاس صاحب کا ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیے تاکہ واضح ہو جائے کہ والا جناب کا بچپنا تو وہ تھا جو ابھی بیان ہوا ہے اب سن بلوغ کا واقعہ سنیں گے جس سے مولانا کے عالم شباب کا پتہ چل جائے گا چنانچہ مرتب ملفوظات مولانا منظور نعمانی صاحب اس طرح لکھتا ہے ”آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیر امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر ط کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

ملفوظات الیاس صف ۵۱ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ :- لا الہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے کہ یہ آیت کریمہ خدا کی نازل شدہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہی نازل کر رہا ہے فرق صرف یہ ہے آیہ شریفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور تفسیر مولانا الیاس پر القاء ہوئی ہے حالانکہ چودہ سو برس پہلے دنیا اسلام میں یہ آیت پڑھی جا رہی ہے سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ امت محمدیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی کے کاموں سے روکو۔ مگر چودہ سو برس بعد آج پہلی دفعہ اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ کی تفسیر مولانا الیاس کی شان

میں اتری ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ خدا کی پناہ! جب آدمی شقاوت پر اتر آتا ہے تو کیسی کیسی لرزادینے والی جساتیں کرتا ہے بعینہ مرزائیت کے بانی غلام احمد قادیانی نے بھی قرآن پاک کی ایک آیت کے ساتھ اس طرح کا مذاق کیا تھا۔ ”مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ط“ کے الہام میں محمد الرسول اللہ سے مراد میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہوں۔“

دیکھو اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۵ء

بحوالہ تبلیغی جماعت سطر ۶ ص ۲۸

نوٹ :- ناظرین صاحبان ذرا غور فرمائیے کہ دین کی ثابت شدہ حقیقتوں کی بغاوت کیلئے انبیاء علیہم السلام کی مثل ظاہر کئے جانے کا دعویٰ کیا ہی کم تھا کہ اس دعویٰ کو آیت کی تفسیر بنادیا گیا اور مزید ستم یہ کہ اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ الہام بھی قرار دے دیا گیا ایک طرف نبوت جیسا دعویٰ اور دوسری جانب آیت کی معنوی تحریف تیسری خدا کی ذات پر بہتان۔ ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“

دیکھو میرے بھائیو! ایک ہی نشانہ سے تین حرموں کا خون ہو رہا ہے یہ ہے جناب مولانا الیاس صاحب کا عالم شباب الغرض مولوی الیاس نے بھی وہابیت اپنے پیروں میں اور استاد کے اثر سے قبول کر لی اور اس مذہب نامہ مذہب کے پھیلانے میں کمر بستہ ہوا کیوں کہ اس کے ہر دو مقتداء نہایت کٹر اور پرلے درجے کے وہابی تھے۔ مولوی الیاس کے مرشد کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ اس کا ذکر تو

دیوبندیت کے پانچویں پیشوا کے نام سے ہو چکا ہے اب یہاں صرف اس کے استاد صاحب کا مختصر سا تعارف سنتے چلے۔

مولانا الیاس کا استاد :- مولوی الیاس کے استاد مولوی محمود الحسن دیوبندی ہیں اور وہ مولوی ذوالفقار علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اس نے دیوبند کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں جنہوں نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دیوبند کے مدرسہ میں معلمی اختیار کی دیوبند کے مدرسہ میں جب مولانا الیاس بغرض تعلیم پہنچے تو اس وقت دیوبند کے مدرسہ میں انہی کا تسلط تھا چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحب نے مکمل دیوبندی تعلیم لی جس کے سبب سے مولوی الیاس پر بھی دیوبندی وہابیہ کا رنگ چڑھ گیا مولوی محمود الحسن سیاسی تحریک کانگریس کے علمبردار بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے سیاست میں رہ کر کئی ایسے فتوے بھی دیئے تھے جن سے ہندوستان کی تعلیمی یونیورسٹیاں اور کالجوں کی چہل پہل تو رہتی مگر مسلمانوں کے ارادے ضرور ماند پڑ جاتے اس لئے قوم نے مولوی محمود الحسن کے فتوؤں کو ہرگز قبول نہ کیا اگرچہ اس بات کی تفصیل درکار ہو تو رسالہ ترک سوالات ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی الیاس کے اس استاد نے رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوہی کی وفات کے سلسلہ میں ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا جو ”مرثیہ گنگوہی“ کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی بازار میں دستیاب ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ دیوبندی مسلک کے مطابق حضرت مرثیہ حسین علیہ السلام کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔

مرثیہ حسین اور دیوبندی فتویٰ :- مرثیہ شہدائے کربلا جلا دینا یا

دفن کر دینا صعدی ہے ”دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ مولفہ پیشوائے دیوبند نمبر سوم کا صفحہ نمبر دو سو چتر

فائدہ :- ایک طرف تو یہ فتویٰ کہ مرثیہ حضرت حسین علیہ السلام جلا دویازمین میں دفن کر دو مگر دوسری جانب اس کے برعکس دیوبندیوں کے زیر اہتمام مرثیہ گنگوہی اب بھی چھپ کر بک رہا ہے الغرض یہ مرثیہ مولوی الیاس کے استاد کی کاوش و محنت ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں وہابی دیوبندیوں کی پیر پرستی کا بھرم کھل جائے گا حالانکہ وہ پیر پرست اور گور پرستی کا طعنہ اہل سنت و جماعت کو دیتے ہیں کہتے ہیں ایسے دیسے ہیں۔ اب شعر سنئے اور خود اندازہ لگائیے کہ ہم اہل سنت پیر پرست ہیں یا وہابیہ دیوبندیہ خود ہمارے عقائد سے چند قدم آگے ہیں۔

(۱) تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں میں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ گنگوہی

نوٹ :- حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ کریم کے حضور جمال الہیہ کے دیکھنے کی التجا کی یہ قرآنی واقعہ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”رب ارنی انی انظر الیک یعنی یا اللہ مری خواہش ہے کہ مجھے اپنا جمال مبارک دکھائیے میں دیکھنا چاہتا ہوں اس واقعہ کو تشبیہ ”محمود الحسن صاحب ذہن میں رکھ کر اپنے پیشوا و مقتداء رشید احمد گنگوہی کے حضور التجا کر رہے ہیں جس میں اس کی شرح کچھ اس طرح ہے کہ خود محمود الحسن صاحب بمنزلہ موسیٰ علیہ السلام اور

رشید گنگوہی کو بمنزلہ رب کائنات تصور کر کے پکار رہے ہیں اور رشید صاحب کی قبر کو کوہ طور سمجھ رہے ہیں تو یہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا اور قبر گنگوہی کو کوہ طور سے ملانا اور رشید صاحب کو خدا کے ساتھ تشبیہ ملا کر عرض کرنا اس بیان میں۔ رب کائنات اور موسیٰ علیہ السلام اور کوہ طور کی توہین اور بے ادبی نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ دوستوار رب کائنات کی ذاب عالیہ لیس کَمَثَلِہِ فِی شَئِیْ ہے اور موسیٰ وہ پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن میں تمام انبیاء کرام کے ذکر سے زیادہ ہے اور کوہ طور وہ مقدس پہاڑی ہے جس کے متعلق ادب و احترام کا لحاظ سنئے۔ جب موسیٰ کوہ طور پر جاتے تو اذبا حکم ہوتا تھا یا موسیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اور رب قدیر خود اس پہاڑ مقدس کی قسمیں اٹھاتا ہے۔ الغرض استاد مولوی الیاس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کر کے خود کو ایک مثیل موسیٰ کی طرح مثل و نظیر بنانا یہ اس کی کتنی بڑی تعالیٰ ہے جو صرف عقیدہ کے بگاڑ سے پیدا ہوئی اور اب دوسرا شعر بھی اسی مرثیہ کا سنئے۔

(۲) نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا قضائے مہرم

مرثیہ گنگوہی

نوٹ :- اگر ان کے سامنے حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کا یہ مصرع پڑھ دیا جائے۔ ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو فوراً ان کو پارہ چڑھ آتا ہے اور یوں فتویٰ داغنے لگتے ہیں کہ اس کا

پڑھنا کفر و شرک ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے وہ کون طاقت ہے جو تقدیر بدل ڈالے یہ صرف اللہ کا کام ہے اللہ نے کسی اور کو نہیں سونپا مگر اپنے لئے یہ ہی عقیدہ شیر مادر بن جانا ہے دیکھئے ایک مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی کا مرید اپنے شیخ کے متعلق یوں نغمہ ریز ہے۔

(۱) سن اکتالیس سے پہلے میں بڑا ہی سخت غالی تھا

گھراؤ بدعتوں کا تھا گرفتار توالی تھا

(۲) غلام اللہ کے اک ہی وعظ نے مجھ کو بدل ڈالا

عقیدہ تھا جو بد میرا سے میں نے اگل ڈالا

پوسٹ مارٹم ص ۸ بحوالہ سوانح حسین علی

(۳) مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو ذرا دیکھیں ابن مریم

نوٹ :- اس شعر میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ تو صرف مردے جلاتے تھے مگر گنگوہی صاحب کی وہ شان ہے انہوں نے فقط مردوں کو زندہ نہیں کیا بلکہ زندوں کو مرنے بھی نہ دیتے تھے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گنگوہی امام الوہابیہ صاحب تصرف تھے گویا جسے چاہیں موت دے دیں جسے چاہیں زندہ رہنے دیں یہ سب کچھ گنگوہی کے اختیار میں تھا مگر اچھبے کی بات یہ ہے کہ آنجہانی خود زندہ نہ رہ سکے پھر تعجب یہ کہ اگر ہم بے طاع الہی اسی تصرف کو مد نظر رکھتے ہوئے اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو صاحب تصرف مانیں تو ہم کافر و مشرک ہو جائیں اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ”رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، یہ

ان کا عقیدہ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۳۴ میں بڑے طمطراق سے ثبت کیا گیا ہے تف ان کے اس برے عقیدہ پر انبیاء و اولیاء علیہم السلام تو عند اللہ بڑا مقام ہے۔ نبیوں کے مطابق ارشاد ربانی ہے ”وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجْهًا“ وہ تو کچھ نہ کر سکیں اور یہاں رشید کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے مرے دوستو! سوچئے یہ لوگ ہمیں اہل سنت کو اولیاء پرست اور قبر پرست کہتے پھرتے ہیں اور اپنے گھر کی خبر بھی نہیں لیتے انہی لوگوں پر یہ کہادت صادق آتی ہے کہ اپنی آنکھوں میں شہتیر نہیں دیکھ سکتے اور دوسروں کی آنکھ میں ان کو تنکا نظر آ جاتا ہے اب اس جماعت کا مقصد دیکھئے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کا مقصد :- اس جماعت کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ مولوی تھانوی صاحب چوتھے پیشوائے دیوبندیت کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کی تصنیفات سے علم اور اس کے پیروؤں سے عمل حاصل کیا جائے مولانا الیاس صاحب کہتے ہیں ”حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے، حضرت کے برکات سے استفادہ اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کیلئے سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

ملفوظات الیاس ص ۶۹

نوٹ :- عبارت کی سطر سطر پکار کر کہہ رہی ہے کہ تبلیغی جماعت کی تمام جدوجہد کا مرکزی نقطہ تھانوی صاحب کی روح کی خوشنودی حاصل

کرنی ہے یہاں ایک مولانا الیاس کا مکتوب درج کیا جاتا ہے تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

مکتوب :- ”حضرت تھانوی سے منفع ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منفع ہو ا جائے ان کی کتابوں سے علم آئے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔“

مکتوبات الیاس ص ۸۳ بحوالہ تبلیغی جماعت نوٹ :- اب ظاہر ہے کہ مولانا الیاس اور اس کی تیار کردہ پارٹی کا صرف واحد مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پھیلانا نہیں بلکہ تھانوی تعلیم کو عام کرنا بھی ہے اور تھانوی کی روح کو خوش کرنا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس جماعت نے اپنا یہ مقصد تبلیغ کیوں قرار دیا ہے ہر ایک کی پسند ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ ع

”خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی“

ہاں اعتراض ہے تو اس بات پر ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کو فریب کیوں دے رہی ہے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو پھیلانے کیلئے نکلے ہیں۔ ہمارا کسی سے اختلاف نہیں وغیرہ اور یہ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم وہابی ہیں اور وہابیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ مرے دوستو! یاد رکھو جس جماعت کی نقل و حرکت ابتداً جھوٹ پر ہو اس کی انتہا کس چیز پر ہوگی کیا یہ سچ نہیں۔

خشت اول چول نہد معمار کج

تاثیرا سے رود دیوار کج

آئیے اب تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ہدایات کا جائزہ لیں

تاکہ اس جماعت کی مضرتوں کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے۔
تھانوی تعلیم :- (۱) مولانا احمد اکبر آبادی تھانوی تعلیم کے متعلق طراز ہیں ”اپنے معاملات میں تاویل اور توجیہ اور اغماص و مسامحت (چشم پوشی) کرنے کی مولانا (تھانوی) میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہی ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ شریف صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف ور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی صاحب یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب کچھ اس کا نتیجہ اور ثمرہ ہے“

ماہنامہ برہان دہلی

بحر یہ ماہ فروری ۱۹۵۲ء بحوالہ تبلیغی جماعت ۶۰

نوٹ :- اس واقعہ پر گھر ہی کے آشنا کا تبصرہ کافی ہے اس لئے کسی مزید تبصرے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ واقعہ صرف خواب ہی کا نہیں بلکہ بیداری میں بھی یہی کیفیت ہے چنانچہ مرید کا اعتراف سنئے وہ کہتا ہے ”حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے بائیں خیال بندہ بیٹھ گیا پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں

لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صلی علی سیدنا و بنینا و مولانا اشرف
حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو
میں نہیں۔

رسالہ الامداد مجزیہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵

نوٹ :- کم بخت وہ زبان کتنی عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہے
کیلئے بے قابو نہیں ہوئی لیکن اس کی نبوت کے اقرار کر میسے کیلئے بے
قابو ہو جاتی ہے اگرچہ اسے قبول کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا دشنام طرا
بھی یہ کہہ کر نکل جائیگا کہ کیا کروں مجبور ہوں بے اختیار ہوں زبان
اپنے قابو میں نہیں اس واقعہ میں عبرت ناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اسکے
مولانا تھانوی اپنے مرید کو اس کلمہ کفر پر صریح حکم لگاتے اور اس کو تنبیہ
کرتے کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے شیطان کا فریب ہے مگر مولانا صاحب
نے مرید کی طرف حوصلہ افزاء جواب دیتے ہوئے یہ لکھا کہ ”اس واقعہ
میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔“

۲۴ شوال ۱۳۳۶ھ الامداد ص ۳۵

اسی طرز کا ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلے دستار بندی میں بعض حضرات نے
ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو
اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود
ہیں حضرت والا اشرف علی تھانوی نے بآداب عرض کیا کہ اس کیلئے
روایات کی ضرورت ہے اور وہ مجھ کو مستحضر نہیں۔

(اشرف السوانح ص ۹ جلد نمبر ۱)

نوٹ :- یہ وہ تھانوی ہیں جن کو حکیم الامت جامع المجددین اور مجدد
کے لقب سے نوازا جاتا ہے تھانوی صاحب کو شرک و کفر اور بدعت کے
بتلہ اقسام بہ یک وقت مستحضر تھے شادی کا سہرا باندھنا شرک، عبدالنبی
نام رکھنا شرک، پیر بخش، فرید بخش نام رکھنا شرک، صابوں سازی کا
طریقہ گوشت گلانے کی ترکیب، مرہ اور چٹنی بنانے کا طریقہ جو بہشتی
زیور کے گیارہ حصوں میں بھر دیا گیا ہے وہ تو سب کچھ یاد ہے الغرض
صاحبن فیکٹری کا ناظم اعلیٰ اور مطبخ کے ناظم امور و اساز کار خانہ کا جنرل
اعظم انجمن مسلم خواتین کے کمانڈر ان چیف کو جو باتیں معلوم ہونی
چاہئے تھیں وہ من و عن تھانوی کے ذہن میں مستحضر تھیں مگر افسوس
اور صد افسوس کہ تھانوی صاحب کا ذہن خالی تھا فضائل رسول علیہ
السلام سے جو کہ وہ وعظ میں بیان کرنے تھے مگر یاد رہے کہ اس عنوان پر
معمولی تعلیم والا گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے اور کچھ بھی نہ سہی صرف
مجزات کے موضوع پر تھانوی صاحب وعظ فرما سکتے تھے مگر مگر یہ کہہ
کر کہ وہ روایات مجھ کو مستحضر نہیں اور فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر وعظ فرمانے سے انکار کر گئے۔ میرے دوستو حقیقت یہ ہے
کہ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو کرنے کیلئے عشق
اور ایمان کے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بد نصیب اس موضوع
پر کیا بیان کر سکتا ہے جس نے ساری زندگی رسول پاک صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے علم شریف اور میلاد شریف پر زبانیں گسی ہوں اور میلاد
پاک کے عالمین کو کافر و مشرک قرار دیا ہو اور اس دار الفنا سے دار البقا

جاتے ہوئے حق ایمان جیسی رسلیا جس میں سرکار معظم کی جی بھر توہین کی گئی اور وہی عبارات کا پلندہ چھوڑ گیا ہو۔

ناظرین محترم! غور فرمائیں اسی طرح کی کفر نواز تعلیم تبلیغی جماعت نے پھیلائی تو کیا حشر لگایا یہ تھی تعلیم تھانوی کی مختصر روداد اور اب ہدایات تھانوی بھی سنئے۔

تھانوی ہدایات: (۱) فاتحہ نیاز ولیوں کی مت دلایا کرو بزرگوں کی منت مت مانو بہشتی زبور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو۔

قصہ السبیل ص ۲۶ بحوالہ تاج بہشتی زیورج ۷
(۲) کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کی خبر ہو گئی ہے کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا ہنا سہرہ باندھنا علی بخش حسین بخش اور عبد النبی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ اللہ و رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

بہشتی زیورج ص ۷۷
نوٹ: - یہ ہدایات تھانوی ہیں جن کو عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کو شاں ہے مگر یہ جماعت ظاہر طور پر یہ اصول بیان کرتی پھرتی ہے۔
صحیح کلمہ اور صحت نماز شرک اور شرک کی باتیں مٹانا وغیرہ جہاں تک ظاہر محاسن کا تعلق ہے بجا ہے لیکن اس کے پردہ میں جو کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آیا تو نماز ختم یہ خیال نماز کو شرک کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے ”شیخ اسد جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں! اپنی ہمت کو لگانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں

مستغرق ہونے سے برا ہے۔ یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم فارسی ص ۸۶

جب اس جماعت کے عقیدے میں بحالت نماز سردار دارین سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا شرک ہے تو یہ تبلیغی جماعت نماز کی تبلیغ سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتی ہے جب کہ نماز میں ”التحیات“ پڑھنا واجب ہے اور نماز پڑھتے وقت نمازی جب یہ جملہ السلام علیک ایھا النبی پڑھے گا تو ظاہر ہے کہ اسے نبی پاک کا تصور ضرور آئے گا اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو نماز میں یک لخت التحیات پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا نماز میں پڑھنا واجب ٹھہرایا گیا ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ التحیات کو پڑھ لیا جائے لیکن نبی پاک کا خیال دل میں نہ لایا جائے پھر مشکل یہ ہے کہ فقہائے کرام کا یہ ارشاد ہے کہ التحیات کو نماز میں بصورت انشاد ادا کیا جائے حکایتاً تصور نہ کیا جائے دیکھئے در مختار وغیرہ امام غزالی ”احیاء العلوم ج ۱ ص ۵۰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے ”احضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ الْكَرِيمَ وَشَخْصَةَ الْكَرِيمِ وَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل میں پہلے حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے دل میں سچی آرزو پیدا کرو یہ سلام ان کو پہنچ رہا ہے۔

مذاق العارفین ج ۱ ص ۲۱۵

غرض کسی صورت میں بھی تبلیغی جماعت والوں کیلئے نماز کی

ادائیگی سے عہدہ بر آہونا ناممکن ہے بجز اس کے وہ اپنے اس عقیدے سے تائب ہو جائیں جب تبلیغی جماعت والوں کیلئے خود اپنی نماز سے صحیح طور پر عہدہ بر آہونا ممکن نہیں تو دوسروں کی نماز کا کیا یقین؟
تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر:- شروع شروع میں جب وہابی نجدی تحریک اٹھی تو اس کا طریق کار بھی اسی تحریک تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو بہو مشابہت رکھتا ہے اب یہاں ان دونوں تحریک کے دعوؤں کی یکسانیت بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح ان کے دعوؤں میں یکسانیت ہے اسی طرح ان کے عقائد بھی ہم آہنگ اور ہمرنگ میں سر مو فرق نہیں۔ عبد الوہاب نجدی نے جس وقت وہابیت پھیلانے کا بیڑا اٹھایا تھا تو اس وقت اس کا طریقہ کار بھی اسی طرح کا تھا چنانچہ مولوی مسعود عالم ندوی لکھتا ہے ”انہوں (محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار) نے بدعت کے استیصال اور توحید و اخلاق کے عام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا دعوت کی بنیاد توحید پر رکھی کلمہ لا الہ الا اللہ کا بول بالا ہوا ان کا شعار تھا

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۴

بعینہ تبلیغی جماعت نے اپنے مشن کی بنیاد تصحیح کلمہ پر رکھی جیسا کہ قارئین ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے ”شیخ (محمد ابن عبد الوہاب) کی تشریف آوری سے پہلے درعیہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں جماعت کی گرم بازاری تھی شیخ نے سب سے پہلے وعظ و تدریس کے حلقے قائم کئے اور صبح سے شام تک آنے والوں کو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے اور دینی دعوت و دعوت توحید و اخلاص فی العبادۃ اللہ کی

(محمد عبد الوہاب ص ۴۴) بالکل اسی طرح مولانا الیاس نے بھی سب سے پہلے ہستی نظام الدین میں سلسلہ تدریس جاری کیا یہاں دعوت کے ذریعے میواتیوں میں اصلاح کرنی شروع کی۔ ابن عبد الوہاب نجدی کا ایک طریقہ یہ بھی تھا ”شیخ نے اپنی دعوت کا حلقہ وسیع کیا اور دور دور کے شہروں میں علماء امراء اور وزراء اور قضات کے پاس تبلیغی خطوط بھیجے اور انہیں اپنی دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کرنے لگے (محمد بن عبد الوہاب ص ۴۷) اسی طرح مولوی الیاس نے ہستی نظام الدین میں حلقہ وسیع کیا پھر اس جماعت کے ذریعے اندرون و بیرون ملک تبلیغی جماعت کے دستے بھیجنے شروع کئے اب بات سامنے آگئی ہے کہ ان دونوں تحریکوں یعنی تحریک وہابیہ نجدیہ اور تحریک تبلیغیہ وہابیہ میں عملی و اعتقادی یکسانیت ہی یکسانیت ہے ذرا سا فرق بھی نہیں تبلیغی جماعت ٹھیک ٹھیک وہابیت کے نقش قدم پر چل رہی ہے اس جماعت کے لوگ اپنے لئے وہابی ہونے کا اعتراف فخریہ طور پر پیش کرتے رہتے ہیں اور دیوبندی بھی ان میں ملے جلے ہیں گویا یہ سب ہی ایک رشتہ میں منسلک ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی کا اعتراف:- جس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کانپور کی مسجد میں مقیم تھے تو ایک دفعہ محلہ کی چند عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے کچھ مٹھائی مسجد میں لے آئیں تو مولانا (اشرف علی) کے طالب علموں نے بجائے فاتحہ کے مٹھائی لے کر خود کھا گئے عورتوں نے غصہ میں آکر ہنگامہ پیدا کر دیا تو لوگ بھی جمع ہو گئے جب مولوی اشرف علی کو علم ہوا تو وہ بھی آگئے اور لوگوں کو کہنے لگے کہ

بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے مت لایا کرو۔

اشرف السوانح ج ۸ ص ۲۸

نوٹ :- یہ وہ تھانوی صاحب ہیں جن کی تعلیم عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت والے کام کر رہے ہیں وہ خود کہہ رہا ہے کہ ہم وہابی ہیں مگر اب تبلیغی جماعت سنیت کے لبادہ میں نقاب پوش ہو کر اپنے اصل روپ کو چھپاتی ہے اور اپنے کو وہابی کہلوانے سے گھبراتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے سنی کہلائے پھرتے ہیں اصل میں وہابی ہیں۔

(۲) منظور نعمانی اور مولوی ذکریا کا اعتراف :- مولوی الیاس جس وقت قریب المرگ تھے تو اس کی جگہ جانشین کی بابت چہ بے گویاں ہونے لگیں۔ منظور نعمانی صاحب اس وقت اس جماعت کا سرگرم رکن تھا وہ کہتا ہے کہ میں اور مولوی علی میاں ایک رات دیر تک اسی سوچ بچار کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کے مشن کو قائم رکھنے کیلئے شیخ الحدیث محمد ذکریا کا ندھلوی کو جانشین بنالیا جائے تو یہ کام سرانجام ہو سکے گا ورنہ یہ مشکل امر ہے پھر میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا ”ہم لوگوں کا اندازہ ہے جناب والا کو بھی اس سے اتفاق ہو گا یہ کہ حضرت کے بعد جناب یہاں (بہستی نظام الدین میں) قیام کا فیصلہ فرمائیں کیوں کہ ان سب کا جناب کے ساتھ الحمد للہ عقیدت و محبت کا خاص تعلق ہے..... اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں کے بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم ”بڑے سخت وہابی“ ہیں ہمارے اس بات کی کوئی

کشمکش نہیں ہو گی کہ یہاں حضرت کی قبر تھی اور یہ مسجد ہے حضرت شیخ الحدیث نے میری بات پوری خاموشی سے سنی اور جب میں اپنی عرض کر چکا تو فرمایا بس انتظار کرو واللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی تمہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے در دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔

ملخص السوانح یوسف ص ۹۰-۹۳

نوٹ :- تھانوی سے لے کر منظور نعمانی اور محمد ذکریا تک تمام قائدین و عمائدین تبلیغی اپنی وہابیت کا اقرار کر رہے ہیں ان حضرات کا وہابی ہونا صرف سنیوں کا الزام نہیں ہے بلکہ خود ان کی زبان کا اقرار ہے کہ یہاں وہابی رہتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں میں تم سے بڑا وہابی ہوں اب اس بات کا صاف پتہ چل گیا کہ یہ سب کے سب وہابی ہیں اب جو کوئی ان کا ساتھ دے تو ان کی مرضی۔

گر نیا مکہ رغبت بہ ہیج کس

بر رسولاں بلاغ و باشد و بس

فائدہ :- مولوی اشرف علی تھانوی مولوی ذکریا سہارنپوری اور مولوی منظور نعمانی کے بیانات سے ایک تو ان کا وہابی ہونا معلوم ہوا دوسرا عقائد وہابیہ کی عکاسی بھی ہو گئی تیسرا اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے اور ان کی زیارت کرنے سے روکنا بھی ثابت ہوا کیوں کہ ولیوں کے عرس کی حاضری سے ہمیشہ ہی روکتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال

ماط قائم کر لیا اور اپنے کردار اور گفتار کا ایک الگ محاذ بنالیا اور ساتھ ساتھ رخ بھی بدلنا شروع کیا اور تردید مذہب حقہ اہل سنت و صلی کی طرف پلٹے اور حملے کرنے شروع کر دیے مثلاً نبی پاک صلی علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کا حملہ امیر معاویہ کی مدح و ثناء رکھ کر حضرت علی کو مورد الزام ٹھہرانے کا حملہ اور حضرت حسن سے شہید ہونے کے انکار کا حملہ وغیرہ اور ساتھ ہی یزید کی منقبت قائم کرنے لگے الغرض یہ تنظیمی جماعت بھی وہابیہ دیوبندیہ کی ہی ایک امت ہے اور تنظیمیت کا لبادہ اوڑھ کر اور نقاب پہن کر سامنے ایف لائی ہے اب اس کے چند عقائد سنئے۔

شہدائے کے مزارات پر جا کر ہدیہ تحفہ کا ایصال ثواب فرمایا تھے ہاں پہلے پہل اوائل اسلام میں جب تک صحابہ کرام کا ایمان تک راسخ نہیں ہوا تھا اور نو مسلم تھے اس وقت بہ تحت حکمت زیارت قبر وغیرہ سے ضرور روکا گیا تھا مگر جب ایمان مضبوط ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ زِيَارَةَ الْقُبُورِ فَرُوزَهَا۔ یعنی میں نے تم کو زیارت قبر سے منع کیا مگر اب اجازت ہے۔

تنظیمی جماعت :- ابھی ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ ایک نئی تحریک تنظیمی اہل سنت نمودار ہوئی ہے جس نے لوگوں کے سامنے اپنا نصب العین تحفظ ناموس صحابہ اور رافضیت و شیعیت کا رد و تبلیغ بیان کیا ہے بظاہر تو یہ اصول اس جماعت کے اچھے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو مفتون کرتے ہیں خواہ اس کے در پردہ کوئی ہی لائحہ عمل ہو منفعت بخش ہو یا ضرر رہاں یا یوں جانئے کہ جس طرح ولایتی چیز بڑی نفیس اور چمکدار ہوتی ہے جو ناظرین کو اپنی نفاست سے کھینچ لیتی ہے خواہ اس میں نفع ہو یا نہ ہو ایسے ہی اس تنظیم نے اپنے اصول تو بڑے جاذب نظر تجویز کئے ہیں تاکہ لوگوں کو ان اصولوں کی بدولت مسحور کر لیں اور اپنا وقار بھی مہیا کر لیں مگر باطنی طور پر یہ جماعت بھی پہلی جماعتوں کی طرح وہابیت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے ان کے انہی اصولوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے پھندے میں آگئے ہاں کئی صاحب بصیرت لوگ جنہوں نے اس جماعت کو قریب تر ہو کر دیکھا تو وہ فوراً ان کی بدعتاں کی کو دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے اور کئی لوگ ان کے جال میں آ ہی گئے جب اس جماعت

عقائد تنظیمیہ :- (۱) نفس اور ذات کے اعتبار سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرے انسانوں کی طرح ہیں (۲) حضور صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرے بشر اور آدمیوں کی طرح ہیں (۳) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بظاہر بشر نہیں درحقیقت بشر ہیں۔ (بشریت النبی از نور الحسن بخاری سابق صدر اہل سنت صفحات علی الترتیب ص ۸۰-۸۹)

نوٹ :- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور ظاہر شکل و صورت میں بشر ہیں اور پیدائشی لحاظ سے عام بشروں کی پیدائش سے ممتاز ہیں اور اعلیٰ حیثیت کے مالک ہیں جس وقت اس عالم موجودات میں آپ نے ظہور فرمایا تو آپ ناف بریدہ و مخنثوں شدہ تھے کیا اس عالم ناپائیدار میں کوئی ایسی اور پیدائش ہوئی ہے جو ناف بریدہ اور مخنثوں شدہ ہو نہیں اور ہرگز نہیں نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد تاحال یہ صورت سامنے آئی پس ثابت ہوا کہ آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت کی مانند ہرگز نہیں اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں ”آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت تمام افراد انسانی سے ہر رنگ میں زالی ہے بلکہ افراد عالم میں کوئی فرد کسی حیثیت میں آپ سے مناسبت نہیں رکھتا آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وجود انسانی وجود کے اللہ جل شانہ کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور کسی کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی“

مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰
(۴) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور نہیں ماننا ہوگا بشر ماننا پڑے گا۔
بشریت النبی ص ۳۳
نوٹ :- آنحضرت کی خلقت مبارکہ بلاشبہ نور سے مخلوق ہے اس کا منکر مگر او اور بد عقیدہ طحہ سے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ مُبِينٌ۔ اس آیت میں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ قِيلَ بِالْمُزَادِ الْأَوَّلِ هُوَ الْوَسْوَءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبِالْثَّانِي الْقُرْآنِ۔ تفسیر روح البیاء ج ۲ ص ۳۶۹ تفسیر ابی السعود بر حاشیہ تفسیر کبیر ۴/ ص ۳۶۔ بعض لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اس جگہ قرآن ہی کو نور بیان کیا گیا ہے مگر ان کا یہ کہنا ہرگز قابل قبول نہیں اس لئے کہ نور اور کتاب مبین کے درمیان واسطہ ہے اور عطف مغائرت چاہتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک بار جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا ”يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ“ اے جابر رب کائنات نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہاں نور سے روح مراد ہے جس سے حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کا نور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں نور نبیک من نورہ ہے جس طرح نورہ میں اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد اللہ تعالیٰ کا نور مراد ہے اسی طرح

نُورِ نَبِیِّکَ میں اضافت بیان یہ ہے اور لفظ نور سے مراد ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں یہ بات بے خبری پر مبنی ہے اور جہالت پر دال ہے۔ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارح النبوت کے صفحہ نمبر ایک سو چھ پر لکھتے ہیں۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از فرق تا قدم نور بود کہ دیدہ حیرت ورجال وکمال او خیرہ مے باشد“

بحوالہ تحقیق الحق ص ۱۳

(۵) غائب کا اپنی جگہ حضور علیہ السلام کو حاضر و موجود جان کر بصیغہ یا ونداد خطاب ممنوع و حرام ہے۔

حیات الاموات از نور الحسن بخاری ص ۱۳۶

نوٹ نمبر ۱:- مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے تحذیر الناس کے صفحہ نمبر دس پر لکھا ہے کہ ”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ“ کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کہ دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے ”اس نتیجہ سے صاف ظاہر ہے کہ جو مومن ہے تو اس کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ قرب ہے یعنی بقرینہ قرب حاضر و ناظر کے ہے جتنا کہ مومن کو اپنے جان سے قرب ہے اور جو مومن نہیں اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ مانے تو مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کی شومئی قسمت اور حراماں نصیبی کی علامت ہے۔

نوٹ نمبر ۲:- نماز میں التحیات پڑھتے وقت خطاب ندائیہ السلام علیک ایہا النبی موجود ہے اور یہ تحیہ و سلام بصیغہ انشاء ادا کیا جاتا ہے جو حاضر و ناظر کا مقتضی ہے کیا یہ خطاب حرام و ممنوع ہے جس کے پڑھنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں ہرگز نہیں اگر یہ خطاب ناجائز ہو تا تو رسول پاک اس کا حکم کیوں فرماتے؟

نوٹ نمبر ۳:- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق والامر عالم امر مقید بجهت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے بس اس کے جواز میں کچھ شک نہیں امداد المشتاق ص ۵۹ و شام امدادیہ

اب ثابت ہوا کہ نعرہ رسالت وغیرہ یعنی کلمہ یا کے ساتھ یا رسول اللہ یا نبی اللہ جس صورت میں پکارا جائے جائز و حلال ہے یا رسول اللہ کو پکارنا عشق و محبت سے ہوتا ہے یا توسل و استشفاع کیلئے یا بوقت دکھ و مصیبت اور تکلیف میں ہوتا ہے بہر حال جس طرح کی پکار ہی کیوں نہ ہو سوائے وہابیہ دھرم کے ممنوع و حرام نہیں ہے بلکہ جائز و مستحسن ہے اب فیصلہ ناظرین کی عدالت میں ہے خواہ تنظیموں کا ساتھ دے کر وہ بھی نعرہ رسالت سے انکار کر دیں یا اہل سنت کا ساتھ دے کر نعرہ رسالت لگانے کو تسلیم کر لیں۔ نمبر ۶..... یزید کی بھی بڑی شان ثابت ہوتی ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر و ص ۲۹

نوٹ:- اخراج الریائی عن ابی الدردی اول من یدل سنتی رجُل من بنی اُمیۃ یقال لہ یریدط حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پہلا

(۷) دوسرے لشکر کے امیر غزوہ قسطنطنیہ میں یزید بن معاویہ تھے اور یہ حضور کی نبوت کی بڑی دلیل ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر ص ۳۳ نوٹ :- سبحان اللہ! اور دلائل اور براہین سے تسامح اور چشم پوشی اور یزید پلید کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر دلیل قرار دینا نہایت ستم ظریفی اور ابلہانہ کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں یزید ملعون کو نبوت پر دلیل تب سمجھا جاتا جب کوئی ہم کو نبوت کی دلیل نہ ملتی وہ بھی کراہتا مگر تنظیموں کو حمایت یزید درکار تھی اس لئے اس کو نبوت کی دلیل سمجھا جا رہا ہے دلائل نبوت کے سلسلہ میں علمائے کرام نے بڑی بڑی اجلہ کتب رقم کر رکھی ہیں جیسے دلائل النبوت علامہ بیہقی اور حجتہ اللہ علی العالمین علامہ مہبانی صاحب مگر اے تنظیمو! اگر ان کتابوں تک تمہاری رسائی نہ ممکن ہے تو صرف درس نظامی کی ابتدائی کتاب ”تحفہ رسولیہ“ کا مطالعہ کر لیجئے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ یزید کی حمایت کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی زد سے بیت اللہ شریف کی حرمت و عظمت نہ بچ سکی نہ مدینہ میں مسجد نبوی کی تکریم و تعظیم محفوظ رہ سکی اس پر شاہد ایک اقتباس سنئے علامہ ابن حجر صواعق محرقة میں رقم طراز ہیں ”یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا مدینہ کی بچر متی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے کئی روز مدینہ کی بچر متی ہوتی رہی مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اہل مدینہ روپوش رہے یہاں تک

تخص جو مری سنت کو تبدیل کرے گا وہ ہوامیہ سے ہو گا اور اس کا نام یزید ہے۔ (اسعات الراغبین از شیخ محمد صغان علی ہامش نور الابصار مصری ص ۷۷ و صواعق محرکہ کا ترجمہ برق سوزاں ص ۷۳۰) حضرات یہی یزید ہے جس نے سب سے پہلے آقا کی سنت کو بدلا اور معرکہ کرب و بلا میں خاندان رسول پر محشر برپا کر دیا تھا تنظیمی دھرم والے اسی یزید کی عظمت و بزرگی ثابت کرنے میں مصروف ہیں بھلا جس کو رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باغی قرار دیا ہو اس کی کس طرح عظمت و برتری ثابت کی جاسکتی ہے حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ إِنَّهُ كَانَ يَبْكِي حِينَ وَلَدَ الْحُسَيْنَ فَقِيلَ لَهُ مَا يَبْكِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ یعنی جس وقت حضرت حسینؑ تولد ہوئے تو رسول پاک حسینؑ کو دیکھ کر گریہ فرمانے لگے پوچھا گیا یا رسول یہ رونا کیسا فرمایا مرے اس لخت جگر کو بیدردی سے باغی لوگ قتل کر دیں گے رونا اس لئے ہے۔ آپ کی یہ پیشگوئی بالکل ٹھیک ثابت ہوئی یزیدی فوجیوں کے ہاتھوں حضرت حسینؑ شہید ہو گئے اور وہ یزید باغی ثابت ہوا جس یزید کو تنظیمی دھرم والے زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے بہشتی ثابت کرتے پھرتے ہیں۔

العباد باللہ

حاشیہ :- مولوی غلام محمد فاضل دیوبندی نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ کا علم تو نہیں مگر حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہے رشید ابن رشید ص ۳۴۱

کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم کے ممبر پر پیشاب کیا پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کیلئے مکہ کی طرف گیا اور وہاں ان لوگوں نے منجیق سے کعبہ پر سنگ باری کی اور اسے آگ سے جلایا۔

برق سوزاں ترجمہ اردو صواعق محرقہ ص ۶۳۵
علامہ سیوطی فرماتے ہیں ”یزیدی لشکر مدینہ طیبہ کی تاراجی کے مکہ معظمہ آیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا ان سے قتال کیا ان پر منجیق کے ذریعے آتش باری کی یہ واقعہ ۶۲ھ کا ہے جس کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے جل گئے چھت جل گئی اور اس مینڈھے کے وہ سینگیں جل گئیں جو اسماعیل کے مدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا وہ دونوں سینگیں کعبہ کی چھت میں تھیں۔

کربلا کا مسافر ص ۱۹۱ نقل تاریخ الخلفاء سیوطی و صواعق
اے ناظرین محترم! ایسے سفاک اور بد اطوار ملعون کو نبوت کی دلیل بنانا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے اب فیصلہ تمہاری نگاہ کا منتظر جدھر چاہو ادھر کر دو یہ تمہاری ہی مرضی پر منحصر ہے۔ ع

بر رسولان بلاغ باشد و بس

۸ (۱) آپ (امیر معاویہ) سیدنا حضرت علی کے مقابلہ میں ضرور تھے مگر اس حقیقت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی کہ اس میدان میں حضرت معاویہ کو مجبوراً اترنا پڑا۔

(ب) جب سیدنا حضرت علی کی فوج شام پر حملہ کے ارادے سے خلیلہ تک پہنچ گئی تو اس وقت مجبوراً حضرت معاویہ مقابلہ کو نکلے۔

(ج) حضرت معاویہ نے صفین میں ابتداء اور پہل نہیں کی آپ کو مجبوراً اس مسلمانوں کی جنگ میں آنا پڑا۔

ماہ نامہ و عوت لاہور امیر معاویہ نمبر
علی الترتیب ص ۳۷/۵۳، ۳۸/۵۴

(یاد رہے کہ ماہ نامہ دعوت تنظیمی مسلک کا اپنا جاری کردہ ماہ نامہ ہے)
نوٹ :- تنظیمی عقائد کے نمبر ۸ کی تینوں عبارتوں میں خط کشیدہ لفظ مجبوراً قابل غور والتفات ہے کیونکہ اس لفظ کو تین مقاموں میں داخل کر کے یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے صفین میں جنگی ابتداء اور پہل کی ہے اور امیر معاویہ کو مجبوراً دفاعی لحاظ سے بالمقابلہ جنگ میں آنا پڑا اب مناسب ہے کہ یہاں تنظیمی جماعت کے معتمد اور جید مفسر عالم دین کی زبانی ان کی نسلی کروادی جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے اور ان کا بہتان جو حضرت علی کی ذات پر لگایا جا رہا ہے اس کا صفایا ہو جائے اور حضرت علی کی شان دوبالا ہو جائے چنانچہ خاندان ولی الہی کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

”چوں امیر (حضرت علی) را خبر شد کہ لشکر معاویہ شہر انبار را غارت کروند بنفس نفیس خود پیادہ از دولت خانہ رواں شد تا بموضع تخیلہ کہ بیرون شہر کوفہ است رسید بعضے یاراں از عقب دیویدند“

تحفہ اثنا عشریہ قدیم ص ۳۹۴

یعنی جس وقت حضرت علی کو خبر ہوئی کہ معاویہ کا لشکر حملہ کر کے شہر انبار کو برباد کر رہا ہے تو حضرت علی اپنے گھر سے اکیلے پیادہ چل پڑے اور موضع خلیلہ تک جا پہنچے دوسرے یاران جاٹاں حضرت علی

پیچھے بعد میں جا ملے۔ اب غور کیجئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت علی پر خلیفہ کے مقام تک پہنچنے کا الزام لگایا جا رہا ہے اور اس کے برعکس مجبور کا لفظ استعمال کر کے محاربین کی آمد بیان کی جا رہی ہے یہ کس طرح حق بجانب ہے کیا وہ گروہ جو جنگ کی ابتداء کر رہا ہو اس کا قائد بغیر لشکر خلیفہ کے مقام پر پایادہ جاسکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں علامہ ابن حجر نے بھی لکھا ہے ”آپ کے خلاف حضرت معاویہ اور آپ کے شامیوں ساتھیوں نے خروج کیا حضرت علی کو جب اطلاع ملی تو آپ چل پڑے۔“

برق سوزال ترجمہ صواعق ص ۴۰۶

اب ان ہر دو اصحابہ کا آپس میں تنازع کے ہو جانے کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے۔ کیا ان دونوں حضرات پر طعن و تشنیع روا ہے یا نہ اس کا جواب علمائے حق نے بڑی شرح و بسط سے دیا ہے اس بارہ میں ہمارا مسلک یہ ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت :- قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَأَنَّ مَنْ حَارَبَهُ مُخْطِئٌ فِي الْاجْتِهَادِ فَهُوَ مَعْدُورٌ وَإِنْ كَلَّامٌ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ عَادِلٌ صَالِحٌ وَلَمْ يَجُوزْ الطَّعْنُ فِي أَحَدِهِ مِنْهُمَا بِأَحَادِيثِ الْمَشْهُورَةِ فِي مَدْحِ الصَّحَابَةِ وَنَهْيِ عَنْ سَبِّهِمْ وَهَذَا هُوَ الْحَقُّ۔

سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حق علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے آپ نے جو لڑائی کی ہے وہ اجتہادی غلطی ہے جس پر وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ہر دو فریق صحابہ میں سے تھے جن کی بابت علماء کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اصحابی کل ہم عدول صحابہ تمام کے تمام صاحب عدل ہیں یہ ہر گز

مورد الزام سنیں ان پر لعن طعن ہر گز نہ کیا جائے یہی مذہب حق ہے اور اسی پر مدار ہے۔

(۹) تنظیمی حضرت علی کی خلافت پر ناقدانہ انداز میں امیر معاویہ کے اس قول کا ساتھ دیتے ہوئے کہتے ہیں ”کہ نہ ہماری رائے میں ابھی خلافت کا انعقاد ہوا ہے جب انعقاد ہوا ہی نہیں تو خلافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا پہلے قصاص عثمان کا مطالبہ اور بعد میں نئے سرے سے امارت کا انتخاب کیا جائے گا حضرت علی کی خلافت اصول انتخاب کے پیش نظر غیر مسلم ہے“

امیر معاویہ نمبر ص ۱۳۸

نوٹ :- حضرت عثمان کے شہید ہو جانے کے بعد سب سے پہلا کام خلیفہ کا تقرر تھا اس لئے کہ ملکی نظم و نسق میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے اس مدعا کے پیش نظر مدینہ کے تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے جن میں اہل بدر صحابہ بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا اب ایک امیر کا ہونا ضروری ہے ہم آپ کے سوا اس عہدہ خلافت پر زیادہ حقدار کسی اور کو نہیں سمجھتے چنانچہ اس طرح حضرت علی کی صحابہ نے بیعت کر لی اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیا جسے حضرت علی نے بھی منظور فرمایا امیر معاویہ اس وقت شام میں تھے ان کی طرف بھی ایک بیعت نامہ بھیجا گیا تو معاویہ نے حضرت علی کی بیعت ہونے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے امیر معاویہ کو باغی کہنا شروع کر دیا اب بغاوت کے تصور کا امیر معاویہ نے یہی جواب دیا جس کو تنظیمی جماعت کے عقیدہ نمبر ۹ کے تحت درج کیا گیا ہے یعنی معاویہ نے کہا کہ

کہ ہم خلافت علیؑ کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے قاتلین سے اس کے قتل کا قصاص لینا چاہئے تھانہ کہ خلافت کا انتخاب امیر معاویہ کے اس قول کی حمایت میں تنظیم والوں نے اپنا عقیدہ استوار کر لیا، مگر اس معاملہ میں خلافت علیؑ حق بجانب تھی اور برعکس اس کے امیر معاویہ باغی تھے جیسا کہ عبدالعزیز شاہ صاحب محدث دہلوی نے بھی بغاوت معاویہ کا ذکر کیا ہے، آئندہ اس کا حوالہ عرض کیا جائے گا مگر پہلے حضرت علیؑ کی خلافت کا مختصر واقعہ سنئے۔

خلافت علیؑ :- (۱) علامہ ابن حجر البیہقی مکی فرماتے ہیں ”گزشتہ بیان سے معلوم ہو گیا ہے کہ ارباب اہل و عقد کے اتفاق سے جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت ابی اسحاق بن البہتان، حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت عمار بن یاسر شامل ہیں خلفائے ثلاثہ کے بعد امام المرتضیٰ ولولہ البیہقی حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے حقدار نہیں اور شرح مقاصد میں بعض متکلمین سے بیان کیا گیا ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور شور و غل کے زمانہ میں اس کے انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے حق دار علیؑ یا عثمان اور یہ اجماع اس بات پر ہے کہ اگر عثمان نہ ہوں تو خلافت حضرت علیؑ کیلئے ہے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق اردو ص ۲۰۸-۲۰۹

(۲) امام جلیل خاتم الحفاظ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں ”بُوعِ عَلِیُّ الْخِلَافَةِ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِالْمَدِیْنَةِ فَبَايَعَهُ جَمِیعٌ مَنِ كَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ۔“

یعنی قتل عثمان کے دوسرے دن حضرت علیؑ کی خلافت پر سب کے سب صحابہ جو مدینہ میں موجود تھے انہوں نے حضرت علیؑ کی خلافت کیلئے بیعت کر لی۔

تاریخ الخلفاء للسیوطی بحوالہ کربلا کا مسافر ۱۴۲

(۳) امام ابو جعفر محبت طبری ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ نمبر ایک سو چھبیس پر ار قام فرماتے ہیں جَاءَ النَّاسُ كُلُّهُمْ إِلَى عَلِيٍّ لِيُبَايَعُوهُ فَقَالَ لَهُمْ لَيْسَ هَذَا إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هُوَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَمَنْ رَضِيَ بِهِ أَهْلَ بَدْرٍ فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ إِلَّا قَالَ مَا نَرَى أَحَقَّ لَهَا مِنْكَ فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ ذَلِكَ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَوَّرَ الْمَنِيرَ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَ بَايَعَهُ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ وَ سَائِرُ اصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

کربلا کا مسافر ص ۱۴۳-۱۴۲

یعنی سب لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے تاکہ وہ حضرت علیؑ کے ہاتھ بیعت خلافت کریں تو حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ تمہارا حق نہیں اہل مدینہ، اہل بدر جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہے پھر تمام اہل بدر نے کہا کہ اے علیؑ آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں تو اس وقت حضرت علیؑ مسجد میں تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے حضرت طلحہ و زبیر نے پھر سارے صحابہ نے بیعت کی۔

نوٹ :- جن لوگوں نے خلافت علیؑ کے انعقاد کا انکار کیا تھا اور تنظیمی حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے اس حقیقت کو اب ناظرین صاحبان نے خوب سمجھ لیا ہو گا کہ حضرت علیؑ کی خلافت پر اجماع ہوا تھا یا علیؑ خود بخود

تحت خلافت پر سوار ہو گئے میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت حق اور برحق ہے سنے اس کے برحق ہونے کی دلیل۔

معیار حق :- (۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ يَا عِمَارُ يَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةَ. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے عمار تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

(۱) مسلم ترجمہ ج ۶ ص ۴۴۲

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۱

(۲) شیخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ قَالَ الْوَاقِدِيُّ وَالَّذِينَ أَجْمَعَ عَلَيْهِ قَتْلَ عِمَارٍ أَنَّهُ قُتِلَ مَعَ عَلِيٍّ بِصَفَيْنَ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ وَهُوَ ابْنُ (۹۳) سَنَةً وَدُفِنَ هُنَاكَ. یعنی واقدی نے کہا ہے کہ ہمارے یاسر کے قتل کے بارہ میں وہ چیز جس پر اجماع کیا گیا ہے کہ ۹۳ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں حضرت علی کی حمایت میں صفین کے جنگ میں قتل ہوا اور وہیں ہی دفن ہوئے۔

تہذیب التہذیب ص ۷۰ بحوالہ کربلا کا مسافر ص ۲۰۳

ان احادیث کے پیش نظر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت علی کی خلافت حق ہے۔

(۳) امام نووی شارح مسلم شریف کے جلد دوم صفحہ دو سو چھیانوے میں رقم کرتے ہیں۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ هَذَا الْحَدِيثُ حُجَّةٌ ظَاهِرَةٌ فِي أَنَّ عَلِيًّا كَانَ مُحَقِّقٌ مُصِيبًا وَ الطَّائِفَةُ الْآخَرَى بَغَاتٍ مُجْتَهِدُونَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ. یعنی علما کا کہنا ہے یہ کھلی ہوئی اس بات کی دلیل ہے کہ علی حق

اور صواب پر تھے اور دوسرے گروہ یعنی امیر معاویہ اور اس کا گروہ باغیوں میں سے تھے مگر یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی جس پر کوئی عذر نہیں (اگر مجتہد سے خطاب ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔

(۴) غوث الزمانی قطب ربانی شد باز لامکانی بھی اس سلسلہ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ قَالَ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَأَتَكُونُ سِرًّا وَالْكَنَّ أَخْرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَبَّاهُ النَّاسُ فَكَانَ إِمَامًا حَقًّا إِلَى أَنْ قُتِلَ. یعنی حضرت علی نے فرمایا میری بیعت علی الاعلان ہوگی پھر مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کی پس آپ خلیفہ برحق ہوئے اور وقت شہادت تک امام برحق ہی رہے۔

غینۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۷

اس کے برعکس خروج کرنے والوں کے متعلق شاہ عبدالعزیز شاہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ”اہل سنت قاطبہ اجماع دارند ہر آنکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدائے امامت حضرت امیر (علی علیہ السلام) بغایت تقویض حضرت امام حسن تاوا از بغات بود کہ اطاعت امام وقت نہ داشت۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۹۴

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان خلافت علی سے لے کر امام حسن کی خلافت سے دستبردار ہونے تک باغی رہا۔

نوٹ :- یاد رہے کہ یہ اختلاف و فساد کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا بلکہ قتال عثمان کی بابت سیاسی کشمکش تھی جو نا اہل لوگوں کی وجہ سے طول پکڑ گئی جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ ”قَالَ الْكَمَالُ ابْنُ

شَرِيفٌ لَيْسَ الْمُرَادُ بِأَشْجَرَ بَيْنَ عَلِيٍّ وَ مُعَاوِيَةَ الْمَنَازَعَةُ فِي
الْأَمَارَاتِ كَمَا تَوَهَّمَهُ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا الْمَنَازَعَةُ كَانَتْ بِسَبَبِ قَتْلِهِ
بِعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَشِيرَتِهِ ط

اليواقيت والجواهر ص ۵۹

یعنی کمال ابن شریف نے کہا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ کے
درمیان جو نزاع تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ امارت کے سلسلہ میں
نزاع تھی جیسا کہ بعضوں کو اسی بات کا وہم ہوا ہے نزاع دراصل عثمان
کے قتل ہونے کے بارہ میں تھی لو احقین عثمان کہتے تھے کہ قاتلان عثمان
کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ ان سے انتقام لے
سکیں اس نزاع کی یہی حقیقت تھی۔

امیر معاویہ کے متعلق عقیدہ :- حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک
اشہار لکھ کر شہروں میں آویزاں کرتے ہیں جس میں جنگ صفیں کا ذکر
اس طرح کرتے ہیں۔ کُتِبَ إِلَى أَهْلِ الْأُمَّصَارِ وَ تَقْصُّ مِنْهُ مَا جَرَى
بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَهْلِ صَفِينٍ وَ كَانَ بَدَاءَ أَمْرِنَا أَنَا التَّقْنَا وَ الْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ
الشَّامِ وَ الظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَ تَبِينَا وَاحِدٌ وَ دَعَوْتَنَا فِي
الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا تَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَ التَّصَدِيقِ
رَسُولِهِ وَلَا تَسْتَزِيدُونَا الْأَمْرَ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ
عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ۔

یعنی مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفیں کی روئیداد سے مطلع
کرنے کیلئے تحریر فرمایا کہ ابتداً صورتحال یہ تھی کہ ہم اور شام والوں میں
نہ ہی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے اور ہمارا نبی ایک

اور دعوت اسلام بھی ایک ہے نہ ہم توحید و رسالت کے ساتھ ایمان
لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امراء ایک ہے
صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمان کے متعلق تھا جس سے ہم بری ہیں۔
نوٹ :- حضرت علی کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ بھی ہوئی مگر
حضرت علی نے تبرہ بازی نہیں کی بلکہ ان کو مومن و مسلمان ہی سمجھا اور
ایمانی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دونوں فریق ایمان و ایقان میں
ایک ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ
عادل ہیں اور ان کا مقام سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی مخلوق سے کم
نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے بعد صحابہ ہی کا مقام ہے ان پر
کچھ اچھا لانا تبرہ بازی و گالی گلوچ سے کام لینا بدترین جہالت و گمراہی ہے۔
(۱۰) سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) کی وفات زہر سے ہوئی ہی نہیں اور نہ
حضرت کو زہر دی گئی ہے۔

امیر معاویہ نمبر ص ۱۱۸

نوٹ :- حضرت حسن کی شہادت بلاشبہ زہر سے ہوئی اس پر اکثر
قرآن موجود ہیں چنانچہ دیکھئے صواعق میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ
”آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے زہر دینے
کیلئے خفیہ طور پر بھجوا یا یزید نے آپ (حضرت حسن) کی شادی اس سے
کروائی اور اس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اس نے آپ کو زہر دے دیا
آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہو گئے تو اس (جعدہ بنت
اشعث) نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا اس نے (یزید نے)
جواب دیا ہم نے تو حسن کیلئے بھی تجھے پسند نہیں کیا تجھے اپنے لئے کیے

پند کر سکتے ہیں۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۷۷

اس سلسلہ میں اس بات پر یہ قرینہ بھی صادق آتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہر الشہادتین میں لکھتے ہیں جو کمالات اور خوبیاں جدا جدا پیغمبروں میں تھیں وہ تمام ہمارے نبی میں جمع ہو گئی تھیں صرف ایک کمال کافی تھا اور وہ کمال یا مرتبہ شہادت ہے جس کی کمی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی کو اس طرح پورا کیا شہادت دو قسمی بنائی ایک شہادت جہری اور دوسری شہادت سری۔ جہری شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں حاصل کی اور سری شہادت حضرت حسن نے زہر کھا کر حاصل کی ان دونوں شہادتوں کے مجموعہ شہادت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس لئے کہ الموصد سر بوالدیہ بیٹے کا کمال باپ کا کمال تصور ہوتا ہے اس قرینہ کے تحت حضرت حسن کی شہادت کا انکار کرنا درحقیقت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال شہادت کا انکار ہے۔

(۱۱) آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد جو آپ کی رائے پر مبنی تھا فقط مشورہ اور رائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

بشریت النبی ص ۹۸

نوٹ :- حضور علیہ السلام کی ہر بات وحی الہی ہوتی ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ تُوْحٰی۔ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہے وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ وحی حق ہو کر نکلتی ہے اسی آیہ کی تفسیر یوں بیان ہوئی ہے۔ ”کَيْفَ يَنْطِقُ

عَنِ الْهَوَىٰ كَانَ مُقَدَّسًا عَنْ شَوَائِبِ الْخَلِيقَةِ مُنَوَّرًا بِأَنْوَارِ الْحَقِيقَةِ كَانَ نَقْطَ الْحَقِّ۔ یعنی آپ نفس خواہشانی سے کیسے بات کریں جبکہ آپ کی ذات سے خواہش کی علت سلب کر لی گئی ہے آپ عام پیدائش کے لوازمات سے مقدس اور حقیقت کے انوار سے منور ہیں اس لئے ان کی گویائی حق ہی حق ہے۔

تفسیر عرالس الیابان ج ۲ ص ۳۸۵

ناظرین محترم! یہ تھا مختصر خاکہ تنظیمی جماعت کا جو آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ یہ جماعت کس منزل کا راستہ تلاش کر رہی ہے میرا اندازہ تو یہ ہے کہ یہ جماعت خارجیت کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھا رہی ہے۔

اسلامی جماعت :- اس جماعت کے مورث اعلیٰ سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب ہیں یہ شروع ہی سے ایک سیاسی جماعت ہے جس کی ظاہری خواہش تو یہ ہے کہ ملک بھر میں اسلامی حکومت قائم ہو ظاہری اصول تو یہ بہت اچھا ہے مگر یاد رہے کہ یہ جماعت جو قانون رائج کرنا چاہتی ہے وہ قرآن اور حدیث سے اخذ شدہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کے خیالات پر اگندہ کاڈھنڈورہ ہے گویا (قانون جماعت اسلامی) مودودی صاحب کے اصولوں کا ایک پلندہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو ابھی واضح کر دیا جائے گا۔ مودودی اور اس کی نام نہاد جماعت نے گواپنا نام اسلامی جماعت تجویز کر لیا ہے مگر جو اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اس اسلام سے اس جماعت اسلامی کو دور کا واسطہ بھی

نہیں یہ محض ایک خوش نمادھوکہ ہے جس کی وجہ سے بھولی عوام ان کا ساتھ دے رہی ہے مولانا مودودی صاحب تقلید کو کفر و شرک تصور کرتے ہیں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے میں انکل و درایت سے کام لیتے ہیں اور حدیث رسول پر تنقید کرنے سے نہیں بچتے سابقہ بیان و عیان شدہ گروہوں کی طرح انبیاء علیہم السلام اولیاء عظام محدثین کرام اور مجددین اسلام پر اعتراض کرنے سے نہیں گھبراتے مولانا مودودی کے افکار و خیالات اور واقعات و اعتقادات جو اس کے لٹریچر میں موجود ہیں اب ان سے چند اقوال پیش کئے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلامی جماعت کا دھندہ بھی وہابیت میں الجھا ہوا ہے سب سے پہلے مودودی صاحب کا تشخص ملاحظہ فرمائیے۔

تشخص مودودی :- (۱) میں نے اس قرآن کے الفاظ کو اردو جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر مرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔

تفسیر تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۰ ادیبانچہ ترجمہ قرآن (۲) نہ میں مسلک اہل حدیث اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حقیقت و شافعییت کا پابند ہوں۔

(۳) میرے نزدیک اہل علم کیلئے تقلید و ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدتر چیز ہے۔

رسائل و مسائل

(۴) میں نے دین کو ماضی و حال کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور حدیث سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

ماہ نامہ ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء

مودودی کی قرآن دانی :- ناظرین محترم! یہاں مودودی صاحب کا ایک تفسیری نوٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے مودودی صاحب قرآنی علوم کے نکتہ داں ہیں یا قرآنی علوم و معرفت سے نادان اقتباس کے ملاحظہ کرنے کے بعد تم کو حقیقت علم یہ مودودی سے خوب واقفیت ہو جائیگی۔ مولوی مودودی اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں ”جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کئے جانے والے ہیں ان کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک نہ گزری تھی بس یکایک انہیں راہ چلتے سمجھنا پڑا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا جو ان کی سابقہ زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔“

تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۲۶۷ حاشیہ نمبر ۱۰۹

نوٹ :- (۱) قرآن پاک میں یہ ذکر موجود ہے جس وقت رب کریم نے انبیاء علیہم السلام کے روحوں کو جمع کر کے ان سے یہ عہد لیا کہ اے ارواح انبیاء میں تجھے جس وقت عالم مثال میں نبوت اور علم اور حکمت سے منور کر کے بھیج دوں اور وہاں تمہارا زمانہ نبوت عین عروج کی منزلوں کو چھوڑ رہا ہو اس وقت اگر میں اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ

ی لوٹا دیں گے اور سن لو یہ موسیٰ دشمنوں سے بچار ہے گا بالآخر میں اسے رسولوں میں سے ایک رسول بناؤں گا۔ اس قرآنی بیان سے نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰ کے اعلان نبوت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ کی والدہ کو یہ علم تھا کہ میرا لڑکا نبی بنے گا پھر کیسے ممکن ہے کہ موسیٰ قبل از اظہار نبوت اپنے نبی ہونے کے علم سے بے خبر ہو یا یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس وقت ارواح انبیاء کو پکارا گیا کیا اس وقت موسیٰ علیہ اسلام کا روح موجود نہ تھا تھا اور ضرور تھا یہ صرف مودودی صاحب کی نادانستندی کا ثبوت ہے اور کم فہمی کا نتیجہ کہ ”موسیٰ بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے ”تا“ یہ مودودی صاحب کی ہٹ بازی صرف موسیٰ کیلئے نہیں بلکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بھی یہی عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ ”ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

العباز باللہ

ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَىٰ وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوتُ قَالَ بَيْنَ آدَمَ وَنَفْخِ الرُّوحِ فِيمَا۔

مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۱۴۱

یعنی ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نبوت کب سے ملی ہے آپ نے جواب فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم میں روح اور جسم نے تعلق نہیں پکڑا تھا صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی اپنی نبوت کا مکمل علم رکھتے ہیں فرماتے

وآلہ وسلم) کو نبوت اور رسالت سے نواز کر مبعوث کر دوں تو تم سب کے سب انبیاء اپنی اپنی نبوت کا تاج اتار کر میرے حبیب کی امت میں شامل ہو جانا فقط صرف ایمان ہی نہیں لانا بلکہ ایمان لا کر ان کی ہر طرح کی امداد بھی کرنا تمہارے لئے لازم ہے چنانچہ یہ مضمون قرآن پاک میں ان لفظوں میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ”وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَّا آتَيْنَكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ إِلَىٰ آخِرٍ“۔

القرآن ۲: ۸۱

(۲) جس زمانہ میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو اس وقت فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ رہا تھا حضرت موسیٰ کی والدہ اس بارہ میں سخت تشویشناک تھیں کہ کہیں میرا بچہ بھی اس نالائق کافر کے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہ اتر جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کر دی جس میں یہ حکم تھا کہ اے ام موسیٰ اگر تجھے قتل موسیٰ کا خطرہ لاحق ہو جائے تو موسیٰ کو دریا میں ڈال دینا میں تیرے بیٹے موسیٰ کی پوری خبرداری رکھوں گا۔ چنانچہ یہ مضمون بھی قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے ”وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا زَادُوهُ إِلَيْكَ وَجَاعَلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ“

القرآن ۲۸: ۸

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتی جا اگر کہیں دشمن کا زیادہ خوف و خطرہ ہو جائے تو اسے دریا میں ڈال دینا پھر دوبارہ ہم اس کو تیری طرف

ہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا چنانچہ عرماس بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا "اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیْنَ وَاَنَّ اَدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَةٍ"۔ یعنی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک گوندھی ہوئی مٹی کے درمیان ہی تھے میں اس وقت سے نبی ہوں اور ساتھ خاتم الانبیاء بھی ہوں ایسے ہی کتب احادیث میں اس قسم کی ہزاروں احادیث موجود ہیں جن سے یہی مضمون ملتا ہے کہ میں اول الخلق ہوں اور نبی ہوں ان فرامین رسول امین کے بالمقابل مودودی کا عبارتی تفسیری نوٹ پرکھ کر جانچ پڑتال کر لیجئے جس تفسیر میں بے دردی سے کہہ دیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰ کو نبی ہونے سے پہلے لا علمی تھی اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی اس طرح کا تھا یہ قول کتنا حق بجانب ہے یا بالکل لغو اور بے ہودہ فرسودہ کلام ہے۔ یاد رہے کہ یہ باطل اور محض باطل ہے یہ فقہائے کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے علیحدگی اور اپنے طاغوتی دماغ پر بھروسہ کرنے کا ثمرہ ہے یہ وہ ہی مودودی ہے جن کے متعلق علمائے دیوبند اور سہارنپور نے کہا کہ مودودی اور اس کی جماعت سے کنارہ کش رہنے میں سلامتی ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام کے حاشیہ میں ہے کہ "مودودی تحریک جو جماعت اسلامی کے نام سے چلائی جا رہی ہے دیوبند اور سہارنپور اور دہلی..... وغیرہ کے مفتی صاحبان اور معمر علمائے کرام کی اکثریت اس جماعت کو مسلمانوں کیلئے مضر سمجھتی ہے..... مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہیں دین کی سلامتی اسی میں ہے۔"

بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۳۶
اے جماعت اسلامی کے علمبردارو! سنو اور کان دھر کر سنو اگر اپنے دامن کو دین حق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو تو تعلیمات مودودیہ کو زنادقہ اور لحدانہ تعلیم تسلیم کرنا پڑے گی اور معلم کو بھی زندیق اور لحد شمار کرنا ہو گا اب یہ انحصار تمہاری مرضی پر۔

ع پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

میں تو اب خداوند قدوس کے دربار عالیہ میں پہنچی ہوتا ہوں۔

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در دے

مرے مولیٰ تیری مرضی جدھر چاہے ادھر کر دے

اے قادر مطلق تیرے حضور میں دعا ہے ہمیں اور ہمارے ہم

مسلک بھائیوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں میں

سے محفوظ و مامون رکھ۔ آمین بجاہ النبی الکریم الروف الرحیم

(۵) یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیثیں درج ہیں ان

کے مضامین کو جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہئے۔

ترجمان القرآن نومبر، دسمبر ۱۹۵۰ء

بحوالہ مسلمہ خلافت و حکومت ص ۶۷

(۶) مجھے گروہ علمائے میں شامل ہونے کا فخر حاصل نہیں ہوا میں ایک بیچ

راس کا آدمی ہوں میں نے جدید اور قدیم طریق ہائے تعلیم سے کچھ پایا

ہے اور دونوں کو چوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بناء پر نہ میں

قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔

ترجمان القرآن ص ۵۵

بحوالہ مودودی جماعت ص ۵

نوٹ :- مولوی مودودی صاحب کا مطالعہ اس قید و بند کا پابند نہیں کہ آیت کے ضمن میں رسول خدا (ہادی و ابی) نے کیا بات فرمائی ہے۔

یا عبد اللہ ابن عباسؓ اور عام صحابہ کرام یا خلفائے راشدین سے کیا منقول ہے یہ سب اس کی نظر میں پرانا ذخیرہ ہے اور احادیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا تنقید قبول کر لینا بھی پسند نہیں کرتا ذرا سوچنے کی بات ہے جو درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ تک معیار حق نہیں مانتا تو پھر مودودی صاحب کی کیا ضمانت ہے کہ جو ان کے ذہن و فکر نے قبول کیا ہے وہ سولہ آنے صحیح اور درست بات ہے پھر جن بزرگان دین نے ۲۰-۳۰ سال تک چٹائیوں پر بیٹھ کر خشک اور باسی روٹی کے ٹکڑوں سے گزارہ کر کے دین متین کی تعلیم حاصل کی ہو اور اجتہاد کا مقام حاصل کیا ہو ان بزرگوں کو بھی آج جہانی صاحب نے معاف نہیں کیا ان پر بھی دل برداشتہ ہو کر بھڑاس نکالتے ہوئے لکھتے ہیں ”اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنزالذائق و ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی البتہ بعض جہلا کو یہ جواب دینے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا کُبُرَاءَ نَا فَاصْلُوْهُ سَبِيْلًا رَبَّنَا اَتِهْمُ ضِعْفٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَعْنَا کَبِيْرًا“

حقوق الزوجین ص ۹۶ بحوالہ مودودی جماعت ص ۶

نوٹ :- اصل میں یہ آیہ شریفہ ان کفار اور مشرکین کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو یہاں اس دنیا میں کفر و شرک میں مبتلا رہے ہیں وہ جب

وزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کفر اور شرک سے بے زاری کا اعلان اس طرح کریں گے۔ اے پروردگار ہمیں اپنے بڑوں نے دھوکہ میں رکھا اور ہمیں راہ راست سے باز رکھایا اللہ! اب ہمارے عوض ان ہی کو سزا دے اس آیہ شریفہ کی حقیقت تو یہ تھی مگر مودودی صاحب نے کھینچ تان کر یہ الزام صاحب ہدایہ اور صاحب کنز اور صاحب عالمگیری کی طرف منسوب کر دیا اور ان کی کتابوں کے پڑھنے والوں کو ان مشرکین کے ساتھ ملا کر ذکر دیا۔ دیکھئے اس مسٹر صاحب نے فقہائے کرام کی کتنی سخت توہین کی ہے حالانکہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا کہ عالم دین کی تحقیر کرنا تکفیر سے کم نہیں تمثیلاً فرماتے ہیں فقط عالم کو عوہلیم کہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اب اس جگہ مودودی صاحب کی ایک چالاکی ملاحظہ فرمائیے وہ یہ کہ حالیہ عبارت جسے مستحظی سے ظاہر کیا گیا ہے وہ عبارت موجودہ کتابوں کے ایڈیشنوں سے غائب کر دی گئی ہے اب مسٹر مودودی نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جس جگہ اپنے عبارت کو گر فٹا ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً..... کی طرح پینٹر ابدلا اور گرفتہ عبارت کی ترمیم کر ڈالی یا سرے سے بالکل غائب کر دی اس طرح کی مودودی کی کئی عبارات ہیں جو پہلے کچھ ہیں اور اب کچھ۔ چنانچہ ایک سیاسی کشمکش نامی کتاب ہے جس کی ایک عبارت کے ساتھ یہی کھیل کھیلا گیا ہے وہ عبارت یہ ہے ”افسوس لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز و فکر رکھتا ہو اور اسلامی نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہو“ لیکن قیام پاکستان کے بعد بڑی چابک دستی سے بغیر کسی اعتراض کے قائد اعظم کا نام نکال کر اس

کی جگہ بڑے بڑے لیڈروں کے الفاظ شامل کر دیئے۔

ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ بحریہ ۱۹۴۹ء

نوٹ :- امام عبد الوہاب شعرانی قد سرہ الربانی میزان الکبریٰ میں ار قام فرماتے ہیں۔ ”جَمِيعُ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِينَ يَشْفَعُونَ فِي أَتْبَاعِهِمْ وَيَلْاحِظُونَ لَهُمْ فِي شَدَائِدِهِمْ فِي الْبَرَزِخِ وَ يَوْمَ لِقَائِهِمْ حَتَّى يُجَاوِزَ الصَّرَاطَ“ یعنی تمام مجتہدین اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و حشر میں اور قبر و نشر میں بلکہ ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت کرتے ہیں جب تک کہ پل سے نہ گزر جائیں۔ علامہ شعرانی قدس الربانی اسی موضوع کی ایک اور حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ الاسلام ناصر الدین اللقائی مالکی کے وصال پا جانے کے بعد بعض نیک لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا کہ جب منکرین نے مجھے سوالات کیلئے اٹھایا فَقَالَ لَمَّا اجْلَسْنِي الْمَلَكَانِ فِي الْقَبْرِ يَسْأَلَانِي أَتَاهُمَا الْإِمَامُ مَالِكٌ فَقَالَ مِثْلَ هَذَا يَحْتَاجُ إِلَيَّ سَوَالٌ لِيْ إِيْمَانِهِ بِاللَّهِ وَ رَسُوْلِهِ تَنْحِيًا عَنْهُ فَتَنْحِيًا عَنِّي۔ خواب کے دیکھنے والے شیخ ناصر الدین نے پوچھا کہ قبر میں آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا تو شیخ صاحب نے جواب دیا جب منکرین آئے اور سوالات کیلئے مجھے اٹھایا تو امام مالک قبر میں آگئے اور فرشتوں سے کہا ایسے شخص سے کیا حاجت ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی پوچھ گچھ کی جائے پس الگ ہو جاؤ اس مرد ولی سے تو وہ فرشتے مجھ سے دور ہو گئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اجلہ علمائے کرام نے کیسے احسن

طریقے سے فقہائے کرام اور مجتہدین عظام کے فضائل بیان کرتے ہوئے منکرین کا ردِ بلیغ فرمایا ہے مگر مسٹر مودودی صاحب خشک ملاں کی طرح کیا ہانپے جا رہا ہے بخوف طوالت اس پر کفایت کرتا ہوں وگرنہ اس موضوع پر سب کچھ سامنے لایا جا سکتا ہے۔ وھذا کاف لتفکرة للعاقلون۔

لگے ہاتھوں مسٹر مودودی کی ایک اور گستاخی و بے باکی ملاحظہ فرمائیے چنانچہ مودودی نے لکھا ہے ”یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے“ (کتاب پردہ بار پنجم نومبر ۱۹۴۹ء) مگر یاد رہے کہ یہی عبارت ۱۹۷۲ء کے ایڈیشن میں اس طرح بدل دی ہے ”یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک انسان نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے“

(ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ فروری ۱۹۵۵ء، دسمبر ۱۹۸۵ء)

نوٹ :- استغفر اللہ العظیم! اے ناظرین محترم دیکھئے یہ وہی لفظ ہے جس سے بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا اس وجہ سے اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا نُنْظَرُ وَأَسْمِعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ اس آیت میں راعنا لفظ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ اس کو اگر معروفاً پڑھا گیا تو یہ چرواہے کے معنی میں ہو جائے گا اس سے میرے محبوب کی بے ادبی متصور ہو سکتی ہے اس لئے سرے سے روک دیا کہ مومنو! راعنا مت کہو بلکہ انظرنا اور اسمعوا کا استعمال کرو تاکہ کوئی گستاخی و بے ادبی کا معنی پیدا نہ کر سکے مگر اس منہ پھٹ ملاں نے بلا خوف،

خطر وہ ہی الفاظ جو ممنوع تھے لکھ دیے ”ریگستان عرب کے چرواہے“ جب علمائے حق نے گرفت کی فوراً پینتر بدل کر دوسرے ایڈیشنوں میں یہ عبارت ترمیم ہو گئی جواب کہ موجود ہے۔

ع چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

اب مودودی کی قلم جو توہین الہی توہین رسول توہین اولیا میں قلابازیاں کھائے چلی جا رہی ہے اب اس قلم خوچکار کی بے باکیاں، گستاخیاں اور سفاکیاں ملاحظہ کیجئے۔

توہین الہی :- ”جہاں معیار حق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو معیوب نہ سمجھا جائے ایسی جگہ زنا اور قذف کی حد جاری کرنا ظلم ہوگا“ نمبر ۲ ”جہاں نظام معیشت نہیں وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دواظلم ہے“ نمبر ۳ ”اپنی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا دینا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی“۔

تفہیمات جلد نمبر ۲ ص ۲۸۱ و ص ۲۸۲

نوٹ :- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَمَا اَنَّا بِظَلّٰمٍ اِلَیْكَ۔ ان ارشادات ربانی سے واضح ہوا کہ خداوند قدوس کسی انسان پر ہر گز ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور قطع الدین یعنی چور کی سزا ہاتھوں کا کاٹنا رب کائنات کا مجوزہ قانون ہے اب مودودی نظریہ کو سامنے رکھتے اور ذرا سوچئے تو سہی کہ اس قدرت کے نافذ شدہ قانون کو مودودی صاحب ظلم اور ظلم ہی سے تعبیر کر رہا ہے اب اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے خدا ظالم ہے اور چور کے ہاتھوں کا کاٹنا ظلم بر ظلم ہے یاد رہے کہ فقہ کی کتابوں میں رب کائنات کو ناقص ظالم کاذب جاہل کہنے والا پکا کافر

ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقائص سے عالی اور منزہ ہے چنانچہ فقہ کی مشہور و معروف کتاب مسامرہ کی جلد ۳ ص ۱۸۰ میں لکھا ہے ”لَا يُوصَفُ اللّٰهُ بِالْكَذِبِ وَالظُّلْمِ وَالسِّفَةِ لِأَنَّ الْمُحَالَ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَتِ۔ یعنی اللہ پاک کو ظلم و کذب و سفہ سے متصف نہیں کیا جاسکتا ان صفات مذمومہ سے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور یہ چیزیں تحت قدرت بھی نہیں۔

مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا خون :-

(۱) نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۱ بحوالہ جماعت اسلامی سے اختلاف کیوں ص ۱۸) (۲) اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب علم تھے خود بہت دانشمندی کے ساتھ کام کرتے تھے مگر پھر بھی اس موقع پر ان کے علم میں ایک کسر رہ گئی (تفہیم القرآن ص ۴۲۱ حاشیہ نمبر ۶۰) (۳) بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اشرف اور اعلیٰ انسان بھی تھوڑی دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے (تفہیم القرآن ص ۳۴۳ حاشیہ نمبر ۵۰) (۴) نبی کی معصومیت کے یہ معنی نہیں کہ اس سے گناہ اور لغزش و خطا کی قوت واستعداد سلب کر لی گئی ہے حتیٰ کہ گناہ کا صدور اور اس کے امکان ہی میں نہ رہا (تفہیم القرآن ص ۳۹۳ حاشیہ نمبر ۲۲) (۵) حضور علیہ السلام سے اپنی پیغمبرانہ زندگی میں بس وہ ہی چند لغزشیں ہوئی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے فوراً اصلاح فرمادیں (منصف رسالت ص ۷۷ ماخوذ مودودی جماعت ص ۴۱)

نوٹ:- ان تحریرات کے لکھتے وقت شاید مودودی صاحب کو یہ خیال نہیں آیا ہوگا کہ میں تو تخفیف ناموس نبوت کر رہا ہوں آیا ہوگا اور ضرور آیا ہوگا کیونکہ ایسے نابلد نہیں ہزاروں کتابیں لکھ چکے ہیں مگر وجہ صرف یہ ہے کہ لاناہیت اور تعلی کا سر پر تاج چھکا چکے ہیں جو کچھ ان کا ذہن قبول کرتا ہے اسی مضمون کو صفحہ قرطاس پر ثبت کر دیتے ہیں خواہ کتنا ہی انبیاء کرام عظمت کا خون کیوں نہ ہو جائے آئیے اب صحابہ کرام پر اس کی بہتان تراشی سنئے۔

صحابہ کرام پر بہتان مودودی:- (۱) اسلامی تحریک کی سربراہی کیلئے یہ لوگ موزوں بھی نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ ایمان تو ضرور لے آئے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و تربیت سے ان کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔

خلافت و ملوکیت ۱۰۹

(۲) حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا کام بہر حال غلط ہوتا ہے۔

خلافت و ملوکیت ص ۱۱۶

(۳) مال غنیمت کے تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف ورزی کی۔

خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴

(۴) صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی صل میرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کرتے تھے۔

ترجمان القرآن ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ

نوٹ:- عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّتِ خُلَفَاءِ الْمُرَاشِدِیْنَ اور اصحابی کما النجوم اقتدیتم اہتدیتم یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے یعنی میرا اور میرے صحابہ کے طریقہ کو لازم پکڑو کیوں کہ میرے صحابہ رشد و ہدایت کے مینار ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی انہوں نے صراط مستقیم کو پایا جن نفوس زکیہ کو رسول معظم ہمارے لئے مقتدا بنانے کو محبوب سمجھیں انہیں مودودی صاحب کا نظریہ مورد الزام ٹھہرائے تو ظاہر ہے مودودی نظریہ میں صحابہ رسول اکثر غلط کار تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔ مودودی کی اس جماعت کو اسلامی جماعت ہزار بار کہہ لیا جائے مگر مرے نزدیک یہ گستاخوں کی غیر اسلامی جماعت ہے یا اسے مودودی مارڈن اسلامی جماعت کہا جائے اصل اسلامی جماعت کے کہلانے کی یہ ہرگز مستحق ہی نہیں۔

فاغبر و لیا اولی الابصار

مودودی کے ہاتھوں توحید کا قتل:- انسان خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کر رہا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت میں زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور عبادت میں لگا ہوا ہے۔

تہذیبات ج ۱ ص ۴۲

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ مئی ۱۹۵۷

فائدہ:- مودودی کا کہنا کہ جو بہت پرست ہے یا منکر خدا یا غیر کا پوجا کرتا ہے وہ یقیناً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی عبادت میں لگا ہوا ہے

یہ مودودی کی غلط فہمی ہے کیونکہ اس نے تسبیح اور عبادت کو ایک ہی مفہوم میں سمجھ لیا ہے حالانکہ ان دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تسبیح کے معانی خدا کو امکان و حدوث کے نقائص سے پاک اظہار کرنا ہے اور عبادت کے معانی خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور تعظیم کیلئے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرنا ہے اگرچہ اس پر یقین رکھا جائے کہ خدا کا منکر پتھر کو سجدہ کرنے والا اور غیر خدا کی پوجا کرنا ہوا ہمہ تن فطرۃ خدا کی عبادت میں مصروف ہے تو سیککڑوں آیات خداوندی سے تصادم ہو جائے گا اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے کہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا اور پتھروں کے سجدوں سے کیوں روکا مودودی مذہب میں تو وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اب میاں خیر سے سوچیں تو سہی! اگر مودودی کی طرز و فکر والا مذہب قبول کر لیا جائے تو ایمان کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور اگر مودودی مذہب کے خلاف ہو جائیں تو مودودی مذہب کا جنازہ نکل جاتا ہے یہ مودودی صاحب کا علمائے کرام سے الگ ہو کر اپنی ذہنی اختراع کا ثمرہ ہے ہاں اگر مودودی صاحب علمائے سابقین جس میں صحابہ کرام علمائے متکلمین و مجددین سلف و خلف شامل ہیں ان کی کتابوں سے استفادہ حاصل کر لیتا تو شاید اس دلدل میں نہ پھنستا اس ماڈرن ملاں نے عبادت اور توحید کے معنی میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ شرک کو عبادت اور بت پرستی کو خدا پرستی شرک خدا کو بندہ پرستار مانتے ہوئے نہ ان کا عقیدہ توحید مجروح ہو اور نہ ہی عبادت کے مفہوم پر کوئی حرف آیا لیکن یہی صاحب انبیاء اولیاء اور ان کے عقیدت مندوں کو جو ظاہر او

باطن سچے مسلمان ہیں موحد ہیں عابد ہیں ان کو شرک سمجھتا ہے ذرا ذکر و فکر کی تیرگی دیکھئے کوئی شرک ہو کر بھی خدا کا پرستار بندہ ہے یعنی شرک ہو کر بھی شرک نہیں اور جو حقیقتاً مومن ہیں پرستار خداوند ہیں وہ مومن ہو کر بھی شرک ہیں۔

فيا للعجب هيا للعجب

مودودی کی جنگ :- ”انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں (بتوں کی پوجا پاٹ ختم ہو گیا) مگر انبیاء اولیاء شہداء صالحین مجاہدین اقطاب ابدال علماء مشائخ اور ظل آلہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکین سے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ زیارت نذر و نیاز عرس صندل چڑھاوا نشان علم تفریئے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی شریعت بنا ڈالی“

تجدید و احیائے دین ۱۹-۲۰

نوٹ :- یہ جماعت اسلامی کی جنگ ہے جو پس پردہ لڑی جاتی ہے جس کے بل بوتے سادہ لوح انسانوں کو دھوکا دے کر اچک لیا جاتا ہے اور ساتھ دعویٰ یہ کہ ہم کسی مسلم فرقے کی دل آزاری نہیں کرتے اور ہمارے ہاں عقائد کی جنگ بالکل لڑی ہی نہیں جاتی بلکہ ہماری پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک محدود ہے مگر یاد رہے کہ یہ ان کا دعویٰ باطل ہے اور لغو ہے۔

اولیاء اللہ اور مودودی :- اس (رب بنانے) کی مثالیں موجود زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں کسی انسان کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت ان کے پاس نہیں ہے کسی کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج نہیں کہ کسی کو بخشے، کسی کیلئے داتا کا لفظ بولتے ہیں حالانکہ وہ کسی کا مالک نہیں کہ کسی کا وہ داتا بن سکے کسی کو غریب نواز کے نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ وہ غریب اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بناء پر کسی غریب کو نواز سکے کسی کو غوث (فریاد رس) کہا جاتا ہے حالانکہ وہ زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچے پس درحقیقت ایسے نام محض ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ ہیں۔

تفسیر تفہیم القرآن ص ۶۶ جلد ۲ نمبر ۵۴

نوٹ :- مودودی کی ان عبارات کو پڑھ لینے کے بعد عقیدہ مودودی بھی سامنے آگیا۔ پس ظاہر ہے کہ مودودی کے پاس سوائے وہابیت کے اور کوئی چیز ہی نہیں محض نام الگ ہے۔

مشکل کشا :- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَتَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنْ مُعْصَلَةٍ لَيْسَ فِيهَا أَبُو حَسَنٍ (طبقات ابن سعد) حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں حضرت عمر مشکلاست میں اللہ کی پناہ پکڑے تھے جس وقت حضرت علیؑ پاس نہ ہوتے تھے ابواحسن حسن کا کوروی صاحب کھتے ہیں حضرت فاروق اعظم دعا مانگتے تھے الہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آ پڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا ظہور اب تک چلا آتا ہے۔

تفریح الاذکیان ص ۲۸۲

نوٹ :- مودودی صاحب! حضرت علیؑ مشکل کشا حضرت علی حسن جویریؒ داتا گنج بخش خواہ معین الدین اجمیریؒ غریب نواز حضرت محبوب سبحانیؒ شہ باز لامکانی سید عبدالقادر جیلانیؒ غوث اعظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الاعمین جیسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر روحانی شخصیات کی خداداد صفات اور تصرفات کو تحقیرانہ انداز میں ذکر کر کے کس طرح ان حضرات کو بے کس اور بے بس ظاہر کرتا جا رہا ہے حالانکہ کوئی بھی محبوبان خدا کو رب بنانے کا تصور ہی نہیں کرتا پس زیادہ نہ سہی کاش مودودی اپنے ممدوحین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی انفاں العارفین اور اسماعیل قتیل دہلوی کی صراط مستقیم ایک ہی مرتبہ پڑھ لیتا تو پھر محبوبان خدا کے خلاف اپنا قلم اندھے کی لاکھی کی طرح اور ظالم کی تلوار کی مثل شاید استعمال نہ کرتا اب ایک ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ممکن ہے کسی صاحب کو مرے متعلق یہ گمان ہو کہ مولف نے ہر ایک گروہ کو جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے سب کے سب وہابی ہی وہابی بنائے جا رہا ہے اور مودودی کی جماعت بھی انہی کے ساتھ ملا رہا ہے اس خدشہ کو دور کرنے کیلئے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے تاکہ مولف ناچیز اس بہتان سے مصون و مامون رہے۔ ہفت روزہ رسالہ زندگی لاہور جو مودودی اسلامی جماعت کا ایک آرگن ہے اس کی زبانی سنئے جس سے مودودی کی وہابیت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک اشاعت میں اس طرح لکھا ہے۔

”جماعت اسلامی نے گواپنی پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک

محدود رکھی ہے لیکن اس کے قائد مولانا مودودی نے اختلاف مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے اس نے جماعت کے بارہ میں یہ تاثر قائم ہو گیا ہے کہ یہ ایک مخصوص مذہبی فرقہ ہے یہ تاثر خود جماعت کے کارکنوں نے اپنے رویے سے اور گہرا کیا ہے وہ خود کو مولانا کی تشریحات و تعبیرات سے الگ رکھ کر اگر صرف اصولی باتوں میں جماعت کی مدافعت کرتے یہ پیچیدگی پیدا نہ ہوتی لیکن انہوں نے عقائد کی بحث میں الجھنا اور مولانا کی تعبیرات کو واجب التسليم ٹھہرانا شروع کر دیا جس سے فرقہ وارانہ اختلاف کی جڑیں پھیلتی گئیں اور جماعت اسلامی کا چاروں طرف گھیراؤ ہو گیا۔

ہفت روزہ زندگی لاہور ص ۱۴

بحوالہ ماہ نامہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء

نوٹ :- لاہور کے ہفت روزہ زندگی کا شمارہ ۲۸ دسمبر ۷۰ء تا ۳ جنوری ۷۱ء میں ایک مضمون ”جماعت اسلامی کے شکست کے اسباب“ شائع ہوتا رہا ہے جس میں مضمون نگار نے ذیل کے اسباب نمبر ۳ پر یہی سبب لکھا ہے جس کا اقتباس مندرجہ بالا ذکر کیا گیا ہے اب نتیجہ خود ہی اخذ فرمائیں کہ یہ جملہ ”مولانا مودودی نے اختلافی مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے“ کس چیز کی عکاسی کر رہا ہے ابھی ابھی جو تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۶ حاشیہ نمبر ۵۴ سے نقل ہوا ہے یعنی کسی کو مشکل کشا کسی کو گنج بخش کسی کو داتا کسی کو غریب نواز اور کسی کو غوث وغیرہ کہا جاتا ہے کہ یہ محض نام ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ نہیں یہ بزرگ جن کے یہ القاب ہیں وہ تو اولیائے امت

مرحومہ میں اعلیٰ درجہ کی فائز المرام ہستیاں ہیں اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ حرکات و سکنات ٹھیک ٹھیک وہابیت کی عکاسی نہیں کر رہے۔ کر رہے ہیں اور ضرور کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں اسی ہفت روزہ زندگی کا ایک اقتباس اور بھی سن لیں جس کی سرخی نمایاں طور پر ہفت روزہ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

”کیا یہ وہابی فرقہ ہے“ جماعت اسلامی کا ایک مقصد مسلمانوں کی فرقہ بندی کو ختم کرنا بھی تھا پھر کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ لوگ اسے وہابی فرقہ کہنے لگے آخر یہ کیوں ہوا بظاہر یہ بات بہت ہی غیر اہم ہے لیکن یہ ناقابل حقیقت ہے کہ یہ غیر اہم بات جماعت کی مقبولیت میں سدر راہ بن گئی ہے اور حالیہ الیکشن میں اہل سنت کے امیدواروں کی زیادہ تعداد میں کامیابی اس کا واضح ثبوت ہے پالیسی تو یہ ہے کہ اہل سنت، اہل سنت رہے، اہل حدیث، اہل حدیث رہے، دیوبندی، دیوبندی رہے، بریلوی، بریلوی رہے، شیعہ، شیعہ رہے ہر ایک جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اسی پر عمل کرے اور دوسرا جس مسلک کے صحیح ہونے کا قائل ہے اسے اس پر عمل کرنے دے۔ (تقریر مولانا مودودی ہفت روزہ زندگی لاہور ۹ نومبر ۱۹۷۰ء) لیکن عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ جماعت سے متعلق جو حضرات نذر و نیاز کی کوئی چیز ان کے گھر میں نہ بھیجی جائے تو واپس کر دیتے ہیں کیا وہ اس طرح لوگوں کو جماعت سے دور نہیں کر رہے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں کہ وہابی بہت جامع اصطلاح بن چکی ہے۔

(ہفت روزہ زندگی ص ۳۴ بحوالہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء)

نوٹ :- یہ مضمون نگار جماعت اسلامی کا فرد ہے جس نے اس حقیقت کا اعتراف دہی زبان سے کر ہی لیا ہے اور اس کا انکشاف بھی کر دیا کہ فی الواقعہ جماعت اسلامی کے افراد نذر و نیاز نہ لیتے ہیں نہ کھانا نیاز کھانے جاتے ہیں گویا نذر و نیاز کا کھانا ان کے نزدیک حرام ہے یہی شعار وہابیہ ہے تمام وہابی جماعتوں کے نزدیک نذر و نیاز کا کھانا حرام ہے یہ اقرار ہے

جماعت اسلامی کے ایک پیروکار کا اور اب قائد جماعت اسلامی کی بھی سن لیجئے کہ وہ وہابیت کو کس طرح اپناتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل و مسائل ص ۲۸۲ میں لکھتا ہے۔ ”وہابیت کے الزام سے بچنے کے لئے اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمانوں کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے (ماخوذ رسالہ الدرر السنہ صفحہ آخر) یہ ہے جماعت اسلامی کی رہابیت جس کا مختصر واقع آپ کے سامنے ہے۔ اب جان لینا چاہیے کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی اور مودودی سب کے سب یک رنگ اور ہم آہنگ ہیں اس سلسلہ میں ایک موازنہ پیش کیا جاتا ہے اس سے خود حقیقت اصلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

موازنہ :- بوجہ اختصار صرف نمونہ دو دو نمبر صفحہ قرطاس پر دکھائیں گے۔ نجدی وہابی کا عقیدہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی نے ایک کتاب بنام کتاب التوحید لکھی ہے جس سے ایک سوال نامہ مرتب کر کے علمائے مکہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے کا ایک سوال یہ ہے ”فَوَاحِدٌ يَعْبُدُوْهُ الْبَنِيُّ وَتَتَّبِعِيْهِ حَيْثُ يَعْتَقِدُهُمْ لِبُشْفَاعَتِهِمْ وَاَوْلِيَائِهِمْ هٰذَا اَفْبَحُ اَنْوَاعِ الشِّرْكِ“ (تلخیص کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۰۴) یعنی جو پیغمبر اور پیغمبر کے پیروکاروں کو اپنا شفیع ولی اعتقاد کرے وہ بدترین از قسم شرک ہے۔

(۲) فَمَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ سَمِيَ وَلَدِهِ عَبْدَ الرَّسُوْلِ اَوْ عَبْدَ الْبَنِيِّ اَوْ نَذَرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ تَصَدَّقَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَصَاءَ شِرْكًا وَ كَافِرًا (کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۴۴) جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے یا غیر اللہ نذر و نیاز اور صدقہ دے یا اپنے بیٹوں کے نام

عبدالرسول، عبدالنبی رکھے وہ کافر و مشرک ہے۔

دیوبندی عقیدہ (۱) ”سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (شفیع وکیل، شفاعتی، نذر و نیاز وغیرہ) کرے گا خواہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ مشرک میں برابر ہے۔

تقویت الایمان ص ۶

(۲) کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اولیاء سے اماموں شہیدوں سے فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔

تقویت الایمان ص ۴ بہشتی زیور ص ۷۷

مودودی عقیدہ :- (۱) بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسہ پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں حضرت کی اولاد ہیں اور فلاں حضرت کے دامن گرفتہ میں ان کی سفارش ہم کو بچالے گی۔

تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۴

(۲) نذریں نیازیں کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی کسی حضرت کے نام پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے مثلاً حسین بخش پیر بخش عبدالرسول اسی پر زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موجد ہیں۔

تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۰۷

نوٹ :- مندرجہ بالا موازنہ پر بصیرت حاصل کر لینے کے بعد کچھ او جھل نہیں رہ جاتا کہ یہ وہابی، دیوبندی اور مودودی سب کے سب

ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں الغرض کہاں تک لکھا جائے بوجہ نامساعدگی وقت و اختصار رسالہ کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں اب تک جن گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے عقائد کی عکاسی گئی ہے ان سب کا نکتہ نگاہ ایک ہے یوں جانئے کہ یہ سب مسافر ایک ہی منزل کے راہ گیر ہیں جو مختلف راستے طے کرتے ہوئے اپنے اس منزل پر پہنچ رہے ہیں جس منزل کو وہابیت کہتے ہیں اب ہم اس وہابیت کے شخص کے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیہ کی نشانی حدیث کی زبانی

حدیث نمبر ۱ :- ”يُخْرَجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُونَ تَرَاقِيَهُمْ كَلِمًا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ حَتَّى يَكُونُ آخِرُهُمْ مَعَ الدَّجَالِ“ (آشوب نجد ص ۲۱ الدرسنیہ ص ۵۰) کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو قرآن مجید کو تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا (یعنی قرآن پر وہ عمل نہیں کریں گے) ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہو گا۔

حدیث نمبر ۲ :- ”أَمَّا ذُو الْخَوِصْرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْدِلْ فَقَالَ وَيَحْكُ فَمَنْ يَعْدِلْ إِذْ لَمْ أَعْدِلْ وَقَدْ خَبَتْ وَخَسِرَتْ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ لُحَيْلٍ إِضْرِبْ عَنْقَهُ فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَواتَهُ مَعَ صَلَواتِهِمْ

وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَّا يُجَاوِزُوا تَرَاتِيهِمْ يَمْرُقُونَ
مِنَ الَّذِينَ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

مسلم شریف مترجم مع مختصر شرح نودی کتاب الزکوٰۃ ج ۳ ص ۸۶

یعنی ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے وہاں ایک شخص ذوالخویصرہ نامی موجود تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لیجئے تو آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر اور تیری اس جسارت پر اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگرچہ میں انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمرؓ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے میں اس کی گستاخی کا اسکو مزہ چکھاؤں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ صرف ایک نہیں اس کے بہت سے ساتھی ہیں تم ان کی نمازیں اور روزوں کو دیکھ کر ان کے مقابلہ میں اپنی نمازیں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے مگر یاد رکھو یہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کا قرآن پڑھنا حلقوم سے اوپر ہی رہے گا فقط زبانی پڑھنا ہو گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے

حدیث نمبر ۳:- اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرَ الْعَيْنَيْنِ نَاتِي الْجَبْهَةِ كَثُ
الْلَحْيَةِ مُشْرِفَ الرَّجَتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ
فَقَالَ فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذْ عَصَيْتَهُ فَيَا مُنْبِيَّ اللَّهَ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا
تَأْمَنُونِي فَيَسْأَلُهُ لَهُ قَتْلَهُ فَمَنْعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنَّ مِنْ ضِعْضِفِي هَذَا
قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُونَ حَنَا جَرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ
مُرُقُ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ

الْأَوْتَانِ لَيْنِ أَدْرَكَتْهُمْ لَّا قَتَلْنَهُمْ قَتَلَ عَادٍ

نسائی شریف جلد نمبر ۲۵ مشکوٰۃ مترجم جلد نمبر ۳ ض ۱۹۶

مسلم شریف مترجم ج ۳ ص ۸۲

ایک شخص جس کی آنکھیں دھسی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی
واڑھی گھنی کپٹیاں ابھری ہوئیں سر منڈا ہوا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اللہ سے ڈرو حضور علیہ السلام نے جواب فرمایا میں ہی
نافرمان ہو جاؤں تو پھر اللہ کی کون فرما بر داری کرے گا اللہ نے مجھے زمین
والوں پر امین مقرر فرمایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے اسی دوران
ایک اصحابی نے اس شخص کے قتل کرنے کی بابت سوال کیا حضور علیہ
السلام نے فرمایا اسے قتل نہ کرو جب وہ چلا گیا تو فرمایا اس کی نسل سے
ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے
نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان
سے جدا ہو جاتا ہے وہ اہل سلام کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں
گے اگر میں ان کو پا لیتا تو م عادی طرح ان کے ساتھ قتال کرتا۔

حدیث نمبر ۱۴:- ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمًا كَانَ هَذَا
مِنْهُمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُونَ تَرَاتِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ
كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سَمِيَاءُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُونَ
يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ فَإِذَا
لَقِيَتْهُمْ شَرَّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

نسائی شریف جلد نمبر ۱۵۴

مشکوات مترجم شریف مترجم ص ۳/۹۱

یعنی پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک گروہ نکلے گا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی خاص پہچان سر منڈانا ہوگی وہ ہمیشہ گروہ در گروہ آتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ ہو گا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق پاؤ گے۔

حدیث نمبر ۵:- قَالَ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفِرْقَةٌ قَوْمٌ يَحْسِبُونَ الْقِيلَ وَلَيْسِيُونَ الْفِعْلَ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِي هُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مَرُوقٌ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلَى فِرْقَةٍ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ طَوْنِي لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتْلُوهُ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنَّا فِي شَيْءٍ مِّنْهُمْ مَنْ قَتَلَ هُمْ كَانَ أَوْلَىٰ بِاللَّهِ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سَيَمَّا هُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ

مشکوات شریف مترجم جلد ۲ ص ۲۰۰

ابوداؤد شریف ترجمہ ج ۳ ص ۵۱۸ حدیث نمبر ۱۳۳۸

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں اختلاف اور تفریق کا وقوع مقدر ہو چکا ہے اس سلسلہ میں ایک گروہ ظاہر ہو گا باتیں اس کی اچھی ہوں گی اور کام ان کے برے ہوں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر دین کی طرف ہر گز نہ پلٹیں گے جیسے تیر واپس نہیں ہوتا وہ

اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہ ہو گا جو ان سے قتال کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہو گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حروف نشان سے آگاہ فرمائیے۔ فرمایا ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

حدیث نمبر ۶:- اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَیَخْرُجُ قَوْمًا فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَاثُ الْاَسْنَانِ وَسُقَهَا الْاَحْلَامُ یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اَیْمَانُہُمْ جَنَاحُہُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْہُمْ فَاقْتُلُوْہُمْ فِی قَتْلِہُمْ اَجْرُ لِمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(حضرت علیؑ فرماتے ہیں میں نے نبی کریمؐ سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا زمانہ اخیر میں نو عمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت ظاہر ہوگی بظاہر وہ اچھی باتیں کریں گے اور ایمان ان کے حلقوم سے اوپر ہو گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو بروز محشر ان کے قاتلوں کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

مسلم شریف ص ۳۸۷ بخاری مترجم جلد ۲ ص ۱۰۲۳

نسائی عربی جلد ۲ ص ۱۵۳

حدیث نمبر ۷:- خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِنْ بَیْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ رَاسُ الْکُفْرِ مِنْ هٰہُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قُرْنُ الشَّیْطَانِ یعنی المشرق ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف منہ کر کے

فرمایا کہ شیطان کی سینگ اس طرف سے ظاہر ہوگی۔

مترجم مسلم شریف جلد ۲ ص ۱

اے ناظرین محترم :-

یہ ارشادات رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک بار ان احادیث مبارکہ کو دوبارہ پڑھ لیں بات اس ذیشان پیغمبر کے ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے انداز سے پوری طرح واقف ہے اگر ان حدیثوں پر یقین کر لیا جائے تو ہاتھ میں انصاف اور دیانت کا چراغ لیکر تلاش کیجئے کہ آخری زمانہ میں جن گروہوں کی خبر پیغمبر علیہ اسلام نے دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کی مختلف نشانیوں کے ذریعے سے اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اجالا میں ہے نشاں اس لئے بتائے گئے ہیں کہ حدیث کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروہ کا سراغ لگایا جائے میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان حدیثوں کی عبارات سے بکھری ہوئی نشانیوں کو سیکھا کر لیا جائے تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے مذہب وہابیہ کی تصویر اچانک ابھر آئے گی اگر تکلیف نہ جائے تو تھوڑی دیر کے لیے اپنی نگاہ کا رشتہ میری نوک قلم سے جوڑ لیجئے میں نشانات چنتا جاؤں گا آپ ان کو جوڑتے چلیں کچھ ہی دیر بعد وہابیت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم کا ساتھ چھوڑ دینا۔

نشانات :- حدیث نمبر ایک اور حدیث نمبر سات میں بتایا گیا ہے کہ کفر کا مرکز مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب (مدینہ منورہ کی مشرقی جانب

خطہ نجد واقع ہے نجد و حجاز کا نقشہ اٹلس سامنے رکھئے تو واضح ہو جاتا ہے کہ واقع میں مدینہ کی مشرقی جانب میں نجد ہی برآمد ہوتا ہے (خطہ ہے اسی نجد سے ایک گروہ ظاہر ہوگا جو قرآن پڑھے گا مگر دین سے ان کو کوئی لگاؤ نہ ہوگا اور حدیث نمبر دو ذوالخویرہ جس گستاخ کا نام آیا ہے اس کے قبیلے کا نام بنی تمیم ہے جس کی نسل سے آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جو قرآن پڑھے گا مگر اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوگا مفتی مکہ سید دھلان مکی رحمۃ اللہ علیہ دروالسنیہ کے صفحہ نمبر اکیاون پر لکھتے ہیں ”سب سے واضح بات یہ ہے کہ ابن عبد الوہاب کا سلسلہ نسب قبیلہ بنی تمیم سے ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ذوالخویرہ تمیمی کی نسل ہو“ ماننا پڑے گا کہ ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی وہابی مراد لینا حقیقت کے عین مطابق ہے حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا اور حدیث نمبر دو میں پہچان بھی بتائی گئی ہے کہ اپنی نماز و عبادت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے انبیاء اولیاء کی قدرو منزلت کی متعلق گستاخیاں کرنا ان کا شعار ہوگا حدیث نمبر چار اور حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی علامت یہ بھی ہے کہ اکثر ان میں سرمنڈے ہوں گے گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار بن جائے گا حدیث نمبر تین میں ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ گروہ مسلمانوں کو قتل کرے گا اور کافروں کو چھوڑ دے گا یہ نشانی ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق سو فیصدی درست ہے آپ خود تاریخ نجد و حجاز کا مطالعہ فرمائیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائے گا حدیث نمبر چھ میں یہ

تا ہے۔

بھتا ہوا کاٹا:۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ حقیر پر تعقیر نے جتنے وہوں کو وہابیت میں شمار کیا ہے ان کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ کہ ایک ایسی جماعتیں جو دین کی طرف بلاتی ہیں (تبلیغی جماعت) اور جو رفض و شیعیت کا قلعہ قمع کرتی ہیں (تنظیمی جماعت) جو شرک و کفر کا استحصال کرتے ہوئے نغمہ توحید کو بلند کرتی ہیں (دیوبندی جماعت) جو درون اور بیرون ملک جا کر رضامندی حق کی خاطر نفاذ اسلامی قانون میں سرکرداں سر توڑ کوشش کرتے پھرتے ہیں (اسلامی جماعت) انہیں کیسے گمراہ اور بے دین قرار دیا جاسکتا ہے اگر ایسی دین پرور جماعتیں بے دین ہو گئی ہیں تو پھر دنیا میں دیندار اور حق پرست کون ہیں۔

کانٹے کا علاج۔ میں جو اب عرض کروں گا کہ اس طرح کی کشمکش حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی جس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں ”حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بڑا زائد و عابد تھا ایک دفعہ وہ اچانک ہمارے سامنے آگیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جوان کی عبادت و زہد کی طرف توجہ دلوائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص بڑا عابد و زائد ہے حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور ردیکھ کر فرمایا میں تو اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھ رہا ہوں اتنے میں وہ زائد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آگیا تو آپ نے پوچھا کہ اے زائد کیا یہ صحیح

علامت بتائی گئی ہے کہ منہ سے اچھی باتوں کی تلقین کریں گے بالائی پر عقیدوں پر حملہ کریں گے اور مسلمانوں کو راہ حق و ثواب سے دور کے اپنے ساتھ ملا کر اچک لیں گے یہ بات تبلیغی جماعت پر صادق آتا ہے) حدیث نمبر ایک اور چار میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ گروہ درگروہ (مختلف شکلوں مختلف ناموں مثلاً نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی مختلف رنگ و روپ میں ہر دور میں پائے جائیں گے حتیٰ کہ انہی آخری گروہ مسیح دجال کے ہمراہ ہو جائیگا یہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے کافروں کو مطلقاً چھوڑ دیں گے اور حدیث نمبر دو اور تین میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ گروہ دین حق سے منحرف ہو کر دوبارہ واپس دین حق میں ہرگز شامل نہ ہوگا اگر اس پہچان کی تصدیق کرنا مطلوب ہو تو کسی وہابی کو جانچ لیجئے آپ لاکھ کوشش کریں گے کہ وہ عقیدہ کے فساد سے ہٹ جائے رسول عربی کے گستاخوں کا ساتھ چھوڑ دے مگر وہ ہرگز اپنے عقیدہ باطل سے نہیں پلٹے گا اب ایک لطیف نکتہ عرض کرتا ہوں سنئے۔

نکتہ :- لفظ التحلیق کا لغوی معنی کے سلسلہ میں بحث و نظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے تحلیق کا عام ترجمہ سر منڈانا ہی کیا جاتا ہے لیکن مصباح اللغات میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ چکر لگانا اور حلقے میں بیٹھنا بھی کیا گیا ہے اب ذرا خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ مصباح اللغات کے معنی کی رو سے یہی معنی درست سمجھ لئے جائیں تو دونوں معنی وہابی تبلیغی جماعت پر صادق آتے ہیں ایک معنی اگر ان کی اصطلاح ”چلت و پھرت“ کو بتاتا ہے تو دوسرا معنی ان کے اجتماع کی طرف اشارہ

نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ آپ فرما رہے ہیں وہ بالکل صحیح اور سچ ہے اس بات کرنے کے بعد وہی زاہد مسجد کے اندر چلا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون شخص ہے جو مسجد میں جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لبیک کہی اور مسجد میں زاہد کو قتل کرنے چل دیئے جب ابو بکرؓ مسجد میں گئے اسے نماز میں مصروف پایا حضرت ابو بکرؓ نے دل میں یہ خیال کیا کہ ایک نمازی کو کس طرح قتل کروں سوچتے ہوئے واپس گئے تو دوبارہ حضرت نے فرمایا کہ کون ہے جو اس زاہد کو جا کر قتل کر دے تو حضرت عمر فاروقؓ اجازت لے کر مسجد میں گئے مگر وہ زاہد اب بھی نماز میں مصروف تھا حضرت عمرؓ بھی یہ سوچتے ہوئے واپس آگئے کہ ایسے نمازی کو کس طرح قتل کیا جائے پھر سہ بارہ حضرت نے فرمایا ہے کوئی جو جائے اور اس زاہد کو قتل کر دے اس مرتبہ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قتل کروں گا یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے علیؓ تو ضرور اس کو قتل کر ڈالے گا بشرطیکہ وہ مل جائے حضرت علیؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو وہ مسجد سے نکل چکا تھا۔

الابریز مولفہ احمد بن مبارک ماخوذ تبلیغی جماعت ص نمبر ۲۲۶

فائدہ:- دیکھئے جب ایسے عابد و زاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا مگر اس کا ظاہری زہد و تقویٰ اور عبادت کو نہ دیکھا گیا اسی طرح ان جماعتوں کا ظاہری حسن دیکھنے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے

آپ ان جماعتوں کو پسند فرماتے ہیں دراصل وہ ہی اوصاف ہمیں ایک ایسی جماعت سے روشناس کراتے ہیں جو اخیر زمانہ ہوگی جن سے علیحدہ اور الگ رہنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو تاکید فرمائی ہے۔ ہاں اگر ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ یہ واقعہ جو بیان ہوا ہے یہ احمد بن مبارک نے لکھا ہے خدا معلوم اس پر کتنا اعتماد ہے اس خدشہ کو اس طرح دور کرتا ہوں اس کی توثیق مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی کئے دیتا ہوں تاکہ کتاب الابریز اور اس کا مصنف بے غبار ہو جائے اور ان کی ثقہ ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے

توثیق الابریز شریف:- الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ مولفہ احمد بن مبارک فاسی ۱۱۲۹ ہجری میں تالیف شروع ہوئی تھی یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کا نقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مولفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اللہ اور بڑے بڑے علمائیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔

ملخصاً جمال الاولیاء ص ۴-۵

نسخہ شفاء:- اس ذہنی خدشہ کا شافی علاج یہ ہے کہ وہابی جماعتوں کے ظاہری محاسن نماز روزہ اور جہد و دستار کو نہ دیکھئے بلکہ احادیث کی روشنی میں ان کی جتنی علامتیں بیان ہوئی ہیں ان علامتوں کو اس آئینہ میں رکھ کر ان جماعتوں کا جائزہ لیجئے۔ نماز روزہ اور دعوت الی الحق تو ان علامتوں کا ایک رخ ہیں تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراسر معلوم کر لینا بہت دشوار اور مشکل بات ہے ان کی تصویر کا دوسرا رخ اس رسالہ کے اوراق گزشتہ میں مختلف جگہوں پر ان کے اصول و عقائد و

اعمال کی فہرست موجود ہے وہی ان جماعتوں کا دوسرا رخ ہے اب تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیجئے۔

ضمیر کا فیصلہ :- ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی وہابیوں کے ساتھ منسلک رہنے سے ہے یا ان سے دور رہنے میں سلامتی ہے جس امتی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی عزیز ہو تو وہ وہابیوں کا ساتھ ہرگز نہ دے اور جو اپنی نفسانی خواہش کا مالک ہو اس کو ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

الوداعی کلمات :- اب رسالے کے خاتمہ پر آپ سے چند کلمات بیان کرتے ہوئے رخصت ہو رہا ہوں۔ اپنے معلومات کے مطابق وہابیہ سے متعلق جتنے حقائق میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں ان پر خلوص اور جذب کے ساتھ غور فرمائیں اگر آپ وہابیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا ممکن ہے آخرت کا شوق ہی تم کو اس کی طرف کھینچ لے گیا ہو لیکن کیا ایک لمحہ کیلئے آپ سوچنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں گے کہ میں نے اس رسالہ میں جتنے حقائق بیان کئے ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں اور بے بنیاد ہیں فرض کیجئے آپ کے ہاں اگرچہ سارے الزامات غلط ہیں تو ان حدیثوں کو بھی غلط کہہ دیجئے جن کے ذریعہ وہابیوں سے علیحدگی میں خوشنودی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اب آخری سطور لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کر رہا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کا

فرض اپنے سر سے اتار دیا ہے اور انجام کے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر سے جن کے ہاتھوں میں یہ رسالہ فیض مقالہ ہے۔

وہا مولف :- اے مقلب القلوب خالق ذوالجلال تیرے دروازے پر دست بدعا ہوں کہ میری اس کاوش و محنت کے ذریعے سے تمام مسلمان بھائیوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپس ہونے کی توفیق و رشتیق عطا فرما جو جادہ حق سے دور جا پڑے ہیں۔

اے علیم و خبیر! قادر و متعال! تو دلوں کے بعید جاننے والا ہے تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف زرو زمین کی بنیاد پر نہیں خواہش حشمت و عظمت اور عزت پر نہیں کسی جامد اور دولت کے پیش نظر نہیں۔

تیرے محبوب کی بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار ہے اور جو تیرے محبوب کریم کا باغی ہے اس سے ہمارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہمارا منسلک بس صرف یہی ہے۔

چھٹ جائے اگر دولت کو نین تو کیا ہے غم

چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمدؐ

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و علی آلہ و اصحابہ
اولیاء امتہ و علمائے اہل سنتہ اجمعین برحمتک یا الرحمن
الرحمین

تفریط جلیل :-

عمدة العلماء زبدہ الصالحا حضرت قبلہ پیر سید حافظ مولانا غلام
فخر الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی زبیب آستانہ عالی وڑچھہ شریف
الحمد لا ہلہ والصلوۃ لا ہلہا۔ اما بعد فقیر نے مولانا موصوف کی
کتاب تحقیق المبین کو بعض مقامات سے دیکھا مخالفین اسلام اور خارج از
اسلام فرق باطلہ کے دجل و فریب کو جس اچھوتے انداز میں طشت از بام
کیا ہے انہی کا حصہ ہے وقت کی اشد ضرورت کو پورا کرنے میں جس
محققانہ انداز میں انہوں نے قدم اٹھایا ہے مولیٰ کریم جل مجدہ ان کی اس
خالص دینی محنت و کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو
اس سے اپنے عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے جن لوگوں
کے دل میں تذبذب و اضطراب سے مسلمانان اہل سنت جماعت کو چاہئے
کہ ان مخالفین کی صحبت احتراز کریں اور اپنے علماء سے استفادہ کرنے میں
پوری کوشش کریں۔

فقیر الی ربہ الغنی سید غلام فخر الدین سجادہ نشین وڑچھہ شریف

تفریط فاتح نجدیت رہبر شریات مولانا اللہ بخش نیر صاحب
مورث اعلیٰ انجمن سپاہ مصطفیٰ ساکن لیہ ضلع مظفر گڑھ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج کل مسلمانوں کی دینی و دنیاوی

زہد و حیا کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے قلوب سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں ہندو اور انگریز کے وظیفوں
پر پلنے والے علماء سو کی تقریروں اور دل آزار تحریروں نے جلتی پر تیل
کا کام کیا نقل کفر کفر بنا شد۔

(۱) کسی نے کہا حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے، (ب) کسی نے
لکھا چہار سے ذلیل ذرہ نا چیز سے کم تر گاؤں کے چوہداری کی مثل ہیں،
(ج) کسی نے کہا انبیاء تمام اوصاف و لوازم بشریت میں دوسرے
انسانوں کی طرح ہیں، (د) ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ایسا علوم
تو تمام حیوانات کتے خنزیر کیلئے بھی ثابت ہے بلکہ شیطان کا علم حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے؟

یہ حال تو ہے ان حضرات کا جو عالمِ علوم دینیہ اور واقفِ رموز
شریعہ کے مدعی ہیں ان کا یہ طرزِ عمل نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح
حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے اگر ان
نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے نئی پود انبیاء کو ریفارمر (ذاکمہ) یا لیڈر
سمجھنے لگے تو اس کا کیا تصور ہے سارا تصور ان حضرات کا ہے جنہوں نے
اپنے آپ کو شیخ القرآن اور شیخ الحدیث کہتے ہوئے عامۃ المسلمین کے
سامنے ایسا تصور نبوت پیش کیا ہے جو مستشرقین سے متوقع تھا مسلمان
کہلانے والے علمائے دین سے اس کی توقع ہر گز نہیں ہو سکتی تھی علماء
حق نے ہر دور میں نبوت کے تصورِ صورت سے لوگوں کو روشناس کرانے
کیلئے گرانقدر کتابیں لکھیں ہیں اور منکرین کمالات کا ردِ مبلغ کیا ہے
زیرِ نظر کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل محترم مولانا ولی محمد

الاعتذار و اظهار تشکر

اولاً اس فقیر ہنچمدان طفل و بستان میں بھلا یہ اتنی قابلیت کہاں تھی کہ اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی فرما سکے کیوں کہ قبل ازیں بڑے بڑے شاہ سوار علم و دین اس جولا نگاہ میں اتر چکے ہیں اور کئی تیراک علم و یقین اس بحر ناپید اکنار میں غوطہ لگا کر لعل و جواہر برآمد کر چکے ہیں یہ اپنے اپنے نور فہم سے علم و عرفاں نکات بیان اور معارف الایمان کی بدولت پہلے دور کے لوگوں کو نفع رسانی سے بہرہ مند کر چکے ہیں مگر اس زمانہ جدید میں لوگوں کی سود مندی کے پیش نظر خاموشی میں رہنا کوئی دانائی کی بات نہیں کیونکہ اس حالیہ دور میں بہت لوگ مادی بیونی کی کٹافٹوں میں گھرے ہوئے ہیں اور حرص و آز کی خباثتوں میں ملوث ہیں وہ روز بروز نئے روپوں میں بد اعتقادی کی وجہ سے کئی گروپز بن چکے ہیں جو اپنے چھپے ہوئے انداز اور جیہ و وستار کی آڑ لے کر مذہب حق اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی کو محل طعن و تشنیع بنا کر مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس ناپیز نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی اعانت کی غرض سے ان گمراہوں کے بد عقیدہ ہونے کی صحیح تصویر سامنے آ جائے فقیر نے نہایت امانت و دیانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر عکاسی پیش کی ہے تاکہ ان شرک و کفر کی مشین چلانے والوں کا بھانڈا راستے ہی پر پھوٹ پڑے اور پکے مسلمان صحیح العقائد ان کے مکرو فریب اور دواؤ بیچ سے محفوظ رہ سکیں۔ میں تمام اہل علم حضرات کے حضور دست بستہ

گزارش کرنا چاہوں گا اگر میری اس تحریر میں کسی صاحب کو ایمانی و اعتقادی علمی و ادبی صرفی و نحوی غرض کوئی غلطی یا سقم نظر آئے تو اسے چشم پوشی کے زیور سے آراستہ کریں اور اس غلطی کی نشان دہی سے احقر کو مطلع فرمائیں میں ضدی ہرگز نہیں ہوں کہ اپنی غلطی تسلیم نہ کروں آپ حضرات کی تنبیہ دینیہ سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے رجوع الی الحق کر لوں گا مجھے امید واثق ہے کہ آپ اپنے الطاف کریمانہ و نوازش عمیمیانہ اور طرز رحمانہ سے بعید نہیں فرمائیں گے اس ستر پوشی سے میں آپ کا بصد مشکور ہوں گا۔

ثانیاً + میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس کاوش اور محنت جلیلہ پر درمے داسے حوصلہ افزائی کی ہے بالخصوص سید جملے شاہ صاحب آف جھنڈیوالی ضلع گجرات نے اپنی پاکیزہ کمائی سے مبلغ تین سو روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا اور بالعموم حکیم محبوب الہی سرشار آف سرگودھا دکاندار احمد حیات آف جمالی اور صوبیدار خادم حسین نے بھی پچاس پچاس کے عطیات سے حوصلہ افزائی کی ہے ان سب کا تہہ دل حضرات نے بھی بخنے، قلمے اور قدمے اعانت کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ مجدہ الکریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جمیع حوادث ناگہانی اور بلائے آسمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ثالثاً + اس موضوع پر لکھنے کیلئے جو مجھے دشواری تھی وہ یہ کہ ناچیز ایک غریب گھرانے کے افراد میں سے ہے جس کے پاس حوالہ جات فراہم کرنے کے وافر کتب خانہ نہیں تھا اس مہم کو سر کرنے کیلئے میں

اوپر مسلط تھے جن کا دور کرنا میرے بس سے باہر تھا مگر اندر میں صمیم قلبی کا سمندر موجزن تھا پس متوکل علی اللہ خامہ رقم ہاتھ میں لیا اسے جنبش دینا چاہی قدرت الہیہ نے ہاتھ پکڑا اور میرے مربی شیخ کامل سیدی و مرشدی الحاج حضرت قبلہ بابو جی گولڑویؒ کی روحانی توجہ موجب عالیہ نے پشت پناہی فرمائی عین اسی وقت حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب سالک زادہ نے اپنے قدیم و جدید کتب خانے کا دروازہ میرے لئے کھول دیا پھر کیا تھا قلم میں روانگی آگئی ذہن کھلتا گیا دماغ روشن ہوتا گیا پر اگندیوں اور پریشانیوں کے جو سائے چھائے ہوئے تھے پاش پاش ہوتے چلے گئے۔ خامیوں اور کمزوریوں کے جو پر چھائے تھے ان سب کو عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی کے قطروں نے دھو ڈالا مرے حسن ذوق و شوق میں طہارت و نفاست کی دولت آگئی ناچیز نے اپنے اس رسالہ فیض سگالہ کو حوالہ جات سے مزین کر دیا بس یہی دشواری تھی جو اس طرح زائل ہو گئی اس مرحلے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بارے میں بھی میں اپنے مخلص اور مہربان دوست علامہ مولانا محمد رمضان صاحب کا اپنے دل کی گہرائیوں میں اتر کر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسن سلوک کو برقرار رکھے اور ان کا جذبہ اخلاق مشفقانہ اور انداز دوستانہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قائم و دائم رکھے۔

معتنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بکلامہ بجاہ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین ثم آمین۔

ولی محمد گولڑوی بغفر اللہ القوی

اَشَادُ الْاَنْوَارِ لِعِلْمِ سَيِّدِ اَبْرَارِ

مَقَرِّبِ شَالِعِ بُو بَيَّاكِي



مِلَنے کاپتہ

مَكْتَبَةُ قَادِرِيَّة

جامعہ نظامیہ صنویہ نزد خان ۲ ہری ایٹ ماہو